U62655. 18-K-09

Title - MIAIYAAR BALAGHAT

Creator - Munshi Devi Parshad Seher Badauni.

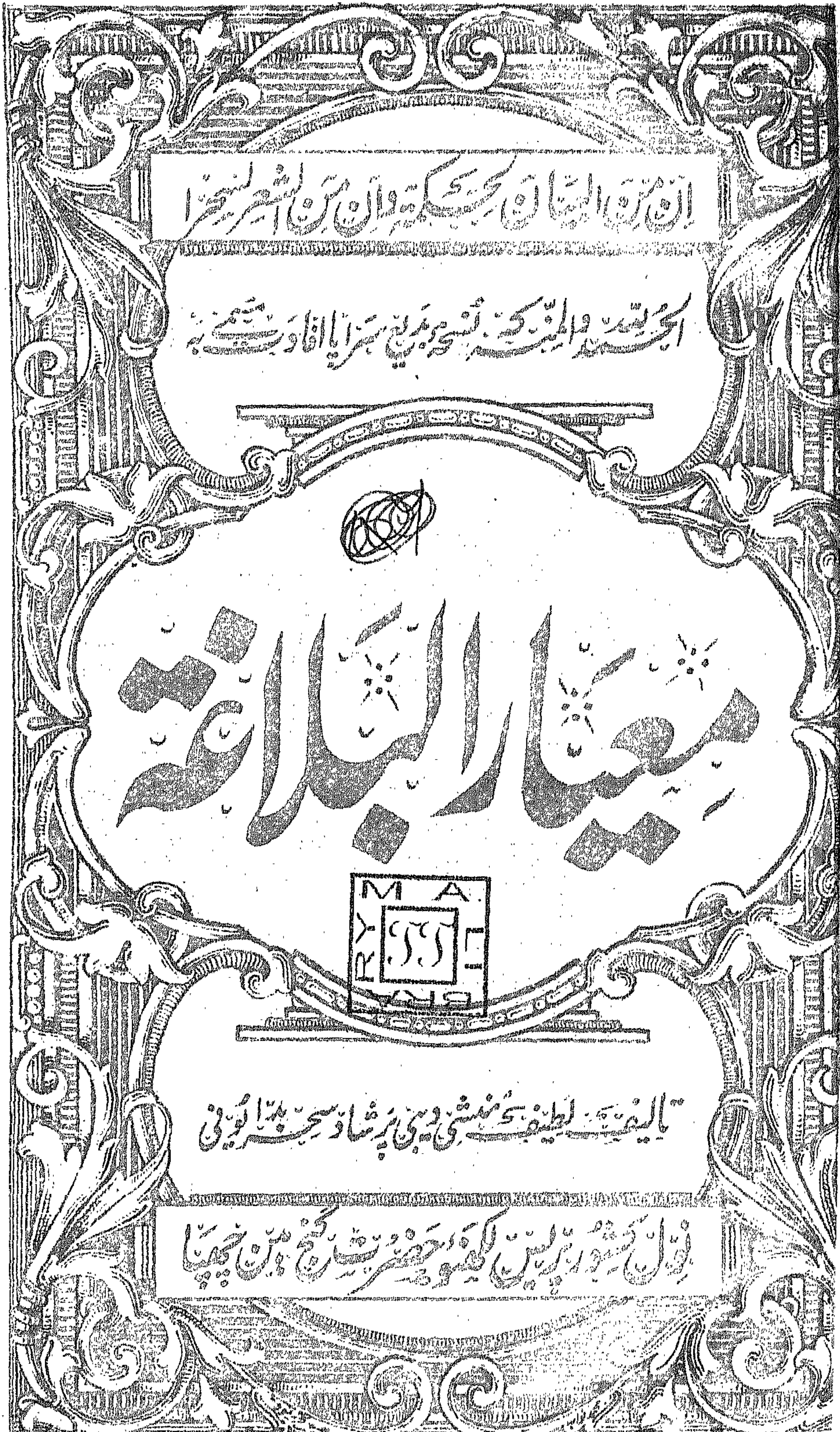
Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1945

Pages - 124

Subjects - Ilmul Balaghat.

۵۲۰



ان من البیان لحکمۃ وان من الشعر لسحرا
الحمد للہ والمنۃ کہ نسخہ بدیع سراپا افادت مسمّی بہ
معیار البلاغۃ
تالیف لطیف منشی دیبی پرشاد صاحب بدایونی
نول کشور پریس لکھنؤ حضرت گنج میں چھپا

اطلاع عام

بحمد اللہ مطبع ہذا میں شائقین و قدر دانان علوم کے لئے ہر قسم اور ہر علم و فن کی کتابیں ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ جو آرڈر آنے پر فوراً روانہ ہوتی ہیں اور دوسرے مطابع اور کارخانوں کے مقابلہ پر قیمت بھی نہایت ارزان ہوتی ہے جسکا حال مفصل فہرست کتب مطبع سے معلوم ہو سکتا ہے یہاں آگاہی ناظرین کے لئے ایک مختصر فہرست اسی قسم کی کتابوں کی درج کیجاتی ہے۔ اسکے علاوہ دیگر نحو و صرف کی کتابیں بھی مندرج ہیں۔ تاکہ ہر وقت طلباء و شائقین علم طلب فرما سکیں

نام کتاب	قیمت
علم ادب و بلاغت (عربی)	
مقامات حریری - علم ادب میں جامع کتاب ہے۔ آسانی کے لئے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ عبارت عربی بخط نسخ جلی ترجمہ خفی بخط نستعلیق حواشی بخط نستعلیق زبان فارسی آخر میں ایک فرہنگ الفاظ مشکلہ کی شامل کردیگئی ہے مولفہ امام ابو محمد القاسم الحریری۔	سے/
مختصر المعانی - مفتاح العلوم ابو یعقوب یوسف سکاکی کی شرح داخل درس ہے اسپر حواشی نہایت مفید چڑھے ہوئے ہیں۔	عہ/
فرہنگ قلیوبی - مفید طلبا از مولانا امیر علی صاحب بترتیب حروف تہجی۔	۴۰/
علم ادب و بلاغت (فارسی)	

نام کتاب	قیمت
ہر پنج گنج خسروی - عجب صنعت کی کہی گئی ہے کہ ایک عبارت سے چار بحروں میں مختلف مضمون کی مثنویاں اور ایک نثر مستنبط ہوتی ہے۔	۱۰/
اعجاز خسروی - عبارت میں وہ صنائع بدائع رکھے گئے ہیں کہ آج تک علم بلاغت فارسی میں کوئی کتاب ایسی ہم پلہ نہیں ہوئی اسکے پانچ حصہ ہیں اور ہر ایک حصہ علیحدہ علیحدہ بھی فروخت ہوتا ہے اس کی صحت چھپائی کاغذ وغیرہ سب قابل تعریف ہیں کامل۔	صہ/
مقامات حمیدی - علم ادب فارسی میں یہ ایک نہایت عمدہ کتاب ہے اور مقامات حریری کی ہم پلہ ہے۔	۱۲/
خطابۂ کبریٰ - خان آرزو کی یہ مختصر رسالہ نہایت جامع کتاب ہے۔	[illegible]

ان من البیان لحکمۃ و ان من الشعر لسحرا

نسخہ ابدیع شگرف خطاب علوم معانی و بیان و بدیع و عروض و قافیہ
اقسام نظم و نثر و فصاحت میں لاجواب سراپا افادت مسمّی بہ



بعد نظر ثانی جناب مصنف و اضافہ فوائد و نکات و تجورات مطبوعہ سابق
حسب خواہش شایقان بار پنجم

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپا

باہتمام پی، بی کپور سپرنٹنڈنٹ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

کامل ترین صناعت کلام حمد اُس ناظم امورات تمامہ مخلوقات کی ہے جس نے اپنے فضل وافر سے بحور مختلفہ عروض کی مانند
بحار سبعہ ارض کے کمال موزونیت سے زبان شعرا پر جاری فرمایا اور بالغ ترین فصاحت مقال ستایش اُس
موجد علوم عالم صوری و معنوی کی ہے کہ اپنے لطف کامل سے واسطے زینت عبارات کے طریقہ ایجاد صنائع
و بدائع لفظی و معنوی کا بتایا **اما بعد** بندہ ہیچمیز کج مج زبان ژولیدہ بیان نابلد کوچۂ تحقیق و سعد پا گم کردۂ
قلزم تدقیق بے بضاعت و کم استعداد اضعف العباد **دیبی پرشاد** متخلص بہ سحر متوطن بدایون علما و
شعرا نامدار کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ مشتمل ہے علوم بلاغت[1] کو کہ حسب فرمایش احباب
زبان اردو میں کتب معتبرہ عربی و فارسی سے تالیف و ترجمہ کرکے **معیار البلاغت** سے موسوم کیا یہ مشتمل ہے
چھ باب و خاتمہ پر **باب اول** علم معانی میں **باب دوم** علم بیان میں **باب سوم** علم بدیع میں

---

[1] واضح ہو کہ علم بلاغت مراد ہے علم معانی و بیان و بدیع سے علم معانی وہ علم ہے کہ اُس سے کیفیت مطابقت کلام کی بمقتضائے
حال و مرام کے معلوم ہوتی ہے یعنی حفظ ذہن کا ایسی خطا سے جیسے مقام تہنیت میں ذکر تعزیت کا یا مقام شک میں بیان یقین کا یا مقام
انکار میں ذکر اقبال کا لادیں اور علم بیان سے معلوم ہوتا ہے انتقال ذہن معنے ظاہر سے معنی مراد کو اور علم بدیع سے محاسن عارضی باعتبار
صنائع کے معلوم ہوتے ہیں اور قدمائے عرب ان تینوں علموں کو ایک ہی علم جان کر علم بدیع کہتے تھے کیونکہ ان تینوں علم کو یہ تعریف عائد ہے
کہ مطابقت کلام میں خطا سے حفظ ذہن حاصل ہوتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس فصاحت و بلاغت میں کچھ تفاوت نہیں سمجھتے تھے
دونوں کو الفاظ مترادف سمجھتے تھے لیکن متاخرین مثل سراج الدین سکاکی وغیرہ نے علم بیان و معانی کو صناعات بلاغت سے اور علم بدیع کو تابع
بلاغت سے مقرر کیا ہے اور فنون کے معانی و بیان و صناعت بلاغت سے و علم بدایع کو صناعت فصاحت سے قرار دیا ہے اور بعض کا
قول ہے کہ ان تینوں علم کے درمیان فرق ثابت ہے کیونکہ معرفت قوانین مطابقت کلام کا باعتبار مدلول کے علم معانی ہے اور باعتبار
دلالت کے علم بیان اور باعتبار تبئین و تزئین علم بدیع اور ایسے ہی بلاغت و فصاحت میں بھی فرق ہے کیونکہ بلاغت معنی سے
متعلق ہے اور فصاحت لفظ سے اسی وجہ سے مشہور ہے کہ معنی بلیغ اور لفظ فصیح نہ بالعکس ۱۲

باب چہارم علم عروض میں باب پنجم علم قوافی میں باب ششم اقسام نظم ونثر میں خاتمہ فصاحت کے بیان میں قطعہ تاریخ تصنیف ہو چکا ختم یہ رسالہ جب ٭ شایق اسکا ہوا ہر اہل کمال ٭ فکر تاریخ میں نے کی جب سحر ٭ آئی آواز غیب سے فی الحال ٭ معنوی ہجری عیسوی صوری ٭ اک ہزار آٹھ سو چھیاسٹھ سال

باب اوّل علمِ معانی میں

علم معانی وہ ہے جس کے ذریعہ سے کلام کو مقتضائے[1] مقام کے موافق ادا کرنے میں خطا نہ ہو۔ اور کلام وہ ہے جو دو یا زیادہ کلموں سے مرکب ہو پس اگر وہ بے اسناد ہے جیسے زید کا غلام یا اچھا آدمی تو کلام ناقص ہے اور اگر بالاسناد ہے یعنی ایسا کہ سکوت متکلم کا اُس پر صحیح ہے تو کلام تام اور وہ دو قسم ہے اوّل خبر جس کے کہنے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں جیسے زید کھڑا ہے اس میں زید مسند الیہ کہلاتا ہے کھڑا مسند دوسرے انشا جس کے قائل کو جھوٹا سچا نہ کہہ سکیں بلکہ وہ طلب یا خواہش پر دلالت کرتا ہو جیسے زید کو مار۔

فصل اوّل اسناد خبری کا بیان ۔ خبر سے فوائد مفصلۂ ذیل مطلوب ہوتے ہیں اوّل سامع ناواقف کو واقف کرنا منشی شعر وہ بولا کہ گو ورزجنگ آزما ٭ خداوند ہے خیمۂ سرخ کا ٭ دوم[2] سامع کو جتانا کہ متکلم بھی مثل سامع واقف ہے جیسے کوئی شخص زید کی تعریف کرتا ہو دوسرا کہے کہ ہاں صاحب زید بہت اچھا آدمی ہے سوم[3] دانا کو بمنزلہ نادان قرار دیکر خبر دی جاتی ہے جہاں کہ وہ اپنے علم پر عامل نہو اور غرض اُس سے ترغیب و تحریض سامع ہوتی ہے جیسے کسی ظالم سے کہیں کہ ظلم کرنا گناہ ہے لا اعلم شعر آنکھیں خدا نے دیکھنے کو دی ہیں میری جاں ٭ دیکھا کسی نے تیری طرف کو تو کیا ہوا ٭ اگرچہ مضمون مصرعۂ اوّل سے تمام خلق واقف ہے مگر چونکہ مخاطب دیکھنے کا مانع ہے لہذا اس کو ناواقف فرض کر کے مطلع کیا گیا چہارم[4] لذت مکالمہ کے واسطے مثلاً شب وصل کے لطف کو کسی محرم راز سے بار بار مفصل بیان کرنا پنجم[5] اظہار تمکنت مصنف قصۂ شاہ روم شعر ہزاروں ہیں مرے محکوم و نوکر ٭ کہ جن کا خوف مانے ہفت کشور ٭ ششم[6] تفجع یعنی شیون اور بین مومن شعر حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی ٭ جس سے کہ زندگی کا مزہ تھا نہیں رہا ٭ ہفتم[7] تحسر فراق شعر حسرت ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف ٭ نکلا اُدھر وہ گھر سے ادھر جی نکل گیا ٭ ہشتم[8] اظہار عجز وضعف منشی شعر میں افتادہ یارب سر خاک ہوں ٭ ستم دیدۂ جورِ افلاک ہوں ٭ نہم[9] مناجات وطلب حاجات جیسے اے خدا تو نے سب کچھ دیا

---

[1] اقتضائے مقام کے موافق جہاں ایجاز درکار ہو وہاں اطناب یا مساوات نہ ہو جہاں تاکید کی ضرورت نہ ہو وہاں اطلاق ہو جیسے زید آیا جہاں سامع خبر میں شک رکھتا ہو وہاں بیان خبر میں تاکید ہو جیسے بیشک زید آیا بخدا زید آیا ۱۲

مگر بیٹا نہ دیا۔ خدا کو خبر دینا مراد نہیں بلکہ التجا ہے کہ عنایت کر۔ مومن شعر نہ دیا رحم ٹک بتوں کے تئیں ٭
کیا کیا ہائے یہ خدا صاحب ٭ سوائے اس کے اور بہت سے فوائد اخبار کے ہیں جو خوض و تامل سے
دریافت ہو سکتے ہیں۔ اب واضح ہو کہ مخاطب اگر خالی الذہن اور بے تردد ہو تو موکدات کی کچھ حاجت
نہیں ہوتی ورنہ بقدر شک و تردد مخاطب کے موکدات کی حاجت پڑتی ہے اور الفاظ تاکید کے بہت ہیں
جیسے جلدتی اور اصلا اور ہرگز اور بیشک اور الفاظ مرادف قسم یاس شعر ہوں وہ ثابت
رہ الفت ہیں کہ جوں نقش قدم ٭ جب تلک مٹ نہیں لیتا نہیں اصلا ہلتا ٭ رنگین شعر
یہ میرا جی ہی جانے ہے ترے نکہت کے عالم کو ٭ خدا شاہد ہے کچھ تقریر مجھ سے ہو نہیں سکتی ٭
فائدہ اسناد خواہ خبری ہو خواہ انشائی دو قسم ہے حقیقی عقلی و مجاز عقلی حقیقی عقلی وہ ہے کہ کسی امر کو اپنے
عندیہ اور اعتقاد کی بموجب دوسرے امر کی طرف منسوب کرنا جیسے کسی موحد کا قول کہ خدا نے زمین و
آسمان کو پیدا کیا اور جیسے کسی دہریے کا قول کہ مینھ نے نباتات کو اُگایا اگرچہ فی الواقع خدا مینھ کے
ذریعہ سے اُگاتا ہے مگر دہریے کے اعتقاد میں مینھ ہی اُگانے والا ہے اور جیسے زید آگیا خواہ واقع میں
آیا ہو خواہ نہ آیا ہو مگر قائل کو آنا ہی معلوم ہو دوسرے مجاز عقلی یعنی کسی امر کو کسی تاویل سے اُس کے
ملابس کی طرف اسناد کرنا مگر اعتقاد متکلم ایسا نہ ہو مثلاً نہر جاری ہے۔ قارورے میں حرارت ہے۔ بادشاہ نے
قلعہ بنایا۔ چراغ جلتا ہے۔ ہانڈی پک رہی ہے۔ آگ نے فلاں گھر جلا دیا۔ عشق نے مجھے مار ڈالا حالانکہ
قائل جانتا ہے کہ پانی جاری ہے۔ بول مریض میں حرارت ہے۔ معماروں نے بحکم بادشاہ قلعہ بنایا۔ بتی اور
تیل جلتا ہے۔ ہانڈی کے اندر کی چیز پک رہی ہے۔ خدا نے آگ کے ذریعہ سے گھر جلا دیا اور عشق کے
ذریعہ سے مجھے مار ڈالا ان میں تاویل ظرف و مظروف یا عام و خاص یا کل و جز یا سبب و مسبب کی ہے۔
مجاز عقلی خبر کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ انشا میں بھی ہوتا ہے۔ ذوق شعر نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا ٭
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا ٭ مراد یہ کہ بذریعہ معماروں کے بنوا۔
فصل دوم مسند الیہ کے بیان میں۔ مسند الیہ کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے مگر کوئی قرینہ حذف کا ضرور
ہوتا ہے مثلاً سوال (کیسا مزاج ہے) کے جواب میں اچھا ہے۔ کبھی بغرض اظہار عظمت مسند الیہ کہ متکلم
اُس کا ذکر اپنی زبان سے بے ادبی سمجھتا ہے۔ غالب شعر اے ترا لطف زندگی افزا ٭ اے ترا عہد فرخی
فرجام ٭ یعنی اے ممدوح۔ یا بہ نظر حقارت مسند الیہ۔ ذوق شعر میں کہاں جو تاب رخ سیم تن میں ہے ٭
جالا سا عنکبوت کا چرخ کہن میں ہے ٭ یعنی ماہ جالا سا ہے۔ یا اس غرض سے کہ درصورت ضرورت
اُس سے منکر ہو جاوے جیسے بڑا خراب آدمی ہے۔ حالانکہ ذکر زید کا ہو اور حذف نام اس لئے ہے

کہ وقت ضرورت کہہ سکے کہ میں زید کو نہیں کہتا۔ یا متکلم کو اُس کے تعین کا دعویٰ ہو۔ لطف شعر
ایک دن حال دلِ زار نہ دیکھا نہ سُنا + سچ تو یہ تجھ سا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سُنا + فاعل ہر فعل کا محذوف ہے
میر شعر اتنی گزری جو ترے ہجر میں سو اُس کے سبب + صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا + یعنی عمر گزری
یا بسبب تنگی وقت کے مقام تحذیر میں جیسے کاٹا کاٹا یعنی سانپ نے کاٹا بچو۔ یا یہ کہ بہ حذف مسند الیہ کو
اس طرح ذکر کریں کہ اس کا مسند الیہ ہونا ثابت ہو جائے۔ قائم شعر کسی بلا میں پھنسے قید ہوئے جان سے جائے +
پر آدمی کو خدا تجھ پہ مبتلا نہ کرے + مصرعۂ اول میں مسند الیہ آدمی ہے جو مصرعۂ دوم میں مذکور ہے یا اُن کا
ذکر مکروہ ہو نسیم شعر حوض اُس کی ہوئی یہ دیکھتے ہی + فوارہ تو گم خزانہ باقی + یعنی مقعد حوض ہوئی + کبھی
مسند الیہ کو حذف کر کے صرف مفعول کو لکھتے ہیں اور فعل مجہول لاتے ہیں جیسے زید جنگ میں مارا گیا۔ مارنے
والے کا ذکر کچھ ضرور نہ تھا مقصود سامع و متکلم کا زید کی حالت سے تھا فعل مجہول لانے کا فائدہ کبھی یہ ہوتا ہے
کہ فاعل عالیشان اور مفعول کم حیثیت ہو تو فاعل کے ذکر میں اُس کی خفت ہے جیسے فلاں سپاہی کو انعام
ملا حالانکہ معلوم ہے کہ بادشاہ نے دیا کبھی فاعل کم قدر ہوتا ہے اور مفعول عالی شان اور ذکر میں اُس کے
خفت جیسے بادشاہ قتل کیا گیا حالانکہ معلوم ہے کہ ایک سپاہی نے قتل کیا۔ ذکر مسند الیہ کا سبب یہ ہوتا ہے
کہ وہ اصل ہے یا قرینے پر اعتماد کلی نہیں احتیاطاً ذکر کرتے ہیں۔ یا سامع غبی ہو قرینہ فہم نہ ہو یا واسطے
توضیح مطلب کے میر شعر محبت ہی اس کارخانے میں ہے + محبت سے سب کچھ زمانے میں ہے + محبت سے کس کو
ہوا ہے فراغ + محبت نے کیا کیا کھلائے ہیں باغ + یا واسطے اظہار تعظیم کے جہاں اسم مسند الیہ لفظ تعظیم ہے جیسے
جہاں پناہ تشریف لائے۔ یا واسطے تبرک کے۔ پیر و مرشد برحق رونق افروز ہوئے یا واسطے ترحم کے۔
ذوق شعر قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا + بیچارہ سینہ چاک گریباں دریدہ تھا + یا واسطے
اظہار اہانت کے۔ جرأت قطعہ کل محرم راز اپنے سے کہتا تھا وہ یہ بات + جرأت کے جو گھر
رات کو مہمان گئے ہم + کیا جانیے کمبخت نے کیا ہم پہ کیا سحر + جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم +
یا واسطے استلذاذ طبع کے۔ راغب شعر رشک چمن جو اُٹھ گیا آج ہمارے پاس سے + اپنے برنگ گل
یہاں اُڑ گئے کچھ حواس سے + رشک چمن بغرض استلذاذ لایا یا واسطے شرح و بسط کلام کے جہاں متکلم کو
سامع سے بسبب اُس کی عظمت یا محبت کے بہت دیر گفتگو کرنا منظور ہو یا تہویل و تخویف جیسے شہنشاہ
فرماتے ہیں۔ نسیم شعر بولا لشکر کا اک سپاہی + جاتی ہے ارم کو فوج شاہی + یا تعجب۔ جیسے لڑکا شیر کا
مقابلہ کرتا ہے۔ مسند الیہ کو مضمر لاتے ہیں موقع تکلم و خطاب و غیبت میں جیسے میں آیا تو آیا۔ وہ آیا
کبھی غیر معین کو بھی مخاطب بنا لیتے ہیں۔ ناجی شعر

شعر گر سلیمان کا تخت دیں تُٹ لے + کہ سب آخر کو جائے گا برباد + مخاطب شخص معین نہیں بلکہ عام سامعین
مسند الیہ علم ہوتا ہے جہاں ذکر اُسکا بنام خاص منظور ہو۔ ظفر شعر ہزاروں ہیں وہ مہ لقا ایک ہے + قسم ہے خدا کی
خدا ایک ہے + یا جہاں تعظیم یا اہانت مقصود ہو اور علم سے یہ مطلب نکلتا ہو لا اعلم شعر رستم رہا زمین پہ نے
سام رہ گیا + مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا + یعنی ایسے ایسے مرد جیسے رستم و سام لطیف شعر چہ خوش
اب قیس بھی ہمسر مرا سودا میں بنتا ہے + نہ کہیے اس کو گر خبطی تو پھر کہیے کہ کیا کہیے + یا استلذاذ طبع
میر حسن شعر مرے نوجواں میں کدھر جاؤں پیر + نظر تو نے مجھ پر نہ کی بے نظیر + نام بے نظیر کا لذت طبع
کے واسطے مذکور ہوا[1] یا رحم دلانے کے لئے۔ شعر نہ ملا پر ترے ناقے کا پتا او لیلیٰ + چھان ڈالے ترے مجنوں نے
بیاباں کتنے + ترے مجنوں رحم دلانے کے لئے مذکور ہوا۔ کبھی تفاؤل کے لئے۔ جیسے جواں بخت
اس شعر میں۔ ذوق شعر اے جواں بخت مبارک ترے سر پہ سہرا + آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا +
کبھی واسطے تبرک کے نسیم شعر بولا وہ خدا خدا کر و واہ + ہے جملہ جہان کا مالک اللہ + کبھی
واسطے کنایہ ایسے معنی کے جو علم سے نکلتے ہوں۔ جیسے شیر افگن خاں آ لے جبکہ کنایہ اُس کے شجاع
ہونے سے ہو۔ غالب شعر دیا ہے خلق کو بھی تا اُسے نظر نہ لگے + بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لئے +
کبھی اظہار تعظیم نظیر کے لئے آتا ہے۔ مومن شعر تری غلامی کی دولت سے خاکپائے ہلال + سفیدہ رُخِ
فغفور چین و قیصر روم + فغفور و قیصر اس لئے مذکور ہوے جس سے خاک پائے ہلال کی عظمت ظاہر ہو
کبھی حیران و مشوش کر دینا سامع کا منظور ہوتا ہے۔ منشی شعر کہ سہراب کا کام آخر ہوا + نشاں مٹ گیا
نام آخر ہوا + اگر کہتا کہ تیرے بیٹے کا کام تمام ہوا۔ تو سامع کو تشویش نہوتی جو سہراب کے نام سے
ہوئی۔ کبھی مسند الیہ لقب و کنیت کے ساتھ آتا ہے یہ بھی کبھی تحقیر کے لئے ہوتا ہے شعر کرتا ہی بو الفضول عبث
لاف عاشقی + یہ عاشقی ہے بازی طفلاں نہیں کوئی + بقا شعر دست ناصح جو مری جیب کو اک بار لگا +
پھاڑوں ایسا کہ پھر اُس میں نہ رہے تار لگا + بو الفضول کنیت ناصح لقب ہے۔ مسند الیہ کو معروف باسم
اشارہ لاتے ہیں جہاں اُس کی تمیز کامل منظور ہو۔ رنگین شعر یہ مراجی ہی جانے ہے ترے لکنت کے
عالم کو + خدا شاہد ہے کچھ تقریر مجھ سے ہو نہیں سکتی + لا اعلم شعر ہیں وہ نہیں کہ کروں سیر بوستاں تنہا +
بہشت ہو تو نہ منہ کیجیے باغباں تنہا + یا واسطے بیان قرب و بعد مسند الیہ کے لا اعلم شعر یار سے سے
لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو + یہ کوئی محفل ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو + یہ۔ قریب کے لئے۔ وہ۔
بعید کے لئے لفظ اشارہ ہے۔ اشارہ قریب کبھی واسطے تعظیم مسند الیہ کے آتا ہے نا سخ۔

---

[1] ورنہ مطلب بغیر اس کے پورا ہو سکتا تھا ۱۲

یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے ÷ وگرنہ ماہ کو اِک شب کمال رہتا ہے ÷ امانت شعر کیا کیا انداز لگاوٹ
کے ہیں اس عشق کو یاد ÷ کر دیا کتنوں کو اُلفت کی ہوا میں برباد ÷ کبھی واسطے تحقیر مسندالیہ کے
مومن شعر ان نصیبوں پر کیا اخترشناس ÷ آسماں بھی ہے ستم ایجاد کیا ÷ اشارہ بعید بھی بغرض
تعظیم آتا ہے جرأت شعر در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آنا ÷ یا وہ راتوں کو سدا بھیس
بدل کر آنا ۔ غالب شعر مرگیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی ہے ہے ÷ بیٹھنا اُسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس ۔
جو امر معزز و معظم تھا اُس کی طرف لفظ وہ سے اشارہ کیا اور بغرض تحقیر شیفتہ شعر وہ شیفتہ کہ دھوم تھی
حضرت کے زہد کی ÷ میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے ۔ سودا شعر نہ پڑھیو یہ غزل سودا تو ہرگز
میر کے آگے ÷ وہ ان طرزوں سے کیا واقف وہ یہ انداز کیا جانے ÷ کبھی اسم اشارے کو حذف کر دیتے
ہیں واسطے ترحم کے ۔ ذوق شعر قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا ÷ بیچارہ[1] سینہ چاک گریباں دریدہ
تھا ÷ واسطے مذمت کے ۔ ناسخ شعر تنگ آکر جب کہا میں نے کہ مرجاؤں کہیں ÷ بدگمان سمجھا کہ
اس کو اشتیاقِ حور ہے ÷ کبھی اسم اشارہ کے بعد لفظ جو یا کہ لاتے ہیں اور اسم موصول ہو جاتا ہے
اُس سے کبھی یہ غرض ہوتی ہے کہ جو احوال مسندالیہ سے مختص ہے اور مخاطب کو اُس کا علم صرف
بذریعہ صلہ ہو سکتا ہو اُسکے معلوم کرانے کو لاتے ہیں ۔ ناسخ شعر اُس نے جس سنگ پہ کھودی
تھی شبیہِ شیریں ÷ قبر فرہاد کو لازم ہے اُسی کا تعویذ ÷ یا جہاں مسندالیہ کا نام مکروہ ہو ۔ جرأت
شعر آج بھی اُس کے جو ملنے کی نہ ٹھہرے گی تو بس ÷ ہم وہ کر بیٹھیں گے جو دل میں ہیں ہیں ٹھہرائے
ہوئے ÷ یعنی مرجائیں گے ۔ یا جس جگہ غرض کلام کی تاکید منظور ہو مصحفی شعر چوکھٹ پہ جس کی میں نے
رو رو کے رات کاٹی ÷ سنتا ہوں صبح کیا وہ مہماں کسی کے گھر ہیں ÷ موصول جو مصرع اول میں ہے
موکّل مقصود کلام بیوفائی معشوق ہے درد شعر ہائے وہ دل کہ جسے میں نے بغل میں پالا ÷ اب اُسے
یوں ہدفِ ناوکِ مژگاں دیکھوں ÷ یا جہاں تعظیم و تخویف منظور ہو لا اعلم شعر بس اب آپ تشریف
لے جائیے ÷ گزرنی ہے جو کچھ گزر جائے گی ÷ یعنی جو صدمہ عظیم و خطرناک گزرنا ہے ۔ یا واسطے
اظہار خطا و تنبیہ مخاطب کے ۔ جرأت شعر اب[2] گزارا نہیں اُس شوخ کے در پر اپنا ÷ جس کے ہم گھر کو
سمجھتے تھے کہ ہے گھر اپنا ۔ غالب شعر عرض نیاز عشق کے قابل نہیں رہا ÷ جس دل پہ ناز تھا مجھے
وہ دل نہیں رہا ÷ کبھی واسطے تعظیم غیر خبر کے ۔ سودا شعر زباں ہے شکر میں قاصر شکستہ بالی کے ÷
کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا ÷ موصول کی جو غیر خبر ہے خبر میں مدح کی ہے کبھی واسطے

---

[1] گویا کوئی اور ایسا بیچارہ ہی نہیں ہے ۱۲ [2] اگر موصول نہ ہوتا تو تخطیہ لازم نہ آتا ۱۲

اہانت غیر خبر کے ۔ رضی شعر بن عشق آدمی کی ذرا شان ہی نہیں + جس کو نہوئے عشق وہ انسان ہی نہین +
غیر خبر یعنی موصول کی خبر مین مذمت ہے ۔ کبھی مسند الیہ معرّف بالاضافت آتا ہے ۔ بغرض اختصار کلام[1]
مومن شعر کو آپ نے جواب بُرا ہی دیا وے + مجھ سے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو + عدو کا پیام اختصار ہے
اسکا کہ وہ پیام جو عدو نے بھیجا ۔ ذوق شعر وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے + کبھی ہم اُن کو کبھی
اپنے گھر کو دیکھتے ہیں + اپنا گھر اختصار ہے اُسکا کہ وہ گھر جس میں ہم رہتے ہیں یا بغرض تعظیم شان مضاف غالب
شعر بیان بینا ہادی وحیان فیض رسانا شاہا + وہی ختم رسل تو ہے بفتوائے یقین + ختم رسل کا وہی ہونا
باعث اعزاز ممدوح ہے ۔ بقا شعر دیکھا آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں + اُس کا میں چاہنے والا ہوں
بقا واہ رے میں + یا واسطے تعظیم شان مضاف الیہ کے ۔ جیسے ہمارا گھوڑا لاؤ یعنی ہم ایسے ہین کہ ہمارا گھوڑا ہے
میر حسن شعر ارے ہے کوئی ہاں ذرا جائیو + مری عیش بائی کو لے آئیو + یا تحقیر مضاف ۔ مومن
شعر گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا وے + مجھ سے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو + مضاف کرنے سے
عدو کے کلام کی تحقیر ثابت کی یا تحقیر مضاف الیہ میر شعر فاتحہ کو نہ بعد مرگ آیا + میر کے یار کی طرح دیکھو +
یا جیسے یہ سرکار کے سپاہی ہیں جبکہ کوئی جنون کی بات اس سے صادر ہو یا جہان تفصیل محال یا دشوار
ہو یا ضرورت تفصیل نہو یا درصورت تفصیل تقدیم و تاخیر میں ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہو جیسے اہل حکمت
یاران وطن میر شعر مستی میں لغزش ہوگئی معذور رکھا چاہیئے + اے اہل مسجد اس طرف آیا ہوں
میں بہکا ہوا + لا اعلم شعر ہوے ہم بُت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں + حرم کے رہنے والو
تم سے عشق اللہ کرتے ہین + اضافت کبھی باعتبار مجاز یا ادنی ملابست ہوتی ہے سحر لکھنوی +
شعر اس اپنے لکھنو کی بھی کیا سرزمین ہے + زیب النسا ہے نور جہان بس ذہین ہے + تمام لکھنو
متکلم کا نہیں مگر تھوڑی سی ملابست کے لحاظ سے اپنے لکھنو لکھا ۔ مسند الیہ کو نکرہ[2] لاتے ہین جہان
کوئی فرد غیر معین افراد جنس سے مطلوب ہو ۔ غالب شعر نہ شعلہ مین یہ کرشمہ نہ برق میں
یہ ادا + کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے + غیر معین کوئی شخص ۔ کبھی کوئی نوع افراد
جنس سے مراد ہوتی ہے ۔ غالب شعر مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں + ایک چکر ہے
مرے پاؤں میں زنجیر نہین + یعنی ایک قسم کا چکر ۔ واسطے تعظیم کے حکیم تصدق حسین خان
لکھنوی شعر ایک مرشد ہو تم قصور معاف + سن چکی ہون مین آپ کے اوصاف + یعنے
بڑے مرشد ہو ۔ واسطے تحقیر کے ۔ غالب شعر

---

[1] یہ فائدہ ہر ایک قسم کی اضافت میں ملحوظ ہوتا ہے ۱۲ [2] الفاظ تنکیر کوئی ایک جو ہر وغیرہ ہین ۱۲

اِک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک ٭ اِک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے ٭ یعنی حقیر کھیل واسطے تقلیل کے ۔ میر شعر جس دم زباں پہ یار ترا نام آ گیا ٭ کچھ دل کو چین جان کو آرام آ گیا ٭ واسطے تجدید نشاط کے شعر کوئی تڑپے ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا ٭ ترے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا ٭ واسطے تعجب کے ۔ مصحفی شعر نہ کہیں صبح ہی ہوتی ہے نہ خواب آتا ہے ٭ رات کیا آتی ہے اک سر پہ عذاب آتا ہے ٭ یعنی بلائے عظیم و عجیب تنکیر کبھی محض تاکید کے واسطے آتی ہے ۔ مثلاً زید کسی نہ کسی جگہ ملے گا یعنی ضرور ملے گا ۔ یا کوئی نہ کوئی آدمی آوے گا یعنی بالضرور آدمی آوے گا کبھی علم کو نکرہ کر لیتے ہیں اور اُس سے وہ معنے مقصود ہوتے ہیں جن میں وہ مشہور ہو جیسے مِن کوئی خدا تو نہیں ۔ خدا علم کو نکرہ کر لیا ۔ معنی یہ کہ صاحب قدرت نہیں ۔ کیونکہ خدا کی قدرت مشہور ہے ۔ خادم شعر اسکے ہاتھوں اک جہان ویران ہے ٭ چشم بھی میری کوئی طوفان ہے ٭ کوئی طوفان ۔ یعنی کوئی ویران کنندہٗ عالم ۔ کبھی مسند الیہ موصوف ہوتا ہے اور یہ صفت کبھی قید اتفاقی ہوتی ہے ۔ یعنی اُس سے کوئی غرض متعلق نہیں ۔ لا اعلم شعر ہمارے بعد ساقی قلقل مینا ہونے لگا ٭ ملے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رونے لگا ٭ صفت کبھی تخصیص کے لئے ہوتی ہے ۔ صفدری شعر آنکھ اپنی یہ کس کے دُرِ دنداں سے لڑی ہے ٭ جو اشک مسلسل ہے سو موتی کی لڑی ہے ٭ ذوق شعر فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہمسر چشم فتاں سے ٭ گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اُس کی مژگاں سے ٭ صفت اشک کی مسلسل خاص مطلوب تھی تاکہ تشبیہ موتی کی لڑی کی ثابت ہو اور شعر دوم میں خاص سرمہ آلود تاکہ فلک اسکے ہم رنگ ہو کبھی واسطے مقابلہ کے ۔ ضمیر شعر میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ سمجھتے بھی ہے خیال ٭ چشم خواب آلود اُس کی فتنۂ بیدار ہے ٭ خواب آلود صفت چشم بغرض مقابلہ فتنۂ بیدار کے لایا یا بالعکس یا استہزا کے لئے ۔ ذوق شعر جو پاس مہر و محبت یہاں کہیں بکتا ٭ تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہرباں کے لئے ٭ مہرباں صفت معشوق بطور استہزا کے ہے ۔ یا صفت جو تخصیص موصوف کی کرتی ہے ۔ غالب شعر فلک سے ہم کو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے ٭ متاع بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر ٭ یعنے خاص وہ عیش جو جاتا رہا یا مسند الیہ کی مدح یا ذم کرتی ہو ۔ لا اعلم شعر یہ عشق ایسی بلا ہے بد ہے جس کے نام کی دولت ٭ درختوں کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچاں کا ٭ یا صفت کی تاکید کرتی ہو جوشش شعر ہماری آہ کے صدمے نہیں اُٹھانے کا ٭ یہ چرخ بام کہن ہے کسی زمانے کا ٭ کہن تاکید ہے کیونکہ کسی زمانے کا اور کہن ہم معنی ہیں ۔ مسند الیہ کی تاکید بغرض تقریر ہوتی ہے یعنی ذہن سامع میں اُس کا مقرر اور معین کر دینا کہ اُس میں غیر کا گمان نہ رہے ۔ ذوق شعر

عزیز اصلاً نہیں سرمایہ ہمت کو کہ دریا نے ٭ گرہ دے کر نہ باندھا گوہر شہوار دامن سے ٭ لفظ اصلاً نے یہ گمان رفع کر دیا کہ شاید عزیز ہو اور مبالغتاً ایسا کہا ہو یا دفع وہم عدم شمول حکیم تصدیق حسین شعر جمع ہوئیں سب اقربا جس دم ٭ رکھنا اُس وقت تم وہاں پہ قدم ٭ سب سے یہ گمان رفع ہو گیا کہ کوئی اس میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ یا رفع تجویز جیسے میں خود[۱] وہاں گیا تھا مخاطب جائز سمجھا تھا کہ شاید کسی آدمی کو بھیجا ہو گا خود سے وہ تجویز رفع ہو گیا۔ یا میں خود نہیں گیا تھا رفع کرتا ہے مخاطب کے اس خیال کو کہ متکلم ہی گیا تھا یا دفع سہو اور یہ تکرار[۲] لفظ سے ہوتا ہے زند شعر باغ تاراج ہوا لوٹ گئی یاد خزاں ٭ آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل ٭ تا کہ سامع کو گمان نہ ہو کہ آ گئے۔ اول مرتبہ سہواً نکل گیا بلکہ قصداً ہے۔ یا متکلم کو خیال ہو کہ شاید لفظ آ گئے سامع نے نہیں سُنا یا اس لفظ کو اپنے حقیقی معنی پر حمل نہیں کیا مسند الیہ کے بعد بدل[۳] بغرض توضیح مدعا و تجدید نشاط سامع کے لاتے ہیں۔ جیسے تیرا بھائی زید آیا شاہزادہ سلیم نے فرمایا۔ سامع کو شوق پیدا ہوا کہ کس بھائی کا ذکر ہے یا کس شاہزادے کا نام سے وضاحت ہوئی اور نشاط حاصل ہوا اسی طرح عطف بیان سے تشریح اور تمیز کامل حاصل ہو جاتی ہے جیسے ابوظفر بہادر شاہ کا دیوان خوب ہے۔ ابراہیم ذوق اُستاد سخن ہے منشی شعر لگا کہنے یوں بہمن نامدار ٭ کہ آتا ہے رویں تن اسفندیار ٭ مسند الیہ کے بعد حرف عطف لانے سے مسند الیہ کی تفصیل اختصار مسند کے ساتھ مطلوب ہوتی ہے جیسے زید اور عمر اور بکر آیا یا زید مع عمرو بکر کے آیا مسند ایک ہے مسند الیہ تین۔ کبھی مسند کی تفصیل اختصار مسند الیہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے زید آیا اور بیٹھا اور بولا اور پھر چلا گیا۔ پھر بھی حرف عطف ہے مگر اُسکے معنے میں تعقیب ہے یعنی چلا جانا بعد میں واقع ہوا حروف تردید۔ یا و کہ بھی حروف عاطفہ میں شمار کئے جاتے ہیں اور وہ تشکیک سامع کے لئے آتے ہیں۔ مہجور شعر

بدل عطف بیان

حروف تردید

---

[۱] خود یا آپ کا لفظ کبھی تاکید کا بھی فائدہ دیتا ہے جیسے میں خود نہیں جاؤں گا یعنی تم کیا منع کرتے ہو میں آپ ہی نہ جاؤں گا یعنی تم نہ جانے کو کیا کہتے ہو میں آپ ہی نہ جاؤں گا اور کبھی وقوع فعل میں اثبات یا نفی تحریک غیر کا مثلاً میں خود نہیں گرا یعنی کوئی اور شخص مثلاً زید میرے گرنے کا محرک ہوا اور مجھ کو گرا دیا یا میں خود گرا یعنی اور نے نہیں گرایا فقط ۱۲ [۲] تکرار لفظ سے مبالغہ کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے۔ ذوق شعر ملا جو غیر نے عطر اُس کے واں تو رشک سے یاں ٭ لکیریں مٹ گئیں ہاتھوں کی ملتے ملتے ہاتھ ٭ یعنی بہت ملے یہ تکرار مسند میں ہے اور نیز تکرار ہر ہر فرد مراد ہوتا ہے ظفر شعر چڑھے نہ پھر کے جوانی خضاب سے اے شیخ ٭ اگرچہ رنگ ترے بال بال پہ چڑھ جائے ٭ یعنی ہر ایک بال پہ اور کبھی رد مخاطب مثلاً زید آیا بھی زید جبکہ مخاطب زید کے آنے سے انکار کرتا ہو ۱۲ [۳] بدل وہ ہے کہ اُس کے اور مبدل منہ کے معنی ایک ہی ہوں جیسے تیرا بھائی کلو آیا تیرا بھائی اور کلو دونوں سے ایک ہی ذات مراد ہے عطف بیان ایک چیز کے دو ناموں میں سے جو زیادہ مشہور ہو اُس کو کہتے ہیں جیسے سراج الدین بہادر شاہ بہادر شاہ عطف بیان ہے۔ ۱۲

ہے زلف یا دھواں ہے یہ شمع جمال کا ✤ اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہوسکا ✤ یا ابر آفتاب کے پہلو میں آگیا ✤ پیدا ہے یا کہ شام غریباں یہ برملا ✤ یا تخییر کے لئے۔ یعنے سامع کو مختار کر دینا جو صورت چاہے اختیار کرے۔ لاؔعلم شعر[1] میں جاں بلب ہوں گلا کاٹو یا گلے سے لگو ✤ جو ان میں آپ کو منظور ہو وہ جھٹ پٹ ہو ✤ یا حصر کے لئے۔ رشکؔ شعر یا ساتھ ترے سوئیں گے یا قبر میں جاکر ✤ مدفن تو ملے گا جو ترا گھر نہ ملے گا ✤ یعنی ان دو کے سوائے تیسری جگہ نہ سوئیں گے۔ معطوف اور معطوف علیہ میں اگر کمال اتحاد یا کمال تنافر و استبعاد منظور ہوتا ہے تو صرف اُنھیں کو ذکر کرتے ہیں اور مسند کو حذف۔ حافظ عبد الرحمٰن احسانؔ شعر کیا کام کسی سے ہم کو احسان ✤ ہم اور یہ بیکسی ہماری ✤ یعنی ہم کو بیکسی سے اتحاد ہے۔ اور وہ ہم کو لازم ہے۔ مومنؔ شعر مومن تم اور عشق بتاں اے پیر و مرشد خیر ہے ✤ یہ ذکر اور مُنھ آپ کا صاحب خدا کا نام لو ✤ یعنی تم میں اور عشق میں کمال منافات ہے۔ کبھی تخویف و ترہیب کے لئے آتا ہے شعر اگر ابکی نوبت شب وصل بولا ✤ چھری اور مُرغ سحر کا گلو ہے ✤ مسند الیہ کی تقدیم بوجوہ ہوتی ہے اول تو یہ کہ وہ اصل ہے اور کوئی وجہ اُس کے تعقیب کی نہیں جیسے زید عالم ہے۔ یا یہ کہ سامع کے ذہن میں خبر کی تمکین پیدا ہو کیونکہ مسند الیہ کی تقدیم سامع کو ایک قسم کا شوق دلاتی ہے۔ لمولفہ شعر محبت نے تری اے رشک لیلیٰ ✤ مجھے مجنوں کی صورت کر دیا ہے ✤ ابتدا سے سامع مشتاق ہوگا کہ دیکھا چاہیئے کہ محبت کی کیا خبر نکلتی ہے اور اُس نے کیا کیا اور بعد انتظار خبر معلوم ہونے سے اُس کی تمکین زیادہ ہوئی۔ نظم میں تقدیم ضرورت شعری پر محمول ہوسکتی ہے۔ لہذا توضیح مثال کے لئے فقرۂ نثر لکھتا ہوں۔ فقرہ سینہ آتش فراق میں سوزاں ہے۔ دل صدمۂ ہجر سے مثال ماہی بے آب تپاں ہے۔ رنگ رخ بسان برگ خزاں دیدہ زرد ہے۔ جگر درد میں گرد برد ہے یا تعجیل نشاط جیسے یار آیا۔ بنظر مزید اہتمام۔ کافیؔ شعر حمد لایق داور اکبر کو ہے ✤ خالق اشیا ء بحر و بر کو ہے ✤ چونکہ حمد مقصود خاص تھا۔ لہذا بوجہ اہمیت لفظ حمد کو مقدم لایا۔ یا اس غرض سے کہ خبر فعلی مبتدا کے ساتھ خاص ہے جیسے میں نے زید کو مارا ہے۔ یعنی مارنا میرے ساتھ خاص ہے اور کسی نے نہیں مارا۔ یا میں نے

---

[1] جب دو انشائیہ جملوں کے درمیان کلمہ تردید آتا ہے تو حذف حرف عطف کی حالت میں جملہ دوم شرطیہ منفصلہ بن جاتا ہے جیسے شعر مذکور کا مطلب یہ ہے کہ گلا کاٹو اور آپ اگر گلا نہیں کاٹتے ہو تو گلے سے لگ جاؤ۔ ۱۲

زید کو نہیں مارا یعنی نہ مارنا میرے ساتھ خاص ہے اور کسی نے مارا ہے۔ مولفہ شعر میں نے چاہا تو
ہوئی شہر میں شہرت تیری + میری ذلت ہی ہوئی باعث عزت تیری + یعنی صرف میرے
چاہنے سے اور کسی کے نہیں۔ یا جبکہ الفاظ مثل اور مرادف اُس کے مسندالیہ ہوں مصحفی شعر
رشک ہے حال زلیخا پہ کہ ہم سے کمبخت + خواب میں بھی نہ کبھی وصل سے مسرور ہوئے + یہاں
ہم سے سے کوئی اور شخص مثل متکلم مراد نہیں بلکہ خود متکلم فائدہ ابتک جو مذکور ہوا اُس کا بیان تھا کہ
کلام مقتضائے ظاہر کے موافق ہو اب واضح ہو کہ کبھی کلام مقتضائے ظاہر کے مخالف بھی ہوتا ہے۔
وہ یہ مواقع ہیں۔ اول مظہر کو بجائے مضمر لانا اور یہ کبھی تخویف مخاطب اور سامع کے دل پر رعب
جمانے کی غرض سے ہوتا ہے مثلاً بادشاہ کا قول کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں۔ یا اظہار عجز و انکسار کیلئے
ہوس شعر انکار سے کیا تمھارے صاحب + بندہ تو غلام ہو چکا اب + یعنی ہیں۔ قرار شعر ہے
نازسے اُس کے یہی پیغام قضا کا + کیوں نام کیا آپ نے بدنام قضا کا + یا ترحم نسیم شعر دکھلا کے کہا
سمن پری کو + اب چین کہاں بکاؤلی کو + یعنی مجکو کہ بکاؤلی تیری عزیز ہوں چین نہیں اُس کی مدد کو
یا اس غرض سے کہ خوب ذہن نشین ہو جائے۔ میر شعر محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور + نہ ہوتی محبت
نہ ہوتا ظہور + بجائے وہ نہ ہوتی کے دوم مضمر کو بجائے مظہر لانا اسکے کئی اقسام ہیں ایک یہ کہ ضمیر
بے ذکر مرجع لاتے ہیں۔ اس دعوے سے کہ ذہن سامع سوائے مرجع کے غیر کی طرف نہ جائیگا بسبب
شہرت مرجع کے یا متکلم اپنے ذہن میں اُس کو حاضر سمجھتا ہے۔ جیسا اکثر غزلیات میں۔ احسن شعر
بزم میں اُس کی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی + دل دھڑکتا ہے کہ میرا کہیں مذکور نہو + مومن شعر
وقت وداع بےسبب آزردہ کیوں ہوے + یوں بھی تو ہجر میں مجھے رنج و عذاب تھا + دوسرے
اضمار قبل الذکر یعنی مرجع تو مذکور ہوتا ہے مگر بعد ضمیر کے اس میں لطف یہ نکلتا ہے کہ جب سامع
صرف ضمیر سُنتا ہے تو تلاش مرجع میں متردد ہوتا ہے اور بتوجہ سنتا ہے اور بعد میں اُسکو معلوم
کرکے لذت پاتا ہے لا اعلم شعر پھینک دیں گے اسے ہم چیر کے پہلو اپنا + تجھ پہ قابو نہیں دل پہ
تو ہے قابو اپنا + ناسخ شعر بس یہی تدبیر اب اُن کے بھگانے کی رہی + جی میں ہے ہو جاؤں
عاشق چند روز اغیار پہ + ولہ شعر آتے آتے کیوں نہ اُلٹے پانوں بھاگے دُور سے + صبح ڈرتی ہے
بہت میری شب دیجور سے + میر شعر اتنی گزری جو ترے ہجر میں سُو اُس کے سبب + صبر مرحوم
عجب مونس تنہائی تھا + سوم جمع کا اطلاق مفرد پر کرنا۔ امانت شعر یہ باتیں نہ لانا زباں پر
کبھی + فقیروں سے اچھی نہیں دل لگی + بمقتضائے ظاہر فقیر واحد ہوتا لیکن جمع لانے سے

مراد بڑا فقیر ہے۔ ذوقؔ شعر گر منھ سے نہیں کہتے اشاروں سے تو کہیے + کیا مد نظر تم کو ہی یاروں سے تو کہیے + یعنی مجھ سے۔ چہارم استطراد۔ ایک کلمہ کو صرف ازدواج کی جہت سے ذکر کرنا حالانکہ مطلب میں اس کو دخل نہ ہو مثلاً[1] ہم اُس کے بھلے بُرے کے ذمہ دار نہیں۔ مراد یہی ہے کہ صرف بُرے کے ذمہ دار نہیں۔ بزازؔ شعر کہوں ہوں جس سے میں اُن کو بُلا لا وہ یہ کہتا ہے + مجھے ناحق ہو دوڑاتے نہ آئیں گے نہ جائیں گے۔ میرؔ شعر آپس میں تھا سلوک تو رہتے تھے نرم گرم + کاہے کو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی۔ پنجم التفات یعنی متکلم یا خطاب یا غیبت سے ایک دوسرے کی طرف خلاف مقتضائے[2] ظاہر نقل کرنا یعنی کچھ کلام بطور خطاب لکھنا پھر بطور غیبت علیٰ ہذا القیاس۔ احسانؔ شعر ہیں تو اُس نوجوان پر غش ہوں + ہائے عالم تری جوانی کا۔ انشاؔ شعر اُن انگلیوں میں قول کے چھلے نظر پڑے + واللہ تم بھی سخت چُھبیلے نظر پڑے۔ کبھی کوئی خاص لطیفہ ہوتا ہے۔ مثلاً زید نے مجھ سے بیان کیا کہ میں دشمنوں سے خوب لڑا اور آخر اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا یعنی میرا اس میں لطیفہ یہ ہے کہ ہاتھ ٹوٹنے کا بصیغہ تکلم بولنا مکروہ سمجھا۔ ششم کلام[3] کو خلاف مراد قائل حمل کرنا بشرطیکہ وہ حمل کرنا صحیح اور قرینہ صارفہ بھی ہو بدین مدعا کہ اس کے یہ معنی ہونا بہتر ہے مثلاً کوئی حاکم کسی مجرم سے کہے کہ تیرے ہاتھ پانوں میں کڑے پہنائے جاویں گے وہ جواب دے کہ چاندی کے نہیں سونے کے ہوں اور اُس کے سوائے انگلیوں میں بھی چھلے انگوٹھی پہنائے جاویں۔ حاکم نے وہ کڑا مقصود رکھا تھا جو مجرموں کے ڈالا جاتا ہے اور مجرم نے زیور پہ حمل کیا اور قرینہ حمل کا لفظ چاندی سونا اور چھلا انگوٹھی ہے۔ ذوقؔ شعر یاد کرتا قد موزوں کو ہے اُس کے زاہد + دم تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت + قد قامت کہ جو قد قامت الصلوۃ میں ہے۔ قد یار کے معنی تصور کئے۔ اسی قبیل سے ہے۔ ذوقؔ شعر اُس بت نامہرباں کو ہے پسند اتنا رقیب + ورد اسمائے الٰہی میں بھی تو ہے یا رقیب۔ ہفتم قلب یعنی کلام کا ایک جزو دوسرے کی جگہ لانا خواہ قلب صفت و موصوف جیسے۔ آتشؔ شعر مسی آلودہ لب پر رنگ پاں ہے + تماشا ہے تہ آتش دھواں ہے + خواہ قلب کے سبب تعقید لفظی ہو جاوے۔ ظفرؔ شعر یارو اُس نوخط کی تم مشق ستم مثل قلم + سر ہمارا اُس نے تھا جس دم تراشا دیکھتے + یعنی یارو تم اُس نوخط کی مشق ستم کو دیکھتے جس دم اُس نے ہمارا سر مثل قلم تراشا تھا۔

---

[1] مگر جب کہا کہ بھلے کا ذمہ دار نہیں تو کمال پر ہنر پر دال ہوا حالانکہ بھلے کا ذمہ دار ہر شخص ہو جاتا ہے۔ ۱۲ [2] کیونکہ خلاف مقتضائے ظاہر و اُمید سامع کے اگر نہ ہو تو التفات نہیں جیسے میں عاشق ہوں تو معشوق ہے التفات نہیں کیونکہ بعد تکلم کے غائب کے لئے اسم ظاہر لایا گیا ہے۔ [3] یہ قاعدہ صنعت ایہام سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

ہشتم تجرید یعنی ایک لفظ کو معنی سے مجرد کرنا اور وہی معنی دوسرے کلمہ میں زیادت ایضاح کے لئے ذکر کرنا جیسے ذمائم اخلاق ذمائم کے معنی صفات بد اور اخلاق بمعنی عادات اسی طرح تعظیم کرنا تعظیم خود مصدر ہے بمعنی بزرگ سمجھنے کے پھر کرنا لانا داخل تجرید ہے کبھی صیغۂ جمع کو مجرد کرکے جمع اس کی بقاعدہ فارسی لاتے ہیں جیسے اہالیان دفتر۔ مومن شعر ہوا ان حرکا توں سے ندامت مجھے کیا کیا + دل میں یہی پچتاوے کہ یہ میں نے کیا کیا ۔

فصل سوم ۔ مسند کے بیان میں۔ حذف مسند کا انھیں فوائد کے لئے ہوتا ہے جو حذف مسند الیہ میں مذکور ہوئے یعنی کثرت استعمال یا اختصار یا احتراز عبث یا اعتماد قرینہ یا ضیق مقام یا واجب الستر ہونا مسند کا یا کراہت وغیرہ جیسے مزاج شریف۔ بلحاظ کثرت استعمال کیسا ہے حذف ہوگیا۔ گویا شعر نگہ وابرو مژگاں نے ترے کاوش کی + تیر نے برچھی نے تلوار نے سونے نہ دیا + یعنی تیر نے سونے نہ دیا اور برچھی نے سونے نہ دیا اور تلوار نے سونے نہ دیا + قدرت شعر حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے + مژدہ ای شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے + ممنون شعر اضطراب دل ذرا فرصت کہ لوں بوسہ کوئی + پھر لب معشوق سینہ میں کسی کا تیر ہے + سودا شعر قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام۔ ورنہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام + کبھی مقام تقدیس میں بھی حذف کردیتے ہیں۔ بقا شعر دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں + اسکا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں + یعنی اللہ اکبر میں بڑا حسین ہوں سید شعر سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر اے بت + پڑھنے جنازہ اسکا سب آئے تو نہ آیا + تعالی اللہ تیرا کفر بہت زیادہ ہے یا مقام تفخیم میں۔ فارغ شعر دور سے دیکھ مجھے چیں بجبیں ہوتا ہے + تا کہ کچھ کہہ نہ سکوں ہلبے دکھائی تیری + یعنی اسے دکھائی تیرا اثر سخت زور پر ہے۔ ذکر مسند بھی انھیں اغراض سے ہوتا ہے جو ذکر مسند الیہ میں مذکور ہوئیں مثل عدم اعتماد قرینہ و اظہار غباوت سامع یا ارادۂ تشریح یا قصد توبیخ یا ترحم یا تہدید یا استلذاذ یا تعظیم یا اہانت یا بسط کلام یا اس لئے کہ معین کردیں کہ مسند اسم ہے یا فعل پس اگر اسم ہوگا اس سے فائدہ ثبوت اور استمرار کا حاصل ہوتا ہے۔ بقا شعر دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں + اسکا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں + یعنی چاہنے کی صفت میرے لئے ثابت ہے اور بطور استمرار و دوام موجود ہے نہ بطور حدوث و تجدد کے اور اگر فعل ہے خواہ ماضی یا حال یا مستقبل تو فائدہ تجدد کا دیگا۔ مثال ماضی۔ ظفر شعر عجب روش سے انھیں ہم گلے لگا کے ہنسے + کہ گل تمام گلستاں میں کھلکھلا کے ہنسے + یعنی زمانہ گزشتہ میں ہنسنا حادث ہوا مثال حال۔ ولہ شعر ہنستا ہے تیغ یار سے اس طرح میرا زخم + جس طرح آشنا سے کوئی آشنا ہنسے + مثال استقبال۔ ولہ شعر آپ جو تشریف یاں سے مہرباں لیجائینگے + حضرت دل دیکھئے مجھ کو کہاں لیجائینگے۔ مسند کو مقید بشرط ان فوائد کے لئے لاتے ہیں

جو حروف شرط سے پائے جاتے ہیں - حروف شرطیہ ہیں اگر - گر - جو - جب - جسوقت - جہاں - جو ہیں - ہر چند - گرچہ - گو - اگر - گر - جو - وہاں آتا ہے جہاں وقوع ولا وقوع شرط کا یقین نہیں ہوتا اسی سبب سے مستقبل میں استعمال کرتے ہیں - مومن شعر نہ جاؤں گا کبھی جنت کو میں نہ جاؤں گا + اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا + جنت کا مثل خانہ معشوق ہونا امر مشکوک ہے - ناسخ شعر جنت کو جائیں گے لئے دوزخ بغل میں ہم + ناسخ یونہیں جو بعد فنا ہے وفاے داغ + بعد فنا داغ کا باقی رہنا امر مشکوک ہے اور ماضی و حال میں وہاں لاتے ہیں جہاں یقین کا ذکر نہ ہو اور وقوع ولا وقوع بطور فرض کے ہو - میر شعر جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف + کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا + یہ ماضی یقینی نہیں بلکہ فرضی ہے - احسان شعر کبھی مہر و کے خاطر ہم کو اک جھومر بنانا ہے + اگر بیچے فلک عقد ثریا مول لیتے ہیں + جو کبھی یعنی جب کے بھی آتا ہے - ناسخ شعر ہاتھ دوڑا ے زمیں سے سو شہید ناز نے + آگیا چلتے میں قاتل کا جو دامن زیر پا + جب جسوقت تعیین زمان کے لئے آتے ہیں اور مستقبل کے ساتھ مقام شک میں اور ماضی و حال میں مقام یقین پہ - ظفر شعر جب چھری کرتا ہے وہ بیداد گر اوروں پہ تیز + لگتی مرچیں سی مرے زخم جگر پر اور ہیں + مرچیں سی لگنے کا زمانہ معین ہو گیا - کبھی تعمیم زمان کے لئے بھی - غالب شعر مہرباں ہو کے بلا لو مجھے چاہو جسوقت + میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں + یعنی اوقات نامعینہ میں سے جس وقت چاہو جہاں تعیین مکان و زمان دونوں کے لئے آتا ہے رند شعر گیا جہاں میں گیا لے کے دام واں صیاد + پھر تلاش میں میری کہاں کہاں صیاد - میر شعر کبھی دل کی نہ کہنے پائے اُس سے + جہاں بولے لگا کہنے کہ بس بس + بعد حروف شرط کے جملہ جزائیہ کے شروع میں تو آتا ہے - ظفر شعر اگر جیتے رہے تو پھر نہ ہرگز دل لگائیں گے + ترے ہاتھوں سے ایذا دل کو اپنے اسقدر پہونچی + کبھی حذف بھی کر دیتے ہیں - سوز شعر میں اگر قید حیا سے چھوٹوں + ناصحا تیری بلا سے چھوٹوں + خصوصًا جبکہ جزا مقدم شرط موخر ہو - غالب شعر رنگ تمکیں گل و لالہ پریشاں کیوں ہے + گر چراغان سر رہگذر باد نہیں + ہر چند گرچہ گو ایک ہی حکم میں ہیں اور اُن کی جزا میں حرف استدراک لیک - لیکن پر مگر لفظاً یا تقدیراً ضرور آتا ہے - ظفر شعر گرچہ کچھ بھی نہیں ہوں میں لیکن + اس پہ بھی کچھ نہ پوچھو کیا کچھ ہوں - میر حسن شعر دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا پر حسن + ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کریں - ظفر شعر اگرچہ کیسا ہی ہو گا کڑی کمان کا تیر + وہ بیٹھ جائے گا آہ دل حزیں سے نہیں + حرف شرط کبھی حذف کر دیتے ہیں - ناسخ شعر اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے + آج آتی شب فرقت میں تو احساں ہوتا + کبھی جملہ جزائیہ محذوف

ہوتا ہے بنظر قرینہ والد کے اور موکدات جزا اُس کے قائم مقام کر دیتے ہیں - ذوق شعر اُس کے
لب خنجر کا لینا ہے اگر بوسہ ٭ تو اے دل پُر حسرت کیا دیر لگائی ہے + یعنی تو بوسہ لے لے محذوف ہے
حرف شرط جب صیغۂ ماضی تمنائی کے ساتھ آتا ہے تو مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت کر دیتا ہے - ظفر
شعر ہم ایک بار وہاں تک جو بار پا جاتے ٭ تو جو معاملے ہیں سب قرار پا جاتے + یعنی ہم نے بار
نہیں پایا اسی سبب سے معاملوں نے قرار نہیں پایا - ولہ شعر مائل ابروے خوباں گر نہ ہوتا میں ظفر ٭
مجھ پہ تلواریں یہ کیوں پھر بیمروت کھینچتے ٭ یعنی میں مائل ہوا تب تلواریں کھینچتے ہیں - ولہ شعر ہم جو
اُن کو باعث جذبۂ محبت کھینچتے + دور ہم سے آپ کو کیوں ماہ طلعت کھینچتے + یعنی ہم نے نہیں کھینچا
اس سبب دور کھینچتے ہیں - غالب شعر لیتا نہ اگر دل تمھیں دیتا کوئی دم چین + کرتا جو نہ مرتا کوئی دم
آہ و فغاں اور + چونکہ دل دیا اس لئے چین نہیں لے سکتا - فائدہ شرط و جزا میں اختلاف زمان
ہونا چاہیے یعنی ایک ماضی دوسرا استقبال یا بالعکس کسی نکتہ کے لحاظ سے لاتے ہیں - جیسے زید اگر
آبھی گیا تو کیا کر لے گا - یہاں پر وجود شرط جو آئندہ ہونے والا تھا بطریق فرض ماضی پر حمل کر لیا
مسند کو اسم فاعل و اسم مفعول و صفت مشبہ و اسم تفضیل و مفعول مطلق و بہ و معہ و لہ و فیہ و حال و
تمیز وغیرہ کے ساتھ اس لئے مقید کرتے ہیں کہ کلام سے فائدہ زیادہ حاصل ہو مثلاً بہ نسبت اس
فقرے کے کہ زید نے عمرو کو مارا یہ فقرہ کہ زید ولد خالد نے عمرو کو رات کے وقت اپنے گھر میں لاٹھی سے
خوب مارا زیادہ مفصل اور فائدہ بخش ہے - مسند کو غیر مقید اُس جگہ لاتے ہیں جس جگہ کوئی مانع ہو
مثل کم فرصتی و خوف انقضاے وقت کلام یا جس جگہ یہ منظور ہو کہ حاضرین زمان یا مکان یا مفعول
فعل سے واقف نہ ہوں یا متکلم کو حال قیود معلوم نہ ہو یا مثل اس کے مسند کو نکرہ لاتے ہیں جبکہ معرفہ
لانے کی کچھ ضرورت نہ ہو - جیسا زید کاتب ہے اور عمرو شاعر ہے یا بغرض تعظیم جیسے زید مرد ہے یا زید
دانا ہے یعنی مرد یا دانا ہے کامل یا تحقیر جیسے زید کچھ چیز نہیں - یا بیوقوف ہے - سحر لکھنوی شعر نہ چیز کچھ
نہیں ہے محبت ہی چیز ہے ٭ اسکا جسے مزہ نہیں وہ بے تمیز ہے + مسند کی تخصیص اضافت یا صفت
کے ساتھ بغرض مزید فائدہ کے ہوتی ہے کما مر - مسند کو معرفہ وہاں لاتے ہیں جہاں ایک شے معلوم پر
ایک امر معلوم کا حکم کرنا مقصود ہو خواہ بغرض رفع ناواقفیت سامع خواہ اپنے علم سے سامع کو آگاہ کرنا
جیسا وہ جانے والا زید ہے یا جو سوار ہے وہ جانے والا ہے یا یہ زید ہے اور یہ تب بولیں گے کہ سامع
مشار الیہ کو جانتا ہو مگر نہ جانتا ہو کہ اس کو زید کہتے ہیں - یا عمرو - یا زید یہ ہے یوں تب بولیں گے کہ سامع
زید کو جانتا ہو مگر نہ جانتا ہو کہ زید اسی کا نام ہے یا کسی اور کا یا زید تیرا بھائی ہے - یا تیرا بھائی زید ہے

مسند غیر مقید

مسند کی تخصیص باضافت و صفت و معرفہ

اوّل اُس مقام پر بولیں گے کہ سامع زید کو جانتا ہو مگر بھائی ہونا معلوم نہ ہو دوم اُس جگہ جہاں سامع واقف ہو کہ کوئی میرا بھائی ہے مگر شخص متعین نہیں ۔ مسند کبھی منفی واقع ہوتا ہے اور حقیقت میں نفی مراد نہیں حرفِ نفی زائد ہوتا ہے ۔ اور قلت مقدار شی یا زمانہ مقصود ہوتی ہے جیسے دیکھئے نہ کیا شیریں ہے یعنی تھوڑا سا چکھ کر دیکھئے ۔ غالبؔ شعر کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب ÷ آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی + یعنی تھوڑی دیر کے لئے ۔ تقدیم مسند کی نہایت اہتمام کے واسطے ہوتی ہے یعنے جہاں اُس کا بیان اہم ہوتا ہے اور چونکہ حق اُس کا مؤخر ہونے کا ہے تقدیم سے اہمیت ظاہر ہوتی ہے ۔ لمؤلفہ شعر جاتا ہے یار مانگیں نشانی تو کس طرح ÷ اپنے کہیں حواس بھی وقت سفر ہوں جمع + یار جاتا ہے چاہیئے تھا مگر چونکہ اُس کے جانے کا اظہار خاص مقصد کلام ہے اس لیے ایسا کہا یا تشویق کیلئے ذکر مسند الیہ کی طرف ۔ قائمؔ شعر دو چیز ہیں یادگار دوراں ÷ تیر استم اپنی جانفشانی + مصرع اول کے سُننے سے سامع کو شوق ہوگا کہ کن چیزوں کا بیان کرے گا اور بعد میں معلوم ہوا ۔ پس حصول سے تئے بعد انتظار موجب لذت طبیعت ہوگا ۔ نسیمؔ شعر معمول سے بزم میں ہوے جمع ÷ مینا و کباب مجمر و شمع + یا جہاں مسند الیہ مسند کے ساتھ خاص ہو جیسا شعر تم کو مسجد ہے ہم کو میخانہ ÷ زاہدا اپنی اپنی قسمت ہے + یعنی مسجد تم کو خاص ہے ۔ میخانہ ہم کو خاص یا واسطے تفاول کے تپشؔ شعر ہو مبارک تھیں جنون تپش ÷ پھر نئی رُت نئی بہار آئی + مسند دو قسم کا ہوتا ہے فعلی و سببی فعلی وہ جس میں اسناد بلا واسطہ ہو جیسے زید عالم ہے عمرو شاعر ہے ۔ خالد آتا ہے سببی وہ جو بواسطہ اسناد ہو جیسے زید اس کا باپ عالم ہے یا عمرو اُسکی رفتار اچھی ہے وصف عالمیت زید کو بواسطہ باپ کے حاصل ہوا اگر فعلی ہوتا یوں کہا جاتا زید کا باپ عالم ہے عمرو کی رفتار اچھی ہے کبھی مسند و مسند الیہ دونوں حذف ہو کر صرف مفعول پر اکتفا کرتے ہیں جیسے نوکر سے کہیں پانی حقہ یعنی تو پانی یا حقہ لا ۔ فعل یا فاعل حذف ہوگیا ۔ مومنؔ شعر اس کو میں جام ہیں گے مدد اے ہجوم شوق ÷ آج اور زور کرتے ہیں بے طاقتی سے ہم + ظفرؔ شعر دے جام پہ گر جام پیا پے مجھے ساقی ÷ میں بس نہ کہوں منہ سے کہے جاؤں کہ ہاں اور + جو حالات فصل گذشتہ میں بیان ہوے یعنی ذکر و حذف و تعریف و تنکیر و تقدیم و تاخیر وغیرہ اکثر ان میں سے انھیں دونوں مسند الیہ و مسند کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ متعلقات یعنی معمولات فعل وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں طالب علم سمجھنے سے اور جگہ خود اُن قواعد کو جاری کرسکتا ہے مگر بمزید آگاہی بعض مسائل معمولات فعل بھی مذکور کیے جاتے ہیں ۔

فصل چہارم ۔ متعلقات فعل کا بیان ۔ مفعول فعل متعدی میں بھی کبھی محذوف ہوتا ہے ۔

تقدیم مسند

فعلی و سببی

حذف مسند و مسند الیہ

ذوق شعر آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز ✢ کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا + یعنی وہ امور
جو قابل پڑھانے کے ہیں + معروف شعر اور تو باتیں بُری چھُٹ گئیں سب جیتے جی ✢ آنکھ مُنہ سے
پر گیا ایک مگر دیکھنا + یعنی معشوقوں کا ۔ مصحفی شعر مصحفی سود نصیحت کا نہیں عاشق کو ✢ میں نہ سمجھوں
تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے + یعنی جو باتیں سمجھانے کے لایق ہیں کبھی اس غرض سے کہ بعد ابہام و اجمال
کے اُسکا ذکر کیا جائے گا اور یہ اکثر فعل کہنے اور چاہنے میں آتا ہے ۔ مجنوں شعر جس سے جی چاہے ملو
تم نہ کسی سے پوچھو ✢ مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو + یعنی جی ملنا چاہیئے ۔ اور جیسے اگر کہئے
تو بیٹھ جاؤں یعنی بیٹھنے کو کہئے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ ابتداءً معنی غیر مقصود نہ سمجھے جائیں جیسے ع کاٹے ہے
تیری تیغ شہا استخواں تلک + یہاں مفعول کاٹنے کا یعنی گوشت اس لئے حذف کر دیا کہ سامع قبل ذکر استخوان
یہ خیال نہ کرے کہ تلوار نے صرف گوشت کو کاٹا اور استخوان تلک مبالغہ ہے اور حذف مفعول سے ظاہر ہو گیا کہ
جب استخوان کاٹا تو گوشت ضرور ہی کاٹا ۔ میر شعر ان جلتی ہڈیوں پہ ہرگز ہُما نہ بیٹھے ✢ پہونچی ہے عشق کی تپ
اے میر استخواں تک + یعنی بدن کو گرم کر کے ہڈیوں تک پہونچی ہے ۔ یا دھوپ ایسی سخت تھی کہ بھیجا پکنے لگا
کبھی یہ غرض ہوتی ہے کہ بعد حذف کے مفعول کو اس طرح ذکر کریں کہ صدور فعل کی نسبت مفعول کی طرف صریح
کی جائے نہ بذریعہ ضمیر ۔ آتش شعر کس طرح تم سے نہ مانگیں تمھیں انصاف کرو ✢ بوسہ لینے کے سزاوار دہن
ہے کس کا + یعنی بوسہ نہ مانگیں کیوں کہ اگر مفعول مذکور ہوتا تو بذریعہ ضمیر اُس کے لینے کی سزاوار کہنا پڑتا
نہ صریح یا بغرض تعمیم و اختصار ۔ انشا شعر چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو ✢ بات میں تم تو خفا ہو گئے
لو اور سنو + کہو اور سنو مفعول محذوف ہے کبھی مفعول کو محذوف کر کے اُسکے مضاف الیہ پر اکتفا کرتے ہیں
اور مفعول محض قرینہ عقلی سے معلوم ہو سکتا ہے ظفر شعر گالیاں دے چکے اب نالہ و زاری تو سنو ✢
اپنی تم کہہ چکے تھوڑی سی ہماری تو سنو + یعنی اپنی اور ہماری بات اور کیفیت جو عقل سے صاف
معلوم ہوتا ہے منعم بریلوی شعر وہ نوک مژہ جب سے مرے دل میں گڑی ہے ✢ ایسی تو کھٹکتی ہے کہ
جینے کی پڑی ہے + یعنی جینے کی فکر یا مفعول کا ذکر مکروہ ہو ۔ سودا ع ضاحک کے اُڑا دیوے کسی
بن میں قلندر + ذوق ع شیطاں کے چلا دیتا ہے سوتے سوتے + مفعول آلۂ تناسل ہے ۔ کبھی
مفعول حذف ہوتا ہے ۔ اور فعل صرف تمہید کلام پر دلالت کرتا ہے ۔ شیفتہ شعر ایسی رغبت سے کرے
قتل گماں کا ہیکو تھا ✢ شیفتہ اُس کو تو لو تم سے محبت نکلی + مومن شعر میں اور اُس کو بلاؤں گا
روز ہجر میں لو ✢ اجل بھی کرنے محبت کا امتحان لگی + لو بلا مفعول تمہید کلام کے لئے ہے ۔ ذوق
شعر کہاں تلک کہوں ساقی کہ لا شراب تو دے ✢ نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے +

تقدیم مفعول

لا صرف حوصلہ دلانے اور سُست کو ہوشیار کرنے کے لئے ہے۔ یا متکلم و مخاطب کے درمیان مفعول متعین ہو
منشی محمد لطیف شعر مانگے پہ دینا بھی کچھ دینے میں دینا ہے بھلا ٭ لطف اس میں ہے مری جان بلا مانگے جو دو +
یعنی زر یا باعتبار قرینہ سابقہ۔ شہیدی شعر ایک میں نے کب لیا دیتے ہیں گر دو دو تو دو + خواہ دو سیب ذقن کے
خواہ دو غبغب کے دو + یعنی بوسہ۔ جو شعر ماسبق میں مذکور تھا یا تخذیر میں جیسے مارو مارو یعنی سانپ کو
یا سامع سے پوشیدہ رکھنا منظور ہو یا عندالحاجت اُس سے انکار ہو سکے وغیرہ مراد ہوتی ہیں۔ تقدیم
مفعول کبھی بغرض اہتمام اُسکے شان کے ہوتی ہے عشق شعر خانماں کر چکا ہوں میں برباد + تو بھی وہ میرے
گھر نہیں آتا + چونکہ بربادیِ خانماں ایک امر عظیم تھا اور اُسی کا اظہار مقصد خاص ہے لہذا بنظر
مزید اہتمام مقدم کیا کبھی واسطے تعظیم شان فاعل کے۔ لا اعلم شعر ادھر دیکھو تو کس ناز و ادا سے یار آتا ہے ٭
مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے + مسیحا کی موئی امت کو جلانا عظمت شان یار پہ دلالت کرتا ہے۔
کبھی واسطے حصر کے۔ لا اعلم شعر ہمیں دیں گالیاں غیروں کو بوسے + ستمگر دل میں شرمایا تو ہوتا + یعنی ہمیں تو
خاص گالیاں۔ خاص غیروں کو بوسے۔ اسی طرح تمھیں دیا ہے بولتے ہیں جب مخاطب کو گمان ہو کہ شاید
کسی اور کو دیا ہے اگر دیا ہے تمھیں بولیں۔ تب تخصیص مفعول کی نہ ہو گی۔ دیا جاتا یقینی ہو جائیگا تقدیم ظرف
کی بغرض اہتمام اُس کی شان کے ہوتی ہے۔ مجذوب شعر طوبےٰ کے نیچے بیٹھ کے روؤں گا زار زار ٭ جنت میں
تیرے سایۂ دیوار کے لئے + چونکہ جنت میں سایۂ طوبےٰ مل کر رونا عظیم الشان تھا لہذا مقدم کیا۔ حال کو بھی
اسی غرض سے مقدم لاتے ہیں۔ جب اُس کی شان کا اہتمام منظور ہوتا ہے نسیم شعر عریاں مجھے دیکھ کر گیا ہے ٭
کھال اُس کی جو کھینچئے سزا ہے + چونکہ جتانا حال کو منظور تھا اس لئے اُس کو مقدم کیا۔

فصل پنجم۔ قصر کا بیان۔ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خاص کرنے کو قصر کہتے ہیں پس اگر
تخصیص نفس الامر میں ہو گی اس کو حقیقی کہتے ہیں۔ اور اگر تخصیص بہ نسبت دوسری چیز کے ہے اسکو اضافی
کہتے ہیں ہر ایک ان میں سے دو نوع ہے اوّل قصر صفت کا موصوف پر دوم قصر موصوف کا صفت پر۔
قصر حقیقی صفت کا موصوف پر جیسے زید ہی گھر میں ہے یا گھر میں نہیں ہے مگر زید۔ گھر میں ہونے کا وصف
زید کے ساتھ خاص کیا گیا قصر حقیقی موصوف کا صفت پر جیسے زید کاتب ہی ہے یا نہیں ہے زید مگر کاتب یعنی سوائے

---

[1] لفظ ہی کبھی بمعنی مجرد فی الفور کے بھی آتا ہے میر حسن شعر میں حشر کو کیا روؤں کہ اُٹھ جاتے ہی تیرے + برپا ہوئی اک مجھ پہ
قیامت تو یہیں اور + اور لفظ ہی مفید معنے حصر جب مسند الیہ کے ساتھ ہو تو فعل منفی کے حالت میں اثبات بالاشتمال و فعل مثبت
کی حالت میں مسند الیہ کی نسبت اثبات اور غیر کی نسبت نفی مقصود ہوتا ہے مثلاً زید نے ہی نہیں مارا یعنی بلکہ عمرو نے بھی
مارا اور جیسے زید نے ہی مارا یعنی زید کے سوا عمرو وغیرہ نے نہیں مارا اور فعل منفی کی حالت میں کبھی مسند الیہ کی نسبت نفی اور
غیر کی نسبت ثبوت منظور ہوتا ہے جیسے زید نے ہی نہیں مارا یعنی زید کے سوائے اور سب نے مارا۔ ۱۲

کاتب ہونے کے اور کوئی وصفِ ذات زید میں نہیں ہے یہ مثال فرضی ہے کیونکہ اور اوصاف بھی گو ہوں مگر ان کو معدوم خیال کیا گیا۔ قصر اضافی کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل قصر افراد یعنی مخصوص کرنا ایک امر کا دوسرے امر کی جگہ جس میں احتمال شرکت ہو۔ مثلاً کوئی شخص قیاس کرتا ہو کہ زید اور عمرو دونوں آتے ہیں اُس سے کہا جاوے کہ زید ہی آیا ہے نہ عمرو۔ قیاس مخاطب کا بابت شرکت کے قصر سے رفع کیا گیا۔ اس قصر میں شرط ہے کہ دونوں وصف منافی نہوں ورنہ احتمال شرکت غیر ممکن ہوگا۔ مثال زید بینا ہے نہ اندھا۔ یہاں بینا اور اندھے ہونے دونوں کا احتمال کسی کو نہوگا۔ دوّم قصر تعین مخصوص کرنا ایک امر کا ہے دوسرے امر کی جگہ جس کے تعین میں شک ہو۔ مثلاً کوئی سمجھتا ہے کہ یا زید بیٹھا ہے یا عمرو اُس سے کہا جائے کہ زید ہی بیٹھا ہے نہ عمرو۔ یہاں شک رفع ہو کر علی التعین معلوم ہوگیا اس قصر میں نہ تنافی شرط ہے نہ عدم تنافی کیونکہ زید کھڑا ہے نہ بیٹھا بھی صحیح ہے جبکہ اشتباہ ہو کہ یا کھڑا ہے یا بیٹھا۔ سوم قصر قلب مخصوص کرنا ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ جو اس کے برخلاف ہو۔ مثلاً کوئی شخص زید کا آنا خیال کرتا ہو اُس سے کہا جائے کہ عمرو آیا ہے نہ زید اس قصر میں یہ شرط ہے کہ دونوں وصف منافی و مقابل ہوں جیسے زید کھڑا ہے نہ بیٹھا نہ یوں کہ زید کھڑا ہے نہ کاتب کیوں کہ کھڑا ہونے اور کاتب ہونے میں تقابل نہیں ہے

فقط الفاظ قصریہ ہیں۔ ہی ۔ تو ۔ سوا ۔ بجز ۔ جز ۔ بدون ۔ بن ۔ بغیر ۔ مگر ۔ لیکن ۔ پہ ۔ نہ ۔ بلکہ خاص ۔ تنہا ۔ فقط ۔ اکیلا ۔ صرف ۔ محض ۔ امثلہ ۔ لا اعلم شعر پھنسا ہوں کس غضب میں دیکھتا ہوں جب کوئی صورت ✤ دلِ ناداں مچلتا ہے کہ بس ہم تو یہی لیں گے + ذوق شعر کہتے ہیں لوگ موت تو سب جائے جائے ہے ✤ پر میرے پاس اُسے بھی کوئی کھائے جائے ہے + تاباں شعر ہاتھ بیفائدہ زنداں ہیں نہ دوڑائے جنوں ✤ طوق ہے میرے گلے میں یہ گریباں تو نہیں + ناسخ شعر جو مجھ کو یار نے مارا تو غیر کو کر و قتل ✤ عزیز و اسکے سوا اور انتقام نہیں + محمود شعر نہ ڈرانا جہنم سے ہمیں اے واعظ ✤ ہے بجز ذکر عدو ہم کو ڈرانا مشکل + آشفتہ شعر میرا ہی کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار ✤ جز غیر اور کون نہیں تیرے واسطے + ذوق شعر چاندنی نے شب تجھ بن روپ یہ دکھایا تھا ✤ مجھ کو ماہتابی پہ دھوپ میں بٹھایا تھا + لا اعلم شعر بغیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں ✤ پھرے ہے تو ہی تو لیل و نہار آنکھوں میں + میر شعر سب گئے صبر و ہوش و تاب و تواں ✤ لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا + معروف شعر اور تو باتیں بُری چھٹ گئیں سب جیتے جی ✤ آنکھ مُنہ سے پڑ گیا ایک مگر دیکھنا + لطف شعر نہیں سمندر و پروانہ پہ وہ آتش ہوں ✤ کہ جسکے نام سے آتش کو احتراز رہا + غالب شعر کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل ✤ انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں + خیال شعر مژگاں کی یہ کاوش نہیں ناوک فگنی ہے ✤ ابرو کی اشارت نہیں شمشیر زنی ہے +

میرحسن شعر روٹھا کرے وہ کیوں نہ کسی اور سے حسن ÷ یہ سب بگاڑ چاہ کا ہے اور کچھ نہیں + غالب شعر دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں ÷ روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں + میرحسن شعر پر اس قید میں بھی ترا دھیان ہے ÷ فقط تیرے ملنے کا ارمان ہے + اور جیسے نہ چاندی ہے نہ سونا ہے بلکہ رانگہ ہے - وصال شعر آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا ÷ منہ تو دیکھوں یہ بڑا چاہنے والا نکلا -

فصل ششم انشا کا بیان - انشا کے بہت اقسام ہیں - اول تمنا یعنی آرزو کرنا اور طلب کسی شئے کی بطریق محبت کے خواہ متمنی ممکن الوجود ہو یا محال الفاظ اُس کے - کاش - کاشکے - اے کاش - اے کاشکے - خدا کرے - خدا وہ دن کرے - اللہ کرے - شاید - مگر - کہیں - ہیں + مومن شعر گر یہی شوقِ شہادت ہے تو مومن جی چکے ÷ مار ڈالے کاش کوئی کافر دلجو ہمیں - میر تقی شعر کاشکے دل دو تو ہوتے عشق میں ÷ ایک رہتا ایک کھوتے عشق میں - غالب شعر جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار ÷ اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو میں - میر تقی شعر خدا کرے مرے دل کو ٹک اک قرار آئے ÷ کہ زندگی تو کروں جب تلک کہ یار آئے - غالب شعر مرے دل میں ہے غالب شوقِ وصل و شکوہ ہجراں ÷ خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی - دلہ شعر حسرت شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید ÷ مر گیا غالبِ آشفتہ نوا کہتے ہیں - میرحسن شعر مگر غنچہ ساں کچھ کھلے میرا دل ÷ کہ غم نے کیا ہے بہت مضمحل - سودا شعر جی تک تو دے کے لوں کہ تو ہو کارگر کہیں ÷ اے آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں + کبھی لفظ تمنا محذوف بھی ہوتا ہے - غالب شعر میری قسمت میں غم گر اتنا تھا ÷ دل بھی یارب کئی دیے ہوتے + مومن شعر اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ضرور ÷ آج آتی شبِ فرقت میں تو احساں ہوتا + کبھی حروف استفہام سے بھی تمنا کا مطلب نکلتا ہے - مضطر شعر مجھ سے کس واسطے اب آپ کے وہ طور نہیں ÷ میں وہی ہوں خادم دیرین ہوں کوئی اور نہیں + دوم استفہام الفاظ اُسکے یہ ہیں - آیا - کیا - طلب تصدیق و طلب[2] تصور کے لئے -

---

[1] مراد یہ ہے کہ کاش وہی طور پھر ہوں ۱۲ [2] طلب تصدیق صدور فعل کی جبکہ ذات فعل میں شک ہے یعنی استفسار نسبت ثبوتی یا سلبی کا درمیان دونوں کے جیسے کیا - آ گیا زید اور آیا سوتا ہے زید - طلب تصور جس میں نسبت نہیں ہوتی یعنی اُس میں صدور ذات فعل کا متحقق ہے - مگر طلب تصور فاعل یا مفعول مطلوب ہے جیسے کیا زید نے عمرو کو مارا اور آیا زید نے عمرو کو مارا یوں تب بولیں گے جب فاعل میں شک ہوگا اور جیسے کیا عمرو کو مارا زید نے اور آیا عمرو کو مارا زید نے - یوں تب بولتے ہیں جب مفعول میں شک ہو - اور لفظ آیا و کیا طلب تصدیق و طلب تصور کے معنی پر قضایائے شرطیہ منفصلہ پر آتا ہے - واضح ہو کہ اصطلاح منطق میں قضیہ اُس بات کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں اور وہ تین قسم ہے حملیہ[1] شرطیہ[2] متصلہ شرطیہ[3] منفصلہ - اگر محکوم و محکوم بہ مفرد ہوں وہ حملیہ ہے اور مفرد نہ ہونے کی صورت میں اگر حکم باتصال ہے تو شرطیہ متصلہ ہے اور اگر حکم بانفصال ہے تو شرطیہ منفصلہ انفصال یہ کہ شرط کی دونوں نسبتیں جمع ہو سکیں نہ رفع مثلاً آیا سوتا ہے زید یا جاگتا سوتا اور جاگتا ایک ذات میں نہ جمع ہو سکتے ہیں نہ رفع یعنی ممکن نہیں کہ سوتا بھی ہو اور جاگتا بھی نہ یوں ممکن کہ نہ سوتا ہو نہ جاگتا کبھی جزو ثانی محذوف ہوتا ہے مثلاً ہر دو امثلہ طلب تصدیق میں یا نہیں آتا اور یا جاگتا محذوف ہیں اور طلب تصور کو اول مثال میں یا بکر نے - اور دوم میں یا بکر کو محذوف ہے - ۱۲

کون ۔ کون سا ۔ طلب تعین ذوی العقول یا غیر ذوی العقول کے لئے ۔ کتنا ۔ کتنے کس قدر ۔ طلب کمیت عدد و مقدار کے لئے ۔ کدھر ۔ استفسار جہت کے لئے ۔ کب ۔ کس وقت ۔ استفسار زمان کے لئے ۔ کہاں ۔ استفسار مکان کے لئے ۔ کیوں کس لئے کس واسطے ۔ طلب سبب کے لئے ۔ کس طرح ۔ کیونکر ۔ کیسے طلب وضع کے لئے کیسا ۔ کیسے ۔ طلب کیفیت کے لئے کس ۔ طلب تعین ذوی العقول و غیر ذوی العقول کے لئے ۔ مگر طلب تصدیق کے لئے اور کیا ۔ واسطے طلب ماہیت کسی شے کے بھی آتا ہے ۔ غالب شعر ہے اب اس معمورہ میں قحط غم الفت اسد ÷ ہم نے یہ مانا کہ دہلی میں رہیں کھائیں گے کیا ۔ میر تقی شعر مدعی مجھ کو کھڑے صاف بُرا کہتے ہیں ÷ چپکے تم سُنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں ۔ معروف شعر آہ وہ کون تھا خدا مارا ÷ جس نے اُس سے مجھے لگا مارا ۔ ظفر شعر ہزاروں رنج و غم ہیں خانۂ دل میں نہیں کھلتا ÷ کہ صاحب خانہ ان میں کتنے اور مہمان کتنے ہیں ممنون شعر کس قدر شرح گرانباری غم لکھی تھی ÷ کہ مرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا + انشا شعر دل کو لے بھاگے کدھر ہاتھ سے تیرے انشا ÷ کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بے در میں نہیں + طالب شعر مضطر ہو کب میں شب اُٹھا اے ماہرو نہ آیا ÷ گھر سے تری گلی میں تا بام تو نہ آیا ۔ ذوق شعر وہ جنازے پر مرے کس وقت آئے دیکھنا ÷ جبکہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہیں ۔ جانی شعر کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتواں کی ÷ رگ رگ میں نیش غم ہے کہئے کہاں کہاں کی ۔ معروف شعر کچھ تو سمجھ لیا ہے جو اُس کو دیا ہے دل ÷ کیوں ناصحا عبث ہمیں سمجھائے جائے ہے ۔ ذوق شعر شانے کا دل چاک پسند آپ کو آیا ÷ کس واسطے ان سینہ فگاروں سے تو کہئے + آتش شعر کس طرح سے نہ مانگیں تمھیں انصاف کرو ÷ بوسہ لینے کا سزاوار دہن ہے کس کا ۔ سودا شعر مت پوچھ یہ کہ رات کٹی کیونکر تجھ بغیر ÷ اس گفتگو سے فائدہ پیارے گزر گئی + جرأت شعر واں ہے یہ بدگمانی جائے حجاب کیوں کر ÷ دو دن کے واسطے ہو کوئی خراب کیوں کر ÷ آتش شعر دہن پر ہیں اُن کے گماں کیسے کیسے ÷ کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے + مومن شعر دمبدم ہے رنگ تغیر مرا حیراں ہے ÷ رنگ کیسا مری تصویر میں بہزاد بھرے ۔ آتش شعر دوستدار اسکا جو مجھ سا اُٹھ گیا دُنیا سے ہے ÷ بیکسی پھرتی ہے کیسی ماری ماری ان دنوں ۔ غالب شعر رشک کہتا ہے کہ اُسکا غیر سے اخلاص حیف ÷ عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا ۔ وله شعر کعبے کس منھ سے جاؤ گے غالب ÷ شرم تم کو مگر نہیں آتی ۔ میر شعر جو چمن میں گذرے تو اے صبا تو یہ کہیو اُس سے کہ بیوفا ÷ مگر ایک میر شکستہ پا ترے باغ تازہ میں خار تھا + کبھی لفظ استفہام کو حذف بھی کر دیتے ہیں ۔ فدوی شعر گلہ آپس میں ایسا بھی کبھو تھا ÷ تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا + کلمات استفہام سے سوائے استفہام کبھی اور کچھ معنی بھی مقصود ہوتے ہیں مثل اظہار اضطرار

وشدت انتظار۔ ذوق شعر وہ جنازے پر مرے کس وقت آئے دیکھنا ۔ جبکہ اذنِ عام میرے اقربا کہنے کو ہیں + اظہار تعجب ۔ لاادری شعر آتشیں رُخ پہ ترے خال کا آنا کیسا ۔ قائم النار یہ بارود کا دانہ کیسا + زجر و توبیخ ۔ غالب شعر بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک ۔ ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا + تمسخر۔ جیسے چہ خوش ۔ غالب شعر کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا ۔ بس چپ رہو ہمارے بھی منھ میں زبان ہے + اظہار تاسف۔ احسان شعر کہاں وہ گریۂ و نالہ وہ جاں بلب رہنا ۔ کسی کا کام ہمیشہ بنا نہیں رہتا + تعظیم۔ غالب شعر آئینہ دیکھ اپنا سا منھ لے کے رہ گئے ۔ صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا + یعنی بہت کچھ تحسین ۔ ناسخ شعر کس چین سے ہم اُس کے تصور میں محو تھے ۔ کنجِ لحد میں شورِ قیامت مخل ہوا + یعنی نہایت عمدہ چین سے + تحقیر و استغنا۔ ناسخ شعر بارہا بیٹھ کے کعبہ میں لنڈھائی ہے شراب + محتسب کیا ہے خدا کا ہمیں جب پاس نہیں + سودا شعر کیا کروں گا ہاتھ سے حوروں کے واعظ لے کے جام ۔ ہوں میں ساغر کش کسی کے نرگس مخمور کا + کراہت شعر تیس دن میں ایک دن دیکھا نہ روئے رشک ماہ ۔ میں نے منھ اُس چاند میں دیکھا تھا کس منحوس کا + اظہار گمراہی جیسے کہاں بھٹکتے پھرتے ہو۔ میر تقی شعر واعظِ ناکس کی باتوں پہ کوئی جاتا ہے میر ۔ آؤ میخانے چلو تم کس کے کہنے پر گئے + استفہام تقریری جس سے اُس امر کا اقرار لینا مخاطب سے مقصود ہوتا ہے جس کو وہ جانتا ہے ۔ اندریں صورت لفظ استفہام شئے اقرار طلب کے متصل لاتے ہیں۔ جیسے اقرارِ فعل یا فاعل یا مفعول کے مواقع پر یوں کہیں گے (کیا مارا زید نے عمرو کو) (کیا زید نے مارا عمرو کو) (کیا عمرو کو زید نے مارا) استفہام انکاری جس سے اس امر سے انکار کرانا مخاطب کا مقصود ہوتا ہے۔ جس کو وہ جانتا ہے ۔ فدوی شعر گلہ آپس میں ایسا بھی کبھو تھا ۔ تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا + یعنی نہ تھا۔ سوم امر۔ اور وہ طلب فعل کے ہے بطور حکم و استعلا[1] کے ۔مومن شعر مومن آکیش محبت میں کہ ہے سب جائز ۔ حسرت حرمتِ صہبا و مزامیر نہ کھینچ + کبھی امر سوائے حکم کے دیگر معانی کیواسطے آتا ہے۔ اجازت و اباحت لا اعلم شعر میں جاں بلب ہوں گلا کاٹو یا گلے سے لگو ۔ جو ان میں آپ کو منظور ہو وہ جھٹ پٹ ہو یعنی اختیار ہے کہ ان دونوں میں سے ایک صورت کرو۔ تخویف و تہدید۔ لاادری شعر اور مدہوش بنو اور بنو متوالے ۔ ہم کو کیا کام ہے ہم کون نصیحت والے + مدہوش بننے کی اجازت مراد نہیں بلکہ تہدید ہے ۔ لا اعلم شعر

---

[1] استعلا یعنے امر کرنے والا آپ کو بلند مرتبہ اور دوسرے کو پست قدر سمجھ کر حکم کرے - ۱۲

قتل کرتے ہیں ترے لب کے تمنائی کو ÷ دیکھ بدنام نہ کر اپنی مسیحائی کو ÷ دیکھ صرف بطور تخویف کے ہے - زجر و توبیخ - میر شعر آ خانہ خرابی اپنی مت کر ÷ قحبہ ہے یہ اس سے گھر نہ ہوگا + آ زجر کے طور پر ہے - تمنا میر حسن شعر آجا کہیں شتاب کہ مانند نقش پا ÷ تکتے ہیں راہ تیری سر راہ میں پڑے - دعا صاحب شعر صاحب جو بنایا ہے تو مانند زلیخا ÷ یوسف سا غلام اک مجھے دے ڈال الٰہی + التماس - نشاط شعر تڑپوں ہوں دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ ÷ وہ آئے یا نہ آئے یار و بُلا تو دیکھو + اور جیسے آئیے بیٹھئے مساوات - رند شعر بسمل تڑپ کے خون کی چھینٹیں اُڑا چکے ÷ دامن سمیٹ اپنا کہ اب آستیں اُلٹ + یعنی دونوں مساوی ہیں - اظہار و اہانت و کم قدری کسی شئے کی - سودا شعر ہوتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے مجھ کو نیند + جس کو پکارتا ہوں وہ کہتا ہے مر کہیں + کبھی امر کو محذوف بھی کر دیتے ہیں - مومن شعر اُس کو میں جا مرینگے مدد اے ہجوم شوق ÷ آج اور زور کرتے ہیں بے طاقتی سے ہم + کبھی صیغۂ مستقبل بھی امر کے معنے دیتا ہے جیسے کل یہاں آپ آئیں گے اور میں ہمراہ چلوں گا یعنی آئیو - کبھی مصدر بھی معنے امر کے دیتا ہے - سودا شعر کیفیت چشم اُس کی مجھے یاد ہے سودا ÷ ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں + چہارم نہی اور وہ طلب ترک فعل کی ہے - نصیر شعر قدم نہ رکھ مرے چشم پُر آب کے گھر میں ÷ بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں + نہی بھی امر کی طرح سوا اپنے معنے کے اور معنی میں مستعمل ہوتا ہے - تہدید جرأت شعر مِل نہ مِل پاس مرے بیٹھ نہ بیٹھ آ کہ نہ آ ÷ جس نے بہکایا ہے تجھ کو تو اُسی کے گھر جا + نہ ملنا مراد نہیں بلکہ تہدید - دعا - ناسخ شعر دم اخیر تو کر لوں نظارہ جی بھر کر ÷ الٰہی خنجر سفاک کی بار نہو + التماس غالب علی خاں سید تخلص شعر یار و مرے بالیں سے نہ اُٹھو نہ جدا ہو ÷ حالت مری اچھی نہیں کیا جانیے کیا ہو + پنجم ندا - اور وہ طلب اقبال ہے - یعنی پکارنا - حروف ندا یہ ہیں ، اے - او - ارے - ابے - ری - بی - یا - الف ندا - غالب شعر شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہے وبال دوش ÷ صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں + لا اعلم شعر ایتو ہر دم ہے یہی کوچۂ جاناں میں پکار ÷ بیچتا ہے تو اِدھر آ ارے او دل والے - ممنون شعر یوں کریں چارۂ بیماری اغیار وہ لب ÷ یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت - مومن شعر ناصحا دل میں ذرا سوچ تو اتنا ہی کہ ہم ÷ لاکھ ناداں سہی کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں گے + اور منادی ضرور نہیں کہ مخاطب ہی ہو بلکہ غائب یا متکلم کو بھی حاضر سمجھ کر منادی بنا لیتے ہیں - لا اعلم شعر میری لیلیٰ کو کر دیا مجنوں ÷ اے سکندر ریں تجھ کو کیا کوسوں ÷

ناسخ شعر عشق کا ہو درد اے ناسخ نہ کیونکر لا دوا ✤ زخمہائے تیر مژگاں کا نشاں ہوتا نہیں + اور ندا کو غیر ندا کے مقام پر بھی استعمال کرتے ہیں اور اُس سے اظہار حسرت و مصیبت و حیرت مراد ہوتی ہے جبکہ آسمان یا زمانہ یا شب و روز یا غم وغیرہ منادی ہوتے ہیں اور اظہار کمال بے طاقتی و جوش و شوق مقصود ہوتا ہے جبکہ باد صبا و منزل محبوب وغیرہ اشیا غیر قابل خطاب مخاطب ہوتے ہیں - میر شعر ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک ✤ اُس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا - مومن شعر چل پرے ہٹ مجھے نہ دکھلا مُنھ ✤ اے شب ہجر تیرا کالا مُنھ + لا اعلم شعر اے غم یار میں بندہ ہوں رفاقت کا تری ✤ نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو - شیفتہ شعر اے مرگ آ کہ میری بھی رہ جائے آبرو ✤ رکھا ہے اُس نے سوگ عدو کی وفات کا - میر تقی شعر اس سرے دل کی خرابی ہوئی اے عشق دریغ + تو نے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا - ولہ شعر جو چمن میں گزرے تو اے صبا تو یہ کہیو اُس سے کہ بیوفا ✤ مگر ایک میر شکستہ پا ترے باغ تازہ میں خار تھا + حرف ندا محذوف بھی ہوتا ہے - مومن شعر درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے میں ساری ✤ چارہ گر ہم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا + ششم دعا جناب باری سے کچھ مانگنا - گویا شعر میں گویا خوش ہوں اُس کی زندگی سے ✤ رہے خوش یا الٰہی وہ جہاں ہے - فائدہ - جو حالات پانچ باب سابق میں درباب خبر مذکور ہوے اکثر اُن میں سے انشا میں بھی جاری ہو سکتے ہیں مثلاً کلام انشائی یا موکد ہوگا یا غیر موکد اور مسند الیہ محذوف ہوگا یا مذکور علیٰ ہذا القیاس طالب اُن کو انشا میں بھی جاری کرلے -

فصل ہفتم - وصل و فصل کا بیان - ایک جملے پر دوسرے جملے کے معطوف کرنے کو وصل اور عطف کرنے کو فصل کہتے ہیں - جب ایک جملہ دوسرے جملے کے بعد آوے تو دیکھنا چاہیئے کہ جملۂ اول کا کیا حال ہے اگر وہ محل اعراب ہے یعنی مبتدا یا خبر یا صفت یا حال یا صلہ یا جزاء شرط وغیرہ ہے پس اگر جملۂ دویم کو بھی جملۂ اول کے حکم میں شریک کرنا منظور ہو یعنی اس کو بھی ویسا ہی مبتدا یا خبر یا صفت وغیرہ بنانا منظور ہو تو اس کو مثل مفرد کے عطف کرنا چاہیئے یعنی جیسا ایک مفرد کو دوسرے مفرد کے اعراب میں شریک کرنا ہوتا ہے یعنی دونوں مفرد فاعل یا مفعول یا خبر وغیرہ ہوتی ہیں تو عطف کرتے ہیں جیسے زید اور عمر آئے یا زید اور عمر کو مارا اسی طرح جملہ کو بھی کرنا چاہیئے مگر یاد رہے کہ عطف واؤ یا اور کے ساتھ تب درست ہوگا جب دونوں میں وجہ جامع یعنی کچھ مناسبت پائی جائے مسند خواہ مسند الیہ میں جیسے یار کی چشم فتاں نے دل لے لیا - اور غمزۂ دل فریب نے ایمان اس میں تو حد مسند وجہ جامع ہے یا زید ناظم و ناثر ہے اور زید لیتا اور دیتا ہے - مناسبت نظم اور نثر کی اور نسبت تضاد یعنی

دینے میں وجہ جامع ہے مگر زید ناظم اور سخی ہے یا زید کاتب اور بخیل ہے درست نہیں اسی طرح جملات زید شعر لکھتا ہے اور عمرو نثر لکھتا ہے یا زید خوبصورت ہے اور عمرو کریہ منظر ہے میں عطف درست ہے کیونکہ شعر اور نثر میں یا خوبصورت اور کریہ منظر میں مناسبت ہے اور یہ تب درست ہوگا جب زید اور عمرو میں کچھ مناسبت اور علاقہ ہو مثلاً دونوں بھائی ہوں یا دوست یا دشمن اس لئے یہ کہنا نا درست ہے کہ زید شاعر ہے اور عمرو خوبصورت ہے خواہ زید اور عمرو میں مناسبت ہو یا نہو کیونکہ شاعر اور خوبصورت میں کچھ مناسبت نہیں ہے اسی طرح یہ کاغذ سفید ہے اور بگلا بھی - بھی غلط ہے - کیونکہ کاغذ اور بگلے میں کچھ نسبت نہیں ہے اور حکم جملۂ اول میں جملۂ دوم کو شریک کرنا منظور نہو تو عطف نہ کریں گے کیونکہ عطف سے جملۂ دوم جملۂ اول کے حکم میں شریک ہوجاویگا اور خلاف مقصود معنی کا شریک پڑے گا مثلاً زید کہتا ہے کہ آج عمرو آوے گا یہ قول قابل اعتبار نہیں ان دونوں جملوں میں اگر عطف لاتے تو جملۂ دوم بھی خلاف مقصود زید کا مقولہ سمجھا جاتا۔ سوز شعر لوگ کہتے ہیں مجھے یہ شخص عاشق ہے کہیں ÷ عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے - غالب شعر ہے اب اس معمورہ میں قحطِ غمِ الفت اسد ÷ ہم نے یہ مانا کہ دہلی میں رہیں کھائیں گے کیا۔ شعر اول مصرعہ دوم میں اگر عطف لاتے تو مقولہ لوگوں کا ہوجاتا اور دہلی میں رہیں گے بعد درصورت عطف کھائیں گے کیا مفعول مانا کا ہوجاتا اور یہ مراد نہیں - اور اگر جملہ اول محل اعراب نہو اور جملۂ دوم کو جملۂ اول کے ساتھ واؤ کے سوائے کسی اور حرف کے ذریعہ سے مربوط کرنا منظور ہو تو یہ عطف بلا ضرورت شرط وجہ جامع کے درست سمجھا جائے گا جیسے زید آیا پھر عمرو گیا اس میں تعقیب بہ مہلت ملحوظ ہے - اور اگر جملۂ دوم کو جملۂ اول کے ساتھ سوائے واؤ کے اور حرف کے ساتھ عطف کرنا منظور نہ ہو پس اگر جملۂ اول کے واسطے ایسا حکم ہے جس میں جملۂ دوم کو شریک کرنا مقصود نہیں ہے تو فصل واجب ہے کیونکہ عطف سے اشتراک حکم لازم آجائے گا جیسے زید نے آکر عمرو کو سلام کیا وہ نہایت خوش ہوا اور صورت عطف میں لازم آتا ہے کہ یہ بھی زید کے فعل میں سے ہو - درد شعر حیف کہتے ہیں ہوا گلزار تاراجِ خزاں ÷ آشنا اپنا بھی واں ایک سبزۂ بیگانہ تھا ÷ مصرع دوم جو مقولہ شاعر ہے درصورت عطف کہتے ہیں کا مقولہ ہوجاتا ہے - اور اگر جملہ اول کے واسطے ایسا حکم جس میں جملہ دوم کو شریک کرنا نہیں چاہتے نہو پس اگر کمال انقطاع یا کمال اتصال ہو تو فصل واجب ہے ورنہ وصل کیونکہ عطف میں ضرور ہے کہ معطوف و معطوف علیہ میں مناسبت بھی ہو اور مغائرت بھی اور کمال اتصال میں مغائرت نہیں اور کمال انقطاع میں مناسبت نہیں ہوتی کمال انقطاع یا بسبب اختلاف جملتین کے ہوتا ہے یعنی ایک خبریہ ہو دوسرا انشائیہ جیسے ؎

یاسؔ شعر دم تولے تیغ تلے اے طپشِ دل تھم جا ÷ دیکھ قاتل کا مرے دھیان بٹا جاتا ہے۔ ناسخؔ
شعر کافر ہوں بسیر ہم رہیں محروم واعظا ÷ کر میکدہ یہ حکم نہ جاری فرات کا ÷ انشاؔ شعر نہ چھیڑ
اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لے اپنی ÷ تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں۔ خشنودؔ
شعر لو غریقِ رحمتِ پروردگار ÷ آج ساقی کا پیالہ ہو گیا۔ ظفرؔ شعر عقل سے اپنی کوئی تدبیر
جو چاہے کرے ÷ پر ہو بے تقدیر کیا تقدیر جو چاہے کرے ÷ یا یہ کہ وجہ جامع نہو جیسے زید خوبصورت
ہے اور عمر سوتا ہے۔ غالبؔ شعر یہ لاش بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے ÷ حق مغفرت کرے عجب
آزاد مرد تھا ÷ اور کبھی اگرچہ وجہ جامع موجود ہو۔ مگر عطف سے ایہام خلاف مقصود کا ہوتا ہے
لہذا عطف نہیں کرتے۔ لمولفہ شعر میں نے یہ کہا کہ مر رہا ہوں ÷ وہ بولا یہی تو چاہتا ہوں ÷ کمال
اتصال اس صورت میں ہوتا ہے کہ جملہ دوم جملہ اول کی تاکید لفظی ہو یا معنوی یا بدل ذوقؔ شعر
مذکور ترے بزم میں کس کا نہیں آتا ÷ پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا ÷ نہیں آتا دوم تاکید لفظی نہیں
آتا اول کی ہے۔ مومنؔ شعر بیخود سے تھے غش سے تھے محو سے تھے دُنیا کا غم نہ تھا ÷ جینا وصال میں بھی تو مرنے
سے کم نہ تھا ÷ ہر ایک جملہ مصرع اول کا ایک دوسرے کا تاکید معنوی ہے۔ فرخؔ شعر چشم سے نور گیا
تن سے تواں دل سے صبر ÷ ہجر میں تیرے جدا مجھ سے ہوا کیا کیا کچھ ÷ جدا ہونے کا کچھ جزو مصرع اول میں
بیان کیا بدل بعض ہے۔ برکتؔ شعر دلِ بیتاب کو کس طرح سے ٹھہرائے کوئی ÷ مجھے سمجھائے کوئی یا اُسے
سمجھائے کوئی ÷ طرح کا بیان مصرع دوم میں ہے یا جملہ اول مجمل و شرح طلب ہو۔ جملہ دوم اُس کا بیان
کرتا ہو۔ کرمؔ شعر اسیری نے کی پردہ پوشی جنوں کی ÷ کیا طوق گردن نے کارِ گریباں ÷ مصرع دوم میں
پردہ پوشی کی شرح ہے۔ معروفؔ شعر بعد مرنے کے ملی میری سیہ بختی کی داد ÷ نعش کے ہمراہ تھا وہ کھولے سر
کھولے ہوئے ÷ مصرع ثانی میں داد ملنے کا بیان ہے یا دوسرا جملہ اہم ہو اول سے غرض متعلق نہ ہو
مثلاً آئیے تشریف لائیے لیجئے حقہ پیجئے۔ جائیے آرام کیجئے۔ اصل مطلوب دوسرا جملہ ہے اس لئے
فصل کیا گیا۔ یا یہ کہ جملہ دوم مستانفہ ہو یعنی جواب ہو اُس سوال کا جو جملہ اول سے پیدا ہوتا ہو تو بھی
عطف نہ کریں گے۔ ظفرؔ شعر پڑھ لیتے پسِ صفحہ سے مضموں ترے خط کا ÷ کاغذ میں سیاہی دمِ تحریر نہ پھیلی ÷
سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس سبب سے نہیں پڑھا مصرع دوم جواب ہے کبھی جواب مقدر ہوتا ہے
صرف وجہ مذکور ہوتی ہے۔ میرؔ شعر جہاں کو فتنہ سے خالی کبھی نہیں پایا ÷ ہمارے عہد میں تو
آفتِ زمانہ ہوا ÷ سوال یہ کہ اب خالی ہے یا نہیں۔ جواب نہیں۔ بوجہ مصرع دوم کمال اتصال
کی حالت میں بھی کبھی ترک عطف سے ایہام خلاف مقصود ہوتا ہے مثلاً کوئی پوچھے تم زید کے

گھر گئے تھے وہ جواب دے نہیں جاؤں گا یہاں اشتباہ گزرتا ہے کہ نہیں جاؤں گا ایک جملہ ہے ایسی جگہ رفع ایہام کے لئے یوں کہنا چاہیے نہیں میں اب جاؤں گا یا عنقریب جاؤں گا۔ یہ صورتیں فصل کی تھیں۔ اور وصل کے دو موقع ہیں اول یہ کہ گو کمال انقطاع ہو مگر ترکِ عطف میں ایہام خلاف مقصود کا اشتباہ ہو مثلاً کوئی شخص پوچھے کہ آپ ہم سے خفا تو نہیں ہیں وہ کہے کہ نہیں ہیں۔ اور تم سلامت رہو اگرچہ اختلاف جملتین کمال انقطاع ہے مگر ترک عطف میں اشتباہ بد دعا کا خلاف مراد ہے۔ دوسرے یہ کہ دونوں جملے درمیان کمال انقطاع و کمال اتصال کے متوسط ہوں مثلاً دونوں خبریہ یا دونوں انشائیہ ہوں اور اُن دونوں میں وجہ جامع بھی پائی جائے۔ مومن شعر مجھے تو کہتے ہو مست دیکھ میری جانب تو ✤ اور آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ۔ **بیان وجہ جامع** ۔ وجہ جامع تین قسم ہے عقلی۔ وہمی۔ خیالی۔ عقلی وہ امر ہے جس کے سبب سے عقل دو چیزوں کو قوت متفکرہ میں جمع کرنے کا تقاضا کرتی ہے اور وہ امر تین ہیں اول یہ کہ مخبر یا مخبر عنہ متحد ہوں یا اُن کی کسی قید مثل صفت یا حال یا ظرف وغیرہ میں اتحاد ہو۔ اتحاد مخبر و مخبر عنہ کی مثالیں اوپر مذکور ہوئیں اتحاد صفت جیسے زید فاضل آیا اور عمرو فاضل گیا۔ اتحاد حال جیسے زید دوڑتا آیا اور عمرو دوڑتا گیا۔ اتحاد ظرف جیسے زید بازار میں آیا اور عمرو بازار میں آیا یا زید شام کو آیا اور عمرو شام کو آیا دوم تماثل[1] یعنی دو چیزیں نوع میں متحد ہوں اور تعین میں مختلف مثلاً زید اور عمرو کہ دونوں نوع انسان میں ہیں ایسا ہی تجانس مثلاً آدمی اور گھوڑا جو جنس حیوان میں شریک ہیں اور نیز تشابہ یعنی عرضیات میں متحد ہوں جیسے زید اور عمرو سخاوت یا شجاعت میں شریک ہوں مثلاً اقسام حیوانات کے بیان میں کہا جائے کہ آدمی ایسا ہوتا ہے اور گھوڑا ایسا ہوتا ہے یا جب افراد اسخیا کا بیان ہو تو کہیں زید سخی ایسا ہے اور عمرو سخی ایسا ہے۔ سوم تضایف یعنی ایک کے سمجھنے سے دوسری چیز سمجھی جائے۔ مثلاً باپ اور بیٹا۔ یا علت و معلول۔ مثلاً آفتاب اور روز یا اکثر و اقل۔ مثلاً عمرو بڑا ہے اور زید چھوٹا ہے اور جامع وہمی وہ امر ہے کہ جس کے سبب سے وہم دو چیزوں کو قوت متفکرہ میں جمع کرنے کا تقاضا کرتا ہے حالانکہ عقل اُن کو جُدا جُدا مانتی ہے۔ وہ تین قسم ہے اول شبہ تماثل جیسے سفیدی اور زردی یا سبزی و سیاہی کہ وہم ان دونوں کو بسبب نہ ہونے غایت خلاف کے مثل یکدیگر سمجھتا ہے۔ یعنی سفیدی کو زیادہ

---

[1] تماثل کو عقلی اس لئے گنا ہے کہ عقل مدرک کلیات ہے نہ جزئیات پس قوت عاقلہ زید اور عمرو شکلوں کو تشخص اور تعین خارجی سے مجرد کر لیتی ہے اور اُن سے معانی کلیہ سمجھتی ہے یعنی اُن کو ایک چیز یعنی انسان خیال کرتی ہے ۔ ۱۲

صاف زردی سے اور زردی کو زیادہ کدر سفیدی سے سمجھتا ہے حالانکہ عقل دونوں کو دو نوع متباین ایک جنس کی افراد شمار کرتی ہے دوم تضاد[1] یعنی دو امر وجودی کہ ایک محل پر باری باری آسکتے ہوں۔ اور ان میں غایت خلاف ہو مثلاً سفیدی اور سیاہی سوم شبہ تضاد جیسے آسمان و زمین یا اول و دوم اگرچہ آسمان و زمین وجودی ہیں ایک نہایت بلند اور ایک نہایت پست مگر چونکہ اجسام ہیں اعراض نہیں اور اس لئے ایک محل پر پس یک دیگر نہیں آسکتے اس لئے متضاد نہیں کہی جاسکتی اور اول و دوم میں غائت خلاف نہیں ہے کیونکہ اول سے بہ نسبت دوم کے سوم و چہارم زیادہ مخالف ہیں لہذا اُن کو بھی متضاد نہیں کہہ سکتے تیسرا جامع خیالی وہ امر ہے جس کے سبب سے خیال دو چیزوں کو قوت متفکرہ میں جمع کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور یہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ عطف کرنے سے پہلے اُن دونوں کے تصور خیال میں متقارب ہوں اور اسباب قرب کے مختلف ہیں اسی سبب سے صور خیالیہ ترتیب اور وضوح کی رو سے مختلف ہوتی ہیں۔ کیونکہ بعض صورتیں ایک شخص کے خیال میں ایک دوسرے سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتیں اور دوسرے کے خیال میں ہرگز مجتمع نہیں ہوتیں مثلاً قلمدان چاقو۔ کاغذ وغیرہ کی صورتیں کاتب کے ذہن میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتیں اور دھوبی کا ایسا حال نہیں ہے۔ اور بعض صورتیں ایک شخص کے خیال سے بالکل غائب نہیں ہوتیں اور دوسرے کے خیال میں کبھی گزر نہیں کرتیں مثلاً زید کے معشوق کی صورت اُس کے خیال سے کبھی جدا نہیں اور عمرو کے خیال میں کبھی نہیں آتی ۔ اندریں صورت طلبہ کو وجہ جامع خیالی کا جاننا نہایت ضرور ہے کیونکہ اُس کی بنا عادت اور طبیعت پر ہے جو ایک دوسرے سے بشدت مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً کہیں کہ قامت یار دیکھا اور قیامت یاد آئی یہاں قد یار اور قیامت میں وجہ جامع فتنہ انگیزی ہے اور چونکہ یہ خیال شاعرانہ ہے پس شاعر کے نزدیک یہ دونوں مناسب ہیں عام آدمی اس کو ہرگز نہ سمجھے گا ۔

فصل ہشتم ۔ ایجاز۔ واطناب۔ ومساوات کا بیان مطلب تین طرح پر ادا کیا جاسکتا ہے۔ اوّل مساوات اور وہ ادا کرنا اصل مراد کا ایسی لفظ سے ہے جو ضرورت سے نہ زیادہ ہو نہ کم دوم ایجاز اور وہ ادا کرنا ایسی لفظ سے ہے جو اصل مراد سے کم ہو مگر ناکافی[2] نہو سوم اطناب اور وہ ایسا لفظ ہے

[1] تضاد اور شبہ تضاد کو جامع وہمی میں اس لئے گنا ہے کہ وہم ان دونوں کو بمنزلہ تضایف کے خیال کرتا ہے کیونکہ ان میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جب ان میں سے ایک ذہن میں گزر کرتا ہے تو فوراً دوسرا بھی ذہن میں آجاتا ہے اور یہ کام وہم کا ہے ورنہ عقل ایک کو بدون دوسرے کے سمجھ سکتی ہے۔ ۱۲ [2] کیونکہ اگر اظہار اصل مراد کو ناکافی ہوگا تو عیب اخلال ہے ۔ ۱۲

جو اصل مراد سے زیادہ ہو مگر کچھ فائدہ دے[۱] - مثال مساوات ذوق شعر وقتِ پیری شباب کی
باتیں ٭ ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں + اس میں کوئی لفظ اصل مراد سے زیادہ یا کم نہیں
ہے - ایجاز دو قسم ہے اوّل ایجاز قصر جس میں کچھ حذف نہ کیا گیا ہو جیسے **مثل** نادان کی دوستی
جی کا جنجال - یہ قصر ہے اُس عبارت کا جو نادان کے ساتھ دوستی کرتا ہے اُس کے جی کو
اُس کی دوستی جنجال ہو جاتی ہے دوّم ایجاز حذف جس میں حذف کر دیا گیا ہو کوئی جزو جملہ کا
مثل مسند اور مسند الیہ کے یا مفعول وغیرہ جن کی مثالیں اوپر بھی گزریں - ذوق شعر
اُس کے لبِ خنجر کا لینا ہے اگر بوسہ ٭ تو اے دلِ پُر حسرت کیا دیر لگائی ہے + تو لے لے
محذوف ہے - کیا دیر لگائی ہے جو جملۂ جزائیہ کا مؤید ہے - اُس کا قائم مقام ہے مثال حذفِ
مضاف ہے - سید شعر سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر اے بُت ٭ پڑھنے جنازہ اُس کا سب
آئے تو نہ آیا + یعنی نماز جنازہ - جانی شعر کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسمِ ناتواں کی ٭ رگ
رگ میں نیش غم ہے کہئے کہاں کہاں کی - شیفتہ شعر تاب بوسے کی کسے دیں بھی وہ اب
شیفتہ گر ٭ کر چکی کام یہاں لذتِ دشنام اپنا + مثال حذف مضاف الیہ - امین شعر
مرتے ہیں ہم تو اُس کے لبِ آبدار پر ٭ گر آب زندگی ہو تو ماریں ہیں دھار پر + یعنی پیشاب
کی دھار پر - مثال حذف مفعول - کرم شعر اے طفلِ اشک دیکھ کے برباد کیجیو ٭ ہر پارۂ جگر
ورقِ انتخاب ہے + یعنی جگر کو - فدوی شعر گالیاں کیونکر نہ دیوے تو نے فدوی چھیڑ چھیڑ ٭
ایک تو وہ تھا ہی اس کو اور بھی بدخو کیا + بدخو تھا ہی - اثر شعر آپ میں کہنے لگوں سو ہے
کہاں میری مجال ٭ پوچھے تو احوال میرا ایسی کیا تجھ کو پڑی + ایسی غرض - مثال حذف
جملہ - قائم شعر کسی بلا میں پھنسے قید ہوئے جان سے جائے ٭ پر آدمی کو خدا تجھ پہ مبتلا
نہ کرے + بعد مصرعۂ اول کے تو بہتر ہے جملہ جزائیہ مقدر ہے - محمود شعر ہے زخم جگر
ناوکِ قاتل کی نشانی ٭ اے چارہ گرو اس کا مٹانا نہیں اچھا + مت مٹاؤ محذوف ہے
اور وجہ اس کی مذکور ہے کہ مٹانا اچھا نہیں - رند شعر تولنا تیغ کا عبث ہر بار ٭ جو لگاتا ہوا
لگا بیٹھے + سب آدمیوں کا یہ دستور ہے مقدر ہے - اور جیسے کسی کام کے آغاز میں
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا مراد یہ ہے کہ میں اللہ کے نام پر شروع کرتا ہوں اور **اقتران** یعنی
کوئی کلمہ کسی تقریب کے متصل بولا جائے مثلاً مبارک تقریب شادی وغیرہ میں -

---

[۱] کیونکہ اگر بے کسی فائدہ کے لفظ زیادہ ہوگا تو عیب تطویل ہے یا حشو مفید یا حشو غیر مفید - ۱۲

غالب شعر علی الرغم دشمن شہید وفا ہوں ؛ مبارک مبارک سلامت سلامت۔ اطناب اس طرح ہوتا ہے۔ اول بعد ابہام کے ایضاح۔ یا بعد اجمال کے تفصیل تاکہ ایک امر دو طرح بیان ہو یا معنی ذہن میں خوب مستحکم ہو جائیں۔ یا تکمیل لذت کے لئے جو اس سے حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً زید کے تذکرے میں کہنا کہ بہت لائق آدمی ہے زید باوجود ضمیر مستتر کے زید مظہر بھی ذکر کیا گیا شعر کامیابی پر مری کچھ آسماں کو رشک ہے ؛ اس لئے مجھ پر ستم کرتا ہے ہر دم آسماں۔ نثار شعر اُسکے پانوں سے لگی رہتی ہے دن رات حنا ؛ خوب دنیا میں بسر کرتی ہے اوقات حنا + دوم توشیع۔ اول ایک معدود ذکر کر کے بعدہ اس کی تفسیر لاویں۔ قائم شعر دو چیز ہیں یادگار دوراں ؛ تیر ستم اپنی جانفشانی شہیدی شعر آٹھ بوسوں پر ہوں نوکر اک بت او باش کا ؛ صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو + سوم تکرار کلمہ کسی نکتہ کے لئے مثلاً تاکید۔ مومن شعر نہ جاؤں گا کبھی جنت کو میں نہ جاؤں گا ؛ اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا + چہارم ایغال یعنی آخر کلام میں کسی نکتہ کے لئے ایسی لفظ لاویں جس کے بغیر اصل معنی تمام ہو سکیں خواہ وہ نکتہ مبالغہ ہو۔ غالب شعر نالہ جاتا تھا پرے عرش کے میرا اور اب ؛ لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے + جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے بقصد مبالغہ ہے خواہ وہ نکتہ تحقق تشبیہ ہو۔ ظفر شعر کیا کیجے ولا سیر اب اس بحر جہاں کی ؛ ہستی ہے ہوا مثل حباب ایک نفس میں (ایک نفس میں) اس لئے لکھا کہ تشبیہ کامل ہو جائے۔ پنجم تذئیل۔ یعنی ایک جملہ کے بعد دوسرا جملہ مشتمل اُسی معنی پر بقصد تاکید لانا خواہ جملہ دوم ضرب المثل ہو یا نہ ہو۔ حسرت شعر مجھ کو تجھ سے خدا جُدا نہ کرے ؛ میں ہوں تجھ سے جُدا خدا نہ کرے + ظفر شعر ہمارے آگے ہے ذکر اگلے دوستداروں کا ؛ پرانے مُردوں کی وہ ہڈیاں اُکھاڑتے ہیں + ششم تکمیل۔ یعنی اول کلام میں جو شبہ ہوتا ہو اُس کو دوم کلام سے دفع کرنا۔ لا اعلم شعر ظاہر میں دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہیں ؛ آئے مگر وہ خواب میں سو خواب ہی نہیں + اول کلام سے شبہ ہوتا تھا کہ شاعر کو خواب آتا ہوگا سو (خواب ہی نہیں) سے شبہ رفع ہو گیا۔ ہفتم تتمیم۔ کسی کلام میں کسی غرض مثل مبالغہ کے لئے کسی قدر لفظ زیادہ کریں۔ غالب شعر جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ وا ہو ؛ تو وا کرے اُس عقدے کو سو بھی باشارت + (سو بھی باشارت) سے صرف مبالغہ پیدا ہوا یا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (اپنی آنکھوں سے) تتمیم ہے ظفر شعر ہزاروں میں وہ مہ لقا ایک ہے ؛ قسم ہے خدا کی خدا ایک ہے + خدا ایک ہے دوبارہ قسم بطور تاکید قسم کے ہے۔ ہشتم۔ اعتراض۔ یعنی درمیان کلام کے ایک جملہ

لانا کسی نکتہ کے لئے سوائے دفع ایہام کے مثلاً تقدیس کے لئے۔ جیسے اللہ (جل شانہ) فرماتا ہے میر شعر
اعجاز منہ تکے ہے ترے لب کے کام کا ✤ کیا ذکر یاں مسیح علیہ السلام کا + یا تعجب کے لئے۔ جیسے آپ کو
(اللہ اکبر) اس قدر غرور ہے۔ یا دعا۔ نواب مرزا لکھنوی ؎شعر جلوہ حُسن رشک شعلۂ طور ✤ چشم بد دور
آنکھ ہوتی چور۔ ہوشیار ؎شعر سوائے اس دلِ کمبخت کے کہ ہو جیو خوار ✤ کہاں نصیب کسی کے کہ تجھ پہ شیدا ہو +
یا توصیف۔ ہوشیار ؎شعر تری صفائی رُخ پر کہ ہے وہ حور فریب ✤ یقین لائے وہی جس نے تجھ کو دیکھا ہو۔

باب دوم علم بیان میں

علم بیان وہ ہے کہ جس کو مستحضر رکھنے سے ایک معنی کو کئی طریق سے لکھ سکیں کہ ان میں سے کوئی طریق معنی مطلوب پر دلالت[1] واضح رکھتا ہو اور کوئی واضح تر۔ اور دلالت تین قسم پر ہے اگر لفظ تمام معنی موضوع لہٗ پر دلالت کرے وہ وضعی ہے جیسے دلالت لفظ شیر کی جانور معروف پر اور اگر لفظ جزو موضوع لہٗ پر دلالت کرے وہ تضمنی ہے جیسے دلالت لفظ انسان کی حیوان پر نہ حیوان ناطق پر جو اُس کے کُل معنی ہیں اور اگر لفظ اُس معنی پر دلالت کرے جو حقیقت موضوع لہٗ سے خارج ہے لیکن لازم اُس کے ہو وہ التزامی ہے جیسے دلالت لفظ شیر کی شجاع پر اور جیسے دلالت لفظ انسان کی ضاحک یا کاتب پر۔ دلالت وضعی کو دلالت مطابقہ اور تضمنی اور التزامی کو عقلیہ بھی کہتے ہیں پس ظاہر ہے کہ علم بیان میں بحث صرف دلالت تضمنی اور التزامی سے ہے اس لئے کہ دلالت وضعی واضح اور اوضح نہیں ہو سکتی کیونکہ لفظ شیر اور اسد

---

[1] دلالت اس طرح ہونا کسی چیز کا ہے کہ اُس کے جاننے سے دوسری چیز جان لی جائے اول چیز کو دال کہتے ہیں دوسری کو مدلول جیسے دھواں ہونے سے آگ کا ہونا جانا جاتا ہے پس دھواں دال ہے آگ مدلول۔ اور دلالت تین قسم کی ہے۔ وضعی جس میں وضع کو دخل ہو عقلی کہ بمقتضائے عقل ہو۔ طبعی کہ بسبب اقتضائے طبع ہو اور ہر ایک دو قسم ہے۔ لفظی اور غیر لفظی۔ وضعی لفظی جیسے دلالت لفظ زید کی شخص معلوم کی ذات پر۔ وضعی غیر لفظی چار قسم ہے۔ خطوط۔ اشارات۔ نصب۔ عقود۔ کہ ان سے بدون تلفظ معنی مفہوم ہوتے ہیں۔ خطوط جیسے حروف کتابی۔ اشارات جو اعضا سے کیے جاتے ہیں اور ان سے کوئی معنی مفہوم ہوتے ہیں۔ مثلاً سر ہلانا انکار پر وغیرہ نصب جو کسی مقدار مسافت پر دلالت کرتے ہیں جیسے لاٹ۔ پہاڑ۔ درخت۔ گنبد۔ منارہ۔ تکیہ۔ فرسنگ میل وغیرہ نشان کہ سرراہ ہوں جہاں وہاں پہونچنے سے مقدار مسافت طے شدہ کی بلا تلفظ معلوم ہو جاتی ہے عقود یعنی مفاصل انگشتان دست کہ شمار اور تعداد پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ ترتیب مقررہ عقلی لفظی جیسے پس دیوار سے کوئی شخص کچھ لفظ بامعنی خواہ بے معنی کہے سامع کو دریافت ہو جائیگا کہ فاعل اسکا آدمی ہے جانور نہیں عقلی غیر لفظی جیسے دلالت مصنوعات کی وجود صانع پر یا دلالت آگ کی دھوئیں کے وجود پر یا دلالت دھوئیں کی حرارت پر طبعی لفظی جیسے حرارت لفظ اُح کی درد سینہ پر اگرچہ واضع نے لفظ اُح اُح کے معنی درد سینہ کے نہیں وضع کیا ہے مگر صدور اُس لفظ کا بسبب اضطرار اور اقتضائے طبیعت کے ہے اور انتقال اس لفظ سے طرف مدلول یعنی درد سینہ کے عقلی نہیں بلکہ طبعی ہے یعنی ممارست عادت طبیعت کی اور طبیعت اُح اُح سننے سے لافظ کی بیماری درد سینہ پر آگاہ ہوتی ہے طبعی غیر لفظی جیسے دلالت سرعت نبض کی تپ پر یا سرخی رنگ چہرہ کی غصہ یا خجالت پر اور سفیدی اس کے خوف پر یہ بیان دلالت کا مطابق اصطلاح منطقیین کے ہوا اور مطابق اصطلاح علماء علم بیان کے متن میں درج ہے۔ ۱۲

اور ضعیف معنی موضوع لہ پر سب یکساں دلالت کرتے ہیں نہ واضح اور اوضح پس یہ علم لغت سے متعلق ہے نہ علم بیان سے البتہ دلالات اخیرہ میں ممکن ہے کیوں کہ دلالت التزامی میں ممکن ہے کہ ایک ملزوم کے چند لوازم ہوں کہ بعض بسبب قلت وسائط کے ملزوم کے قریب ہوں اور بعض بسبب کثرت وسائط کے اُس سے بعید پس یہی قرب وبُعد باعث وُضوح اور خفا کا ہوجائے گا جیسے لمبے انگرکھے والا بمعنے شخص دراز قد دلالت التزامی بے واسطہ ہے اور بہت راکھ والا بمعنی مہمان دوست اس میں کئی واسطے ہیں کیونکہ بہت راکھ لازم بہت لکڑی جلنے کی ہے اور بہت لکڑی جلنا لازم بہت روٹی پکنے کی اور وہ لازم کثرت مہمان کی اور وہ لازم مہمان دوست ہونے کی ہے پس اول دلالت بہ نسبت دوم واضح تر ہے علی ہذا القیاس ممکن ہے کہ ایک لازم کو چند ملزوم ہوں مثلاً سفیدی لازم ہے برف اور شیر اور عاج اور بط وغیرہ میں یہ جائز ہے کہ لزوم سفیدی کا بعض ملزوموں کی نسبت اوضح ہو اور بعض کی نسبت اوضح اور دلالت تضمنی میں ممکن ہے کہ کسی شے کے چند جزو ہوں اور چند جزو جزو پس جزو اُس شے پر دلالت واضح تر کریگا بہ نسبت جزو جزو کے اُس شے پر مثلاً حیوان کی دلالت جسم پر واضح تر ہے بہ نسبت دلالت انسان کے جسم پر غرض کہ علم بیان میں لوازمات معنی کو اعتبار کرنا چاہیے اور کبھی لزوم دونوں طرف سے ہوتا ہے جیسے امام ومقتدی میں کیونکہ امام بغیر مقتدی کے نہیں ہوسکتا اور مقتدی بغیر امام کے نہیں کہلایا جاسکتا اور کبھی ایک طرف جیسے علم وحیات اور جرأت شیر میں کیونکہ جرأت کو شیر لازم نہیں اور شیر کو جرأت لازم ہے اب واضح ہو کہ جب کوئی لفظ معنی موضوع لہ کے واسطے استعمال کیا جائے اُس کو حقیقت[1] کہتے ہیں اور اگر معنی غیر حقیقی کے واسطے استعمال کریں اُس کو مجاز

[1] حقیقت دلالت کرنا کلمہ کا ہے بذاتہ اپنے وضعی معنے پر موافق اُس اصطلاح کے جس میں گفتگو منظور ہو مثلاً اصطلاح لغت یا شرع یا عرف مجاز دلالت کرنا کلمہ کا ہے معنی غیر موضوع لہ پر بلحاظ قرینہ دونوں کی چار چار قسمیں ہیں لغوی شرعی عرفی خاص عرفی عام حقیقت لغوی وہ جس معنی کے واسطے لغت میں وضع کیا گیا ہے حقیقت شرعی وہ جس[عہ] کے واسطے شرع میں وضع کیا گیا ہو حقیقت عرفی خاص وہ جس معنے کے واسطے کسی خاص فرقہ کی اصطلاح میں وضع کیا گیا ہو مثلاً صرف ونحو ومنطق وغیرہ حقیقت عرفی عام۔ وہ جس معنی کے واسطے اصطلاح عام میں وضع کیا گیا ہو اور اسی طرح مجاز کے اقسام مجاز لغوی مجاز شرعی مجاز عرفی خاص مجاز عرفی عام۔ مثلاً شیر بمعنی درندہ معروف حقیقت لغوی ہے اور بمعنی مرد بہادر مجاز لغوی اور لفظ صلوٰۃ کے معنی اصطلاح شرع میں نماز کے ہیں پس شرع میں اُس معنی پر استعمال کرنا حقیقت شرعی ہے اور اُس اصطلاح میں معنی لغوی دعا پر استعمال کرنا مجاز شرعی اور لفظ فعل کے معنی اصطلاح صرف میں ماضی مضارع وغیرہ کے ہیں پس اصطلاح صرف میں یہ معنی مراد رکھنا حقیقت عرفی خاص ہے اور اُسی اصطلاح میں لغوی معنی کرنے کی مراد رکھنا مجاز عرفی خاص ہے اور لفظ دابہ عرف عام میں بمعنی حیوان چار پایہ کے ہے پس اس معنی پر استعمال کرنا حقیقت عرفی عام ہے۔ اور اگر مثلاً بمعنی انسان استعمال کریں تو مجاز عرفی عام ہوگا ۔ ۱۲

[عہ] جس معنے کے لئے لفظ کی وضع کی گئی ہو۔

مگر اس صورت میں معنی حقیقی اور مجازی میں کچھ علاقہ ضرور ہوگا اور مجاز میں جب کہ معنی موضوع لہٗ متروک ہوں پس اگر وہ علاقہ تشبیہ کا ہے اُس کو استعارہ اور اگر اور کچھ علاقہ مثل لزوم و سببیت وغیرہ کا ہے اُس کو مجاز مرسل کہتے ہیں اور اگر معنی موضوع لہٗ کا بھی ارادہ جائز ہو اُس کو کنایہ کہتے ہیں جیسے استعمال لفظ نرگس کا بجائے چشم استعارہ ہے اور استعمال لفظ قارورہ کا بول مریض پر مجاز مرسل ہے چونکہ بول مریض کا اکثر قارورے یعنی شیشی میں رکھتے ہیں پس یہاں علاقہ معنی حقیقی مجازی میں ظرفیت کا ہے اور لمبے انگرکھے والا بمعنی دراز قد کنایہ ہے مثال استعارہ میں مراد صرف چشم سے ہے نہ نرگس سے علیٰ ہذا القیاس مجاز مرسل میں صرف بول سے نہ شیشی سے مگر کنایہ میں شخص دراز قد کے سوائے اگر لمبا انگرکھا ہونا مراد کریں تو بھی جائز ہے پس چونکہ استعارہ منحصر ہے ادراک ماہیت تشبیہ پر لہٰذا مدار[1] علم بیان کا چار چیز پر ہے تشبیہ استعارہ مجاز مرسل کنایہ اب ہر ایک کا بیان ایک ایک فصل میں ہوتا ہے ۔

فصل اول تشبیہ[عا] کے بیان میں تشبیہ عبارت دلالت مشارکت[2] دو چیز سے ہے ایک معنی پر ان دونوں کو اطراف تشبیہ یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کہتے ہیں اور معنی مشترک وجہ شبہ ضرور ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ اگر حقیقت میں مشترک ہوں گے تو صفت میں مختلف اور یا بالعکس کیونکہ اگر حقیقت اور صفت دونوں میں اختلاف نہ ہوگا تو تشبیہ باطل ہو جائے گی اور صفت وجہ شبہ مشبہ میں کم اور مشبہ بہ میں زیادہ ہونا چاہیئے ورنہ تشبیہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور تشبیہ سے جو مطلب متکلم کا ہوتا ہے اُس کو غرض تشبیہ کہتے ہیں اور جو لفظ دلالت تشبیہ پر کرتا ہے اس کو ادات تشبیہ کہتے ہیں ۔ پس واضح ہو کہ ارکان تشبیہ کے پانچ چیزیں ہیں ۔ مشبہ[1] مشبہ بہ[2] وجہ شبہ[3] غرض تشبیہ[4] ادات تشبیہ[5] جیسے پھول سا چہرہ یہاں چہرہ مشبہ اور پھول مشبہ بہ رنگینی وجہ شبہ اظہار خوب روئی معشوق غرض تشبیہ اور لفظ سا ادات تشبیہ ہے اب بیان ان اصول پنجگانہ کا چار قسم میں کیا جاتا ہے ۔

قسم اول بیان مشبہ و مشبہ بہ [عا] مشبہ و مشبہ بہ کبھی دونوں حسی ہوتے ہیں یعنی جو کسی حس[3] سے منجملہ حواس پنجگانہ

---

[1] اس تقریر سے تشبیہ مقاصد اصلی بیان سے نہیں ثابت ہوتی ہے بلکہ فروع اور لوازم میں سے ہے مگر بعض محققین کی رائے ہے کہ جب معنی موضوع لہٗ متروک ہوں اُسکے دو اقسام ہیں استعارہ و مجاز مرسل حسب بیان متن میں اور جب معنی موضوع لہٗ کا بھی ارادہ ہے اُس میں بھی اگر علاقہ مشابہت کا ہے اُس کو تشبیہ کہتے ہیں اگر اور کچھ علاقہ ہو تو کنایہ اس صورت میں تشبیہ بھی داخل اصول اربع علم بیان ہوگی اور تشبیہ میں ارادہ ہر دو معنی موضوع لہٗ اور غیر حقیقی کا وہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب کہیں کہ اُس کا چہرہ مثل چاند کے ہے پس یہاں سوائے معنی وضعی کے اور بھی معنی مراد ہیں یعنی نہایت حسین اور منور ہے اور یہ معنی لازمی ہیں اور واضح ہو کہ کسی شئے کو حسین منور دوسرے طریق سے یوں کہہ سکتے ہیں مثل چاند کے ہے اور یہ بہ نسبت اُس کے کم واضح ہے اور یہ علم متعلق علم بیان کے ہے [2] مگر مشارکت بطور استعارہ یا صنعت تجرید کے نہ ہو دونوں کا بیان آگے آئے گا ۱۲ [3] باعتبار باصرہ جیسے رخسار کی گل سے سامعہ جیسے آواز مرغ کی نغمہ سے ۔ ذائقہ جیسے آب شیریں کی شہد سے لامسہ جیسے بدن کی حریر سے ۔ شامہ جیسے بوئے زلف کی بوئے مشک سے ۔ ۱۲

[عا] جو چیز مشابہ کی گئی [عا] جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ۔ ۱۲

ظاہری کے مدرک ہوں۔ حکیم تصدق حسین خاں لکھنوی شعر سرو ساقد تو گل سے رخسارے ؛ شانے بازو بھرے بھرے سارے + کبھی دونوں عقلی مستزاد[1]۔ ظفر شعر ہے حیاتِ ابدی گر ہو شہادت حاصل ترے ہاتھوں قاتل ؛ تیرے آبِ دمِ شمشیر کو تیر البسمل سمجھے ہے آبِ بقا + تشبیہ شہادت کی حیاتِ ابدی سے ہے یہ دونوں مدرک بعقل ہوتے ہیں اور کبھی مشبہ عقلی مشبہ بہ حسی جیسے ع آبِ رواں سمجھا اسے عمرِ رواں نہیں + ومشبہ حسی مشبہ بہ عقلی جیسے تشبیہ عطر کی خلق کریم سے اور کبھی ایک حسی اور ایک عقلی بھی ہوتے ہیں اور نیز کبھی دونوں مفرد ہوتے ہیں جیسے امثلہ[2] بالا میں کبھی ایک مفرد دوسرا مرکب۔ شعر نہ کر ساقی مجھے مائل کہ مینا میری نظروں میں ؛ لگے ہے مثل خاکستر کہ اُس میں آگ پنہاں ہے۔ غالب شعر بٹتے ہیں سونے روپے کے چھلے حضور میں ؛ ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند۔ یوں سمجھئے کہ بیچ سے خالی کئے ہوئے۔ لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بیشمار چاند + چھلے کی تشبیہ ایسے چاند و سورج سے ہے جو بیچ سے خالی کیے ہوں۔ ذوق شعر رُخِ گلرنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ ؛ کیا تماشا ہے کہ بن جائے ہے مونگا گوہر ؛ عرق کا قطرہ رُخِ گلرنگ پر مشبہ مرکب مونگا مشبہ بہ مفرد ہے کبھی دونوں مرکب یعنی ایک ہیأت مجموعی مفرد ہو دوسری ہیأت مجموعی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ سودا شعر زلفیں بکھری ہوئی یوں چہرے پہ کھاتی تھیں بل ؛ جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹیں دو بالک +

---

[1] مثل حواس ظاہری پانچ حواس باطنی بھی ہیں حس مشترک خیال وہم حافظہ متخیلہ یا متفکرہ یا متصرفہ جو شے حواس ظاہری سے محسوس ہوتی ہے حس مشترک اُس کو اقتباس و اخذ کرتا ہے اور اپنے خزانہ یعنی خیال میں جمع رکھتا ہے خیال حس مشترک کے مغیبات کو جمع رکھتا ہے گویا اُسکا خزانہ ہے وہم معلوم کرتا ہے خاص معنی خاص صورت میں مثلاً دشمنی گرگ کی گوسفند کے ساتھ ہر چند کسی بکری نے بھیڑیا نہ دیکھا ہو مگر جب دیکھے گی فوراً اُس کو اپنا دشمن تصور کرے گی۔ اور محبت ماں باپ کی بیٹے کے ساتھ یا خوف بھوت وغیرہ کا مکان خالی میں یا وسواس کرنا مردے سے یا تصور روح و فرشتہ و جن و پری وغیرہ حافظ خزانہ وہم کا ہے جیسے خیال حس مشترک کا قوت متخیلہ مدرکات خیالی و مدرکات و مخترعات وہم کو ترکیب یا تحلیل کرتی ہے مثلاً دس سر کا آدمی یا بغیر سر کا آدمی یا یاقوت کا نیزہ یا ایک جانور جس کے پر زمرد کے ہوں اور یاقوت کی منقار اور موتی کی آنکھیں اگرچہ یہ اشیا مفقود ہیں مگر اجزا ان کے محسوسات ظاہری سے مقتبس ہوتے ہیں جن کو قوت متخیلہ نے مدرکات خیال سے اخذ کیا ہے یا بھوت بشکل کسی جانور سبع کے سمجھ کر اُس کے بڑے بڑے دانت تصور کرنا یہ بالکل اختراع وہم ہے اور خارج میں وجود نہیں گو اگر یہ اشیا موجود ہوتیں تو اجزا ان کے محسوس بحواس ظاہری ہوتے اور علمائے بلاغت خیالی کو داخل حسیات کرتے ہیں اور وہمیات کو داخل عقلی مثال خیالی امانت شعر سرو سے سینہ پر کب ہیں سر پستاں پیدا ؛ ہوئے گلشن میں اناروں سے سپستاں پیدا + زار سے سپستاں پیدا ہونا کسی نے نہیں دیکھا مگر اجزائے محسوسہ سے مرکب ہے مثال باہمی ذوق شعر نقطۂ قافِ قلم سے ہو جو تیرے ہمسر ؛ قاف تک قاف سے ہو بیضۂ عنقا گوہر + بیضۂ عنقا محض اختراع واہمہ ہے کیونکہ واہمہ نے عنقا کو طاہر سمجھ کر اُسکا بیضہ تصور کر لیا اور وجدانیات یعنی جو چیزیں دل میں پائی جاتی ہیں مثل لذت و رغبت و الم و اشتہا و سیری وغیرہ کو بھی داخل عقلی کیا ہے مثلاً غم عشق کی تشبیہ لذت سے مؤلف شعر ہے غم عشق بھی عجب لذت ؛ نہیں ہوتی کبھی طبیعت سیر ۱۲

[2] مفرد میں بھی کبھی دونوں غیر مقید ہوتے ہیں جیسے تشبیہ چشم کی نرگس کے ساتھ کبھی دونوں مقید جیسے سعی بیفائدہ کی نقش رو بر آب سے سعی میں۔ بیفائدہ کی نقش میں روے آب کی قید ہے۔ یا رخسار عرقناک کی گل شبنم آلودہ سے ضمیر شعر میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال ؛ چشم خواب آلود اُس کی فتنۂ بیدار ہے + کبھی ایک مقید دوسرا غیر مقید جیسے تبسم کی برق خنداں سے و یا رخسار رنگیں کی گل سے نصیر شعر دلِ پُر داغ سے مت آنکھ لڑایا کیجے ؛ دیکھو چیتے سے نہ آہو کو لڑایا کیجے + دلِ پُر داغ کی چیتے سے تشبیہ ہے۔ لطافت شعر ہے کون سبزہ رنگ خراماں کہ رشک سے ؛ چوں شمع سبزہ جلتا ہے ہر سرو باغ کا۔ منہ ۱۲

کبھی دونوں متعدد یعنی کئی مشبہ و مشبہ بہ یہ دو قسم ہے ایک تشبیہ ملفوف یعنی اول چند مشبہ بعدہٗ چند مشبہ بہ ذکر کریں نصیر شعر نہا کے افشاں جو جبیں پہ نچوڑو زلفوں کو بعد اُسکے ٭ دکھاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمیں پہ باراں + دوم تشبیہ مفروق یعنی ایک مشبہ مع مشبہ بہ کے ذکر کریں بعدہ دوسرا مشبہ و مشبہ بہ وعلیٰ ہذا القیاس منشی شعر چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت ٭ اس لیے لوگ تمھیں آفت جاں کہتے ہیں + کبھی ایک واحد دوسرا متعدد یہ بھی دو قسم ہے ایک تشبیہ جمع جس میں مشبہ واحد ہو مشبہ بہ متعدد محمود شعر ہے زلف یا دھواں ہے یہ شمع جمال کا ٭ اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا + یا ابر آفتاب کے پہلو میں آ گیا + پیدا ہے یا کہ شام غریباں یہ یہ ملا + دوسری تشبیہ تسویہ جس میں مشبہ متعدد مشبہ بہ واحد ہوشیار شعر قد مرا اور تیرے ابرو کج ٭ دیکھ خمیدہ ہے کماں کردار +

قسم دوم بیان وجہ شبہ - وجہ شبہ کبھی حسی ہوتی ہے کبھی عقلی اور نیز وجہ شبہ کبھی واحد ہوتی ہے کبھی متعدد کبھی مرکب[1] بمنزلہ واحد - اور واحد حسی تب ہوگی جب طرفین حسی ہوں جیسے سرخی تشبیہ رخسار و گل میں اور واحد عقلی میں ضرور نہیں خواہ طرفین حسی ہوں خواہ عقلی خواہ مختلف جیسے جرأت تشبیہ زید و شیر میں (طرفین حسی ۱۲) اور ہدایت تشبیہ علم و نور میں (طرفین عقلی ۱۲) اور حلاوت تشبیہ شراب کوثر میں (طرفین مختلف ۱۲) یا بالعکس اور متعدد میں کبھی تمام اجزا وجہ شبہ حسی ہوتے ہیں کبھی تمام عقلی کبھی بعض حسی بعض عقلی جیسے سرخی رنگ و ملائمت تشبیہ رخسار و گل میں اور درازی و سیاہی تشبیہ زلف و شب میں اور راستی اور بلندی تشبیہ قد و سرو میں تمام اجزا حسی ہیں + سودا شعر بساں دانۂ روئیدہ ایک بار گرہ ٭ کھلی جو کام سے میرے پڑی ہزار گرہ + اپنے دونوں حال یعنی ابتدا میں قدرے آسان ہو جانے اور پھر زیادہ تر دشوار ہو جانے کام کو دانہ کی دونوں حال سے تشبیہ دی جو مدرک بہ عقل ہوتے ہیں نہ مجموع کو مجموع سے کما لایخفی علی المتامل یا تشبیہ کسی حکیم کی جالینوس سے کہ تیز فہمی و دوا شناسی وغیرہ وجہ شبہ عقلی ہیں - سودا شعر (در تشبیہ پستان ۱۲) یا وہ معجون مبہی کی ہیں ڈبیاں دونوں ٭ آئے ہے جان میں چھیڑے سے جسے روح ملک + مدور ہونا اور بھرا ہونا دو وجہ شبہ حسی ہیں رغبت دلانا جانب جماع وجہ شبہ عقلی ہے اور وجہ شبہ مرکب بمنزلہ واحد حسی ہوتا ہے یا عقلی اور حسی میں طرفین کبھی مفرد ہوتے ہیں کبھی مرکب کبھی مختلف جیسے تشبیہ دہن معشوق میں غنچہ کے ساتھ (طرفین مفرد ۱۲) شکل و تنگی و خوشنمائی ہر سہ بمنزلہ واحد ہو کر وجہ شبہ میں سودا شعر زلفیں بکھری ہوئی یوں چہرے پہ مانگیں تھیں دل ٭ جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹیں دو بالک (طرفین مرکب ۱۲) + وجہ شبہ دو چیزوں کا ایک چیز پر گرد ہو جانا امر مرکب ہے ممتاز شعر ہمارے رشتے سے دل کا بخار اُٹھتا ہے ٭ کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اُٹھتا ہے -

---

[1] وجہ شبہ متعدد و مرکب میں فرق یہ ہے کہ مرکب میں جب تک تمام اجزا مشبہ بہ نہ لئے جاویں تب تک تشبیہ درست نہ ہوگی جیسے ایک کھلونے پر دو لڑکوں کا جھگڑا کرنا کیونکہ فقط لڑکوں سے تشبیہ نہیں ہو سکتی اور متعدد میں یہ قید نہیں بلکہ ایک صفت بھی اگر لے لی جائے تو درست ہے مثلاً صرف سرخی رنگ تشبیہ رخسار و گل میں یا صرف ملائمت ۱۲۔

ذوقؔ شعر پیل تیرا گل سوسن کا بڑا اک انبار ؎ گل مہتاب کے گلدستے ہیں دنداں اُس کے +
(مشبہ مفرد ۱۲ — مشبہ بہ مرکب ۱۲)
وجہ شبہ سیاہ رنگ کا بکثرت جمع ہو جانا مرکب ہے مثال وجہ شبہ مرکب عقلی جیسے عالم بے عمل کی تشبیہ
گدھے سے جس پر کتابیں لدی ہوں وجہ شبہ مستفید نہ ہونا شے مفید سے باوصف تحمل مصائب اُسکے
سبب سے اور جس تشبیہ میں ایک ہیأت مجموعی کی دوسری ہیئت مجموعی سے تشبیہ دی جائے اور
وجہ شبہ مرکب عقلی ہو اُس کو تشبیہ مرکب یا ممثل کہتے ہیں کبھی دو شے متضادہ کو بطور طنز و ظرافت کے
تشبیہ دیتے ہیں اُس میں معنی متضادہ وجہ شبہ ہوتے ہیں جیسے بخیل کی تشبیہ حاتم کے ساتھ واضح ہو
کہ وجہ شبہ یعنی معنی مشترک درمیان مشبہ و مشبہ بہ کے جو تشبیہ میں شاعر نے قصد[1] کی ہے ایک صفت ہوتی ہے
خواہ حقیقی خواہ اضافی خواہ اعتباری صفت حقیقی وہ جو داخل ذات مشبہ و مشبہ بہ ہو۔ وہ دو قسم ہے۔
ایک حسی یعنی کیفیات جسمانی جیسے رنگ و شکل و مقدار و حرکت و آواز و مزہ و بو و سختی و صفائی و نرمی
و ثقل و خفت و گرمی و سردی و خشکی و تری وغیرہ دوم عقلی یعنی کیفیات نفسانی مثل ذکاوت و علم و
معرفت و قدرت و کرم و سخاوت و بخل و حلم و غضب و شجاعت وغیرہ صفت اضافی وہ جو ذات
میں ثابت و متقرر نہ ہو بلکہ متعلق ہو جیسے برہان کی آفتاب سے تشبیہ میں وجہ شبہ ازالہ حجاب ہے جو داخل ذات
نہیں بلکہ دونوں سے متعلق ہے صفت اعتباری وہ کہ نہ داخل ذات ہو نہ متعلق بلکہ صرف عقل نے اعتبار
کر لیا ہو۔ جیسے تشبیہ غول کی درندہ کے ساتھ کہ اُس کی شکل اور دانت کو صرف واہمہ نے اعتبار کر لیا ہے
واقعی نہیں اور معلوم ہو کہ جس تشبیہ میں وجہ شبہ مذکور ہوتی ہے اُس کو مفصل کہتے ہیں ورنہ مجمل جیسے
نسیمؔ شعر گول اُسکے ستون تھے ساعد حور ؎ چلمن مژگاں چشم مخمور + اگر کوئی وصف مشبہ یا مشبہ بہ کا ایسا
مذکور کریں جس سے وجہ شبہ کی طرف اشارہ ہو تو بھی مجمل ہے جیسے مصرع اول میں ستون کی صفت گول
واقع ہے اور باعتبار وجہ شبہ تشبیہ دو قسم ہے ایک قریب مبتذل دوسری بعید غریب۔ اول وہ جس کی
وجہ شبہ امر مشہود ہو فوراً ہر ایک کی سمجھ میں آ جائے یعنی جو تشبیہ بکثرت مستعمل ہو جیسے قد کی سرو۔ دانت
کی موتی کے ساتھ۔ دوم وہ جو بلا خوض و فکر فوراً مفہوم نہ ہو۔ اور تشبیہ مبتذل بسبب بعض تصرفات کے
غریب ہو جاتی ہے اول تشبیہ مشروط یعنی مشبہ اور مشبہ بہ یا دونوں کو کسی شرط کے ساتھ مقید کرنا۔
غمگینؔ شعر ثمریں دیکھتا گر سرو میں ماہ منور کا ؎ تو ہمسر سرو کو قد سے ترے او دلربا کہتا + دوم تشبیہ اضمار
یعنی اس طرح تشبیہ دینا کہ تشبیہ معلوم نہ ہو۔ ہوشیارؔ شعر تیرہ کس واسطے ہے میرا بخت ؎ کیا ہے وہ زلف تیرہ چون شب تار

---

[1] کیونکہ معنی مشترک بہت ہوتے ہیں جو مقصود نہیں مثلاً تشبیہ زید و شیر میں حیوانیت و جسمیت و مقبرہ بھی معنی مشترک
ہیں مگر وہ مقصود نہیں — ۱۲

سوم تشبیہ تفضیل وہ ہے کہ ایک شے کو کسی شے سے تشبیہ دیں بلا ذکر وجہ شبہ کے اور پھر مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح دیں بعد رجوع کے۔ ہوشیار شعر تو ہے گل اور نہیں کہ ہے دایم ÷ تجھ سے خرم رُخ گل گلزار + معشوق کو گل سے عام طور پر تشبیہ دی پھر اُس کی فضیلت کی وجہ سوائے وجہ شبہ کے بیان کی۔

قسم سوم بیان غرض تشبیہ۔ کبھی امکان وجود مشبہ غرض ہوتی ہے جہاں کہ ادعا اُسکے امتناع کا بھی ممکن ہو۔ ظفر شعر دل لگے اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا ÷ لگے جز شمع نہ پروانہ کی مہتاب سے لاگ + اگرچہ ممتنع معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو دوسرا حسین پسند نہ آئے مگر تشبیہ سے یہ امر ممکن ہو گیا کبھی صرف بیان حال و وصف مشبہ مقصود ہوتا ہے مثلاً ایک کپڑے کو دوسرے کپڑے سے تشبیہ دیں سیاہی یا سفیدی میں۔ کبھی بیان حال مقدار مشبہ غرض ہوتی ہے از روے قلت و کثرت مثلاً تشبیہ کمر کی نقطہ اور زلف کی عمر خضر اور روز وصل کی مدت قلیل اور شب ہجر کی روز قیامت کے ساتھ۔ کبھی حال و شان مشبہ کو ذہن نشین سامع کرنا غرض ہوتی ہے مثلاً پتھر کی لکیر مضبوط عہد کے لئے۔ ظفر شعر کتابوں میں لکھا ہے کیا بہت لکھ لکھ کے دھو ڈالیں ÷ ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہے تیرا فرمانا + جرأت شعر دل کو ہر چند میں سمجھایا کہ او خانہ خراب ÷ جان اس ہستی موہوم کو تو نقش بر آب + ولہ شعر بشکل مہر ہے گردش ہی ہم کو سارے دن ÷ جو تم پھر آؤ تو پیارے پھریں ہمارے دن + کبھی تزئین مشبہ نظر سامع میں غرض ہوتی ہے مثلاً چہرے کی شمع سے دانت کی موتی سے لب کی یاقوت سے۔ امانت شعر ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا ÷ گہر و نیلم و یاقوت کو یکجا دیکھا + کبھی مذمت و تقبیح مشبہ نظر سامع میں۔ نسیم شعر زنبور سیاہ خال اُس کے ÷ برگد کی جٹائیں بال اُس کے + سودا شعر رنگ دہن اُسکا ہے یوں پو و قیر ÷ جیسے کہ جلاب کا دست اخیر + کبھی اظہار ندرت اور استطراف مشبہ غرض ہوتی ہے خواہ مشبہ بہ فی نفسہ نادر اور طرفہ ہو۔ امانت شعر پھول سے سینہ پہ کب سے سر پستاں پیدا ÷ ہوئے گلشن میں اناروں سے سپستاں پیدا + خواہ مشبہ بہ فی نفسہ نادر نہ ہو مگر مشبہ کی حالت میں اُس کے سبب سے ندرت ظاہر ہو۔ سودا شعر زلفیں بکھری ہوئی یوں چہرے پہ کھاتی تھیں بل ÷ جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹیں دو بالک + انوار شعر جنبش مژگاں نہیں انوار چشم یار پر ÷ کھینچ رہا ہے بادکش یہ سردم بیمار پر + کبھی غرض تشبیہ متعلق بہ مشبہ بہ ہوتی ہے اُس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جس میں وجہ شبہ ناقص ہو اُس کو مشبہ بہ کریں۔ امانت شعر نقشہ ہے روے گل میں اگر روے یار کا ÷ شمشاد سایہ ہے قد دلجوے یار کا + یہاں اظہار اس امر کا مقصود ہے کہ قد یار شمشاد سے زیادہ ہے راستی میں۔ دوم تشبیہ اظہار مطلوب یعنی شے مرغوب و مطلوب کو جس کا اہتمام منظور ہے مشبہ بہ کریں جیسے بھوکا چاند کو روٹی سے

تشبیہ دے - ذوق شعر کوندی ہے جو بجلی تو یہ سوجھی ہے نشہ میں ٭ ساقی نے مئے تیز یہ آتش پُر اڑائی +
واضح ہو کہ تشبیہ میں مشبہ کو مشبہ بہ سے وجہ شبہ میں کامل اور فائق کرنا مقصود ہوتا ہے - اور جہاں
مساوی کرنا دونوں کا مقصود ہو اُس کو تشابہ کہتے ہیں - عیشی شعر دل گرفتہ ہوں کروں گا ہو کے میں
آزاد کیا ٭ مجھ کو یکساں ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا + اور کبھی یہ بطور تشبیہ عکس کے بھی ہوتا ہے -
ہوشیار شعر میں ہوں لاغر تری کمر کی طرح ٭ ہے کمر تیری جیسا میں ہوں نزار -

قسم چہارم ادات تشبیہ جب تشبیہ میں ادات تشبیہ ہوتے ہیں اُس کو مرسل[1] اور جس میں نہیں ہوتے
اُس کو موکد کہتے ہیں اور الفاظ تشبیہ مستعملۂ اُردو - سا - مانند - جیسا - جوں - چوں - نظیر - مقابل
مشابہ - برابر - مثل - گویا - عدیل - برنگ - بساں وغیرہ ہیں مثال مرسل - ذوق شعر
اُنس ہے کیا دل کو تیر یار سے ٭ ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے ٭ ولہ شعر یوں نگہ نکلی ہے چشم یار سے ٭
مست جیسے خانۂ خمار سے + ولہ شعر نظر آتا ہے برنگ لب ساغر جو ہلال ٭ ٹپکا پڑتا ہے لب مست سے
شوق تقبیل + مثال موکد - ناسخ شعر ہوا سے بال اُڑ کر آتے ہیں جو اُس کے چہرے پر ٭
غزال چشم شوخی کر رہے ہیں چین گیسو[2] میں -

فصل دوم استعارے کے بیان میں اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ مجاز میں جب معنی حقیقی و مجازی کے
درمیان علاقہ تشبیہ کا ہوتا ہے اُس کو استعارہ کہتے ہیں اور غرض استعارہ سے یہ ہے کہ مشبہ کو عین مشبہ بہ
قرار دیں پس حالت استعارہ میں مشبہ کو مستعار لہ و مشبہ بہ کو مستعار منہ و وجہ شبہ کو وجہ جامع کہتے ہیں جیسے شیر
بمعنی مرد شجاع پس شجاع مستعار لہ شیر مستعار منہ شجاعت وجہ جامع ہے اور بطور تشبیہ مستعار لہ و مستعار منہ
کبھی دونوں حسی یا عقلی ہوتے ہیں کبھی ایک حسی ایک عقلی فتامل پس اگر صرف مشبہ بہ کو ذکر کریں اُس کو استعارہ
بالتصریح کہتے ہیں جیسے امانت شعر ربط رہنے لگا اُس شمع کو پروانوں سے ٭ آشنائی کا کیا حوصلہ بیگانوں سے +
شمع سے مراد معشوق اور پروانہ سے عاشق[3] اور اگر صرف مشبہ کو ذکر کریں اُس کو استعارہ بالکنایہ کہتے ہیں لیکن
اس صورت میں قرینہ ضرور ہوگا یعنی مناسبات و لوازمات مشبہ بہ محذوف کے اور اُس قرینہ کو استعارۂ تخییلیہ
کہتے ہیں - ناسخ شعر نہیں ممکن کہ کلک فکر لکھے شعر سب اچھے ٭ برستا ہے بہت نیساں گہر ہوتے ہیں
کم پیدا + فکر کو منشی قرار دیا اور کلک جو واسطے منشی کے ضرور ہے اُس کے واسطے ثابت کیا
پس استعارہ فکر کا منشی کے ساتھ استعارہ بالکنایہ ہے اور اثبات کلک کا اُسکے واسطے استعارۂ تخییلیہ

[1] ارسال کے معنے چھوڑ دینا ۱۲ [2] چشم کی غزال کے ساتھ گیسو کی چین کے ساتھ تشبیہ ہے اور جیسے یار پری چہرہ یعنے
جس کا چہرہ مثل پری کے ہے - ۱۲ [3] اسی طرح پری اور گل اور صنم جس کے لغوی معنی بت کے ہیں استعارہ معشوق سے ہے - ۱۲
[4] لغوی معنے عاریت لینا - ۱۲

دلہ شعر پاس حرم نہ چاہیے اے پنجۂ جنوں ÷ بار گراں ہے جامۂ احرام دوش پر + جنوں کو آدمی سے استعارہ کیا اور استعارہ دو قسم ہے اگر استعارہ اسم جنس ہو یا مشابہ اسم جنس[1] وہ اصلیہ ہے جیسے امثلۂ بالا سے ظاہر ہے اور اگر مستعار فعل یا شبہ فعل[2] یا حرف ہے اس کو استعارہ تبعیہ کہتے ہیں تبعیہ اس سے نام ہے کہ فی الواقع استعارہ افعال میں نہیں بلکہ اُن کے مصادر میں ہے جیسے لا اعلم شعر مر گئے یار چاہ میں تیری ÷ کچھ نہ ٹھہرے نگاہ میں تیری + بیہوش و حواس ہو جانے کو مر جانے سے استعارہ کیا اور مر گئے فعل ہے - امانت شعر شب کو وہ خانہ خراب اور کے گھر رہنے لگا ÷ میں یہاں بستر غم اپنے پہ مر رہنے لگا + نیٹ رہنے کو مر رہنا کہا - راقم شعر جب میں نے کہا تم نے ملاقات اُڑا دی ÷ تب اُس نے ہنسی میں یہ مری بات اُڑا دی + اُڑا دینا دُور کرنے کے معنی پر ہے ع بھاگ ان شعبدہ بازوں سے مثال سیماب + اجتناب کو بھاگنے سے استعارہ کیا اور بھاگ صیغہ امر کا ہے اسی طرح حرف صلاحیت مستعار لہ ہونے کی نہیں رکھتا فی الواقع اُس کے معانی متعلقہ میں استعارہ ہوتا ہے جیسے حرف (سے) بمعنی ابتدا اور (تک) بمعنی انتہا اور (میں) بمعنی ظرفیت اور (لئے) اور (تا) اور (تو) بمعنی غرض ہیں اور اس شعر میں شعر بات ہم سے تو نہ کرنی اور غیروں سے تپاک ÷ ہم مگر اس بزم میں آئے تھے ذلت کے لئے + یہاں حرف لئے اصلی معنی پر مستعمل نہیں ہوا کیوں کہ ذلت غرض آنے کی نہ تھی بلکہ اصلی غرض یعنی حصول عزت کو بطور استہزا اُس نتیجہ سے جو حاصل ہوا یعنی ذلت سے استعارہ کیا ہے اگرچہ بظاہر حرف لئے مستعار لہ ہے مگر فی الواقع استعارہ اُس کے معنے متعلقہ میں ہے - علاوہ اسکے استعارہ تین قسم ہے مطلقہ - مجردہ - مرشحہ - مطلقہ وہ جس میں مناسبات مستعار لہ یا مستعار منہ کے ذکر نہوں شعر اچھا جو خفا ہوتے ہو تم اے صنم اچھا ÷ لو ہم بھی نہ بولیں گے خدا کی قسم اچھا ÷ انشا شعر چین ہرگز نہیں مخمل کے اُسے تکیے پہ + اُس پری کے لئے ہو حور کے پر کا تکیہ + صنم و پری سے معشوق مراد ہے استعارہ مجردہ وہ کہ صرف مناسبات مستعار لہ کے مذکور ہوں جیسے نرگس سرمہ سا بمعنی چشم - ناسخ شعر مستکان خرابات ہیں مطلق متواضع ÷ ثابت مژہ نرگس میگوں کے ہے خم سے + استعارہ مرشحہ وہ جس میں صرف مناسبات مستعار منہ کے ذکر کئے جاویں نسیم شعر حاجت کے گماں سے جب ہوئی دیر ÷ گھبرا کے پلنگ سے اُٹھا شیر + شیر سے مراد مرد شجاع ہے اور پلنگ بطور ایہام مناسب شیر کے ہے کبھی مناسبات دونوں کے بھی مذکور ہوتے ہیں نسیم شعر سرکی تھی جو محرم اُس قمر کی ÷ برجوں پہ سے چاندنی تھی سرکی + برج سے مراد پستان - محرم مناسبات پستان سے ہے اور چاندنی اور قمر مناسبات برج ہیں اب واضح ہو کہ استعارہ باعتبار مستعار لہ و مستعار منہ کے دو قسم ہوتا ہے اول وفاقیہ جس میں طرفین استعارہ ایک شئے میں

[1] اسم جنس جیسے پھول مشابہ اسم جنس جیسے چاند سورج - ۱۲ - [2] شبہ فعل جیسے اسم فاعل اسم مفعول - ۱۲

جمع ہوسکیں مثلاً استعارہ ہدایت کا زندگی سے۔ اور جاہل کا اندھے سے کیونکہ ممکن ہے ایک شخص میں ہدایت و زندگی یا جہالت و نابینائی جمع ہوسکیں۔ دوم عنادیہ کہ دونوں کا اجتماع ایک میں محال ہو مثلاً مردۂ نیکنام کو زندہ کہنا کیونکہ موت و زندگی کا اجتماع محال ہے اور عنادیہ کے قبیل سے ہے بخیل کو حاتم یا کمزور کو رستم کہنا۔ لا ادری شعر وہاں تو سیم و زر اُن کی نظر میں خاک نہیں ٭ یہاں ہم ایسے تونگر کہ گھر میں خاک نہیں ٭ مفلس کو تونگر سے استعارہ کیا۔ اور معلوم رہے کہ وجہ جامع کبھی طرفین کے مفہوم میں داخل ہوتا ہے جیسے زید کا گھوڑا اُڑتا ہے وجہ جامع یعنی قطع مسافت دوڑنے اور اُڑنے دونوں میں ہے گو بحیثیت مختلف ہے اور کبھی دونوں کے مفہوم سے خارج ہوتا ہے مثلاً کسی شخص کو شیر کہنا وجہ جامع یعنی وصف شجاعت مرد اور شیر دونوں کے مفہوم سے خارج ہے۔ باعتبار وجہ جامع بھی استعارہ دو قسم ہے جس کا وجہ جامع بے تامل و فکر معلوم ہوجائے اور مشہور عام ہو اُس کو عامیہ اور مبتذلہ کہتے ہیں جیسے سرو کا قد۔ رخ کا گل سے اور جس کا وجہ جامع سوائے خواص اور اہل فہم کے مشہور نہو یا بغیر غور و تامل کے دریافت نہو سکے اُس کو استعارہ غریبہ کہتے ہیں۔ لا اعلم شعر ہمارے بعد ساقی قلقل مینا نہ ہوئے گا ٭ مئے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رونے لگا ٭ آواز شیشہ کو ہچکی سے استعارہ کیا اور کبھی استعارہ بطور تمثیل بھی ہوتا ہے یعنی مستعار منہ و مستعار لہ اور وجہ جامع ہر ایک مرکب چند چیز سے ہو اُس کو مجاز مرکب بھی کہتے ہیں تسنیم شعر انسان دیپری کا سامنا کیا ٭ مٹھی میں ہوا کا تھامنا کیا ٭ مٹھی میں ہوا کا تھامنا استعارہ ہے کار بیہودہ کرنے سے استعارہ تمثیل جب مشہور و مروج ہو جاتا ہے اُس کو ضرب المثل کہتے ہیں جیسے ذوق شعر دل جو گھر غم کا ہو گیا اُس میں ہو سرمایۂ عیش ٭ وہ مثل ہے کہ کہاں گھونسلے میں چیل کے ماس۔

فصل سوم۔ مجاز مرسل کئی قسم کا ہے کبھی مسبب کو بجائے سبب کے لاتے ہیں ٭ قلق شعر رطب یا بس سے زمانے کے نہ آگاہ تھے ہم ٭ حق بجانب ہے کہ نادان ہی واللہ تھے ہم ٭ مراد رطب یا بس سے تغیر زمانہ ہے اور تغیر سبب رطوبت و یبوست کا ہے اور جیسے کہتے ہیں کہ آج بالکل اناج برسا بجائے پانی برسنے کے[۱] کبھی سبب کو بجائے مسبب کے لاتے ہیں جیسے ہاتھ میں ہے یعنی قدرت و قابو میں ہے اور جیسے کہتے ہیں کہ آگ جل رہی ہے حالانکہ لکڑی جلتی ہے ولہ شعر بس ملاقات سے اب سیر ہوئے بھر گیا دل ٭ کیسی چاہت تھی یہ کیسی تھی طبیعت مائل ٭ مراد سیر سے بیزار ہونا ہے اور سیری سبب بیزاری کا غذا سے ہے کبھی ظرف کو بجائے مظروف کے لاتے ہیں جیسے لفظ قارورہ کہ معنی شیشے کے ہے بمعنی بول کے اور جیسے تمام شہر بجائے تمام باشندگان شہر کے

[۱] اور جیسے بادل برسا بجائے پانی برسنے کے۔ ۱۲

معروف شعر کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات ۔ سائے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا + اور جیسے جاری ہونا
نہر کا یا پرنالے کا بجائے جاری ہونے پانی کے۔ یا کہیں کہ لوٹا اُٹھا دو اور مانگنا پانی۔ ظفر شعر ساقی کدھر حریف
قدح نوش اُڑ گئے ۔ میخانہ خالی دیکھ مرے ہوش اُڑ گئے + یعنی شراب نوش یا جیسے ہنڈیا پک ہی ہے حالانکہ
اُس میں کچھ چیز پکتی ہے۔ کبھی مظروف کو بجائے ظرف جیسے گلاب کو طاق میں رکھ دو یعنی شیشۂ گلاب کو یا
نشہ پینا بجائے شراب پینے کے۔ کبھی لفظ کو باعتبار حالت زمان ماضی کے استعمال کرتے ہیں جیسے طبیب زادہ کو
طبیب کہنا یا قطرۂ آب مراد انسان سے۔ کبھی باعتبار ما یؤل یعنے حالت زمان مستقبل کے ذکر کرتے ہیں جیسے
طالب علم کو مولوی کہنا یا کہنا کہ شکار جاتا ہے حالانکہ ابھی زندہ ہے۔ کبھی کُل بجائے جز جیسے ایک عضو میں درد ہو
اور کہیں بدن میں درد ہے۔ شرر شعر داب لی دانتوں میں بھیگی زلف اُس نے وقت غسل ۔ زہر ناحق آ چھوا میں
نچوڑا سانپ کا + ظاہر ہے کہ تمام زلف نہیں داب لی۔ یا کہیں کہ مسکن ہمارا لکھنؤ ہے۔ حالانکہ مسکن صرف
ایک قطعہ ہے قطعات لکھنؤ سے اور کبھی جز بجائے کُل جیسے لفظ بارود کہ بمعنی شورہ ہے بمعنی شے مرکب شورہ
گندھک کوئلہ کے۔ میر حسن شعر جو باقی رہا کچھ مرے دم میں دم ۔ تو پھر آکے یہ دیکھتا ہوں قدم ۔ قدم سے
مراد تمام صورت اور کبھی عام بجائے خاص جیسے کسی کا ایک کپڑا بھیگ جائے اور وہ کہے کہ میرے کپڑے
بھیگ گئے اور کبھی خاص بجائے عام نسیم شعر جب صبح ہوئی تو منہ میں ڈالا ۔ کالے نے من اژدہے نے
کالا ۔ کالا عام ہے اور سانپ جو مقصود ہے خاص کبھی کسی شے کو بلفظ آلہ استعمال کرتے ہیں۔ ذوق
شعر زبان کھولیں گے مجھ پہ بد زباں کیا بد شعاری ہے ۔ کہ میں نے خاک بھر دی منہ میں اُنکے خاکساری ہے +
بد زبان بمعنی بد کلام ہے۔ ناسخ شعر مرے لاشے کے وہ ہمراہ لحد تک آئے ۔ اے اجل تیرا قدم مجھ کو مبارک
ہو وے + لفظ قدم سے مراد آنا ہے نسیم شعر بحر پر کیا کہ بے مروت ۔ آئینہ ہے تجھ پہ میری صورت + یعنی
ظاہر ہے اور آئینہ آلہ ظہور صورت کا ہے۔ تجلی شعر تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں ۔ کہنے لگے بٹھاؤ
اسے آفتاب میں + یعنی دھوپ میں۔ آتش شعر دندان یار جب سے سمائے ہیں آنکھ میں ۔ لیتے ہیں موتی
جوہری اپنی نگاہ پہ ۔ نگاہ بمعنی شناخت وتمیز۔ کبھی باسم مادہ کے استعمال کرتے ہیں جیسے فلاں جگہ بالکل
لوہا نظر آتا ہے یعنی تلواریں۔ ظفر شعر پاک سے شے کچھ اور ہے میں قطرۂ ناپاک ہوں ۔ بولتا کیا جانے کیا ہے
میں تو مشت خاک ہوں + مشت خاک مراد جسم انسانی سے ہے۔

فصل چہارم۔ کنایہ[1] کے بیان میں۔ کنایہ وہ ہے کہ معنی لازم وملزوم دونوں مراد ہوتے ہیں۔ بخلاف
جس میں صرف لازم مراد ہوتا ہے۔ کنایہ تین قسم ہے اول وہ جس سے ذات موصوف کی مطلوب ہو

(لغوی معنے پوشیدہ کہنا ۱۲)

[1] احمد علی احمد شعر ترک خاک کریں گے جفا سے نہ جیتے جی ۔ ہانپے ہیں تجھ سے لے بُت بیدار گر زباں + زباں بمعنی قول وقرار ۔ ۱۲

جیسے سونڈ والا جانور کنایہ ہاتھی کی ذات سے دوسرؔم وہ جس سے صرف صفت مطلوب ہو نہ ذات مثلاً سر پر
چڑھنا کنایہ گستاخی سے اور یہ ایک صفت ہے سوؔم یہ کہ غرض کنایہ سے کوئی نسبت ہو یعنی کسی موصوف
کے لئے کوئی صفت ثابت کرنا یا نفی کرنا مقصود ہو اول قسم دو نوع ہے ایک قریب یعنے ایک ہی صفت
ایسی لکھی جائے جو ذات موصوف مطلوب سے مختص ہو جیسے سونڈ والا جانور یعنی ہاتھی یا کالے سر کا یعنی
آدمی یا جلاد فلک کنایہ مریخ سے دوم بعید کہ چند صفات ایسے بیان کئے جائیں جو مجموعاً موصوف
مطلوب سے مختص ہوں اگرچہ جدا جدا اور میں بھی پائے جائیں مثلاً جاندار سیدھے قد کا اور چوڑے
ناخن والا کنایہ انسان سے اگرچہ یہ تین صفات فرداً فرداً اور اشیا میں بھی پائے جاتے ہیں مثلاً
جاندار میں گھوڑا وغیرہ اور سیدھے قد والے جیسے سانپ وغیرہ اور چوڑے ناخن والا ہاتھی بھی
ہوتا ہے مگر مجموعاً انسان پر ہی دلالت ہے - **شعر** ساقی وہ دے ہمیں کہ ہوں جس کے سبب ہم محفل میں
آب و آتش و خورشید ایک جا + قسم دوم بھی دو نوع ہے اول قریب یعنے جس میں درمیان لازم و
ملزوم کے واسطہ نہ ہو خواہ واضح ہو جیسے سفید ریش یعنی پیر یہاں سفیدی ریش کنایہ پیری سے ہے
یا لمبے انگرکھے والا یعنی شخص دراز قامت اور چین بہ جبیں یعنی غضبناک - سرور **شعر** بیاد دوستاں
ہیروں مجھے ہچکی لگ آتی ہے ٭ کبھی مذکور جب ہوتا ہے کچھ گزرے فسانوں کا + ہچکی لگنا کنایہ کثرت
گریہ سے ہے - نوازش **شعر** لگے زمین پہ اب سب اُتارنے ہم کو ٭ یہ دن دکھائے ترے انتظار نے ہم کو +
زمین پہ اتارنے لگنا مراد قریب المرگ ہونے سے ہے ناسخ **شعر** یہ التجا ہے پیر مغاں کی جناب میں ٭
رکھوں میں ساق ساقی گلفام دوش پہ + ساق دوش پہ رکھنا کنایہ مباشرت سے ہے ایسے کنایہ کو ایما و اشارہ
کہتے ہیں خواہ خفی یعنی جس میں حاجت غور و تامل کی ہو جیسے طویل القامت یا عریض القفا یعنی احمق یا کوتہ گردن یعنی
شریر کیونکہ ان خواص سے ہر ایک واقف نہیں اس قسم کنایہ کو رمز کہتے ہیں دوم بعید جس میں واسطے ہوں
یعنے نزدیک سے اشارہ کرنا ۱۲
جیسے بہت راکھ والا یعنی مہمان دوست ایسے کنایہ کو تلویح کہتے ہیں ذوق **شعر** عزیز اصلا نہیں سرمایہ ہمت
یعنی دور سے اشارہ کرنا ۱۲
کہ دریا نے ٭ گرہ دیگر نہ باندھا گوہر شہوار دامن سے + گرہ دیگر نہ باندھنا لازم ہے باحتیاط نہ رکھنے کو
اور وہ لازم ہے عزیز نہ ہونے کو - نوازش **شعر** مرض یہ پھیل پڑا ہے تپ جدائی سے ٭ کہ پیٹھ لگ گئی
یاروں کی چارپائی سے + پیٹھ چارپائی سے لگ جانا لازم ہے اکثر پڑے رہنے کو اور وہ لازم ہے
سقوط طاقت نشست و برخاست کو قسم سوم مثال اثبات - غالب **شعر** پاؤں سے تیرے ملے فرق ارادت
اورنگ ٭ فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل + مراد یہ کہ تخت تیرے پاؤں تلے رہے اور تاج
سر پہ رہے - ظفر **شعر** اے جنوں ہاتھ سے تیرے نہ رہا آخر کار ٭ چاک دامان میں اور چاک گریبان میں فرق +

دونوں چاک میں فرق نہ رہنے سے مراد ہے کہ گریباں پھٹ گیا یا زید نے عورتوں کا لباس پہن لیا ہے یعنی اُس میں عورتوں کے عادات ہیں یا زید و عمر ایک سانچے کے ڈھلے ہیں یعنی زید میں بھی عمر کے خواص موجود ہیں۔ مثال نفی جیسے مثل ہے۔ کوئیں بھانگ پڑی یعنی کسی کو فہم و عقل نہیں ہے کیونکہ جب کوئیں میں بھانگ پڑے گی تو سب پئیں گے اور نشہ سے سب کی عقل جاتی رہے گی۔ اور واضح ہو کہ کبھی کنایہ سے موصوف غیر مذکور مقصود ہوتا ہے اُس کو تعریض کہتے ہیں جیسے خطاب میں معشوق بے وفا کی مصرع ہے دوست وہ جو دوست کے خاطر جلائے دل + مراد شاعر کی یہ ہے کہ تو از قسم دوستاں نہیں ہے اور جیسے میر حسن شعر لگی کہنے ہنس ہنس کے وہ ماہ وش + ہوئی تھی اُسے دیکھ میں ہی تو غش + تمھیں نے تو چھڑکا تھا مجھ پہ گلاب + بھلا میری خاطر بلا لو شتاب + مراد یہ کہ تم غش ہوئی تھیں اور میں نے گلاب چھڑکا تھا۔

باب سوم علم بدیع میں

علم بدیع علم محسنات کلام کا ہے جو الفاظ و معنی میں ہوتے ہیں لیکن وہ محسنات بسبیل استحسان[1] ہوں نہ بسبیل وجوب۔

فصل اول صنائع معنوی[2] میں **تضاد** جس کو طباق اور مطابقہ اور تطبیق اور تکافو اور تقابل ضدین بھی کہتے ہیں یعنی دو لفظ ضد ایک دوسرے کے لانا خواہ وہ دو لفظ اسم ہوں یا فعل یا حرف۔ ذوق شعر لڑتے ہیں گہ نصیب سے گاہے فلک سے ہم + فرقت کی رات کم نہیں روز مصاف سے + رات اور روز میں تضاد ہے۔ ولہ شعر فلک تو ٹیڑھا ہی کی صبح سے تا شام چلتا ہے + مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے + ناسخ شعر صبح سے کرتے ہیں معمار مرے گھر کو سفید + شام سے کرتی ہے فرقت کی شب تار سیاہ + جرأت شعر خوبرویوں کی خموشی میں بھی سو گھاتیں ہیں + یہ جو ہے کم سخنی اس میں بہت باتیں ہیں + تضاد افعال۔ ولہ شعر نہ آیا اور کچھ اس چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجراں کا + اور اگر دو افعال ایک ہی مادہ سے مشتق ہوں ایک مثبت دوسرا منفی اُس کو طباق سلبی کہتے ہیں۔ ذوق شعر ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے + جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت سے خدا سمجھے +

---

[1] یعنے کلام کا درست ہونا حسب قواعد علم معانی و بیان کے ضرور ہے اگر صنائع بھی ہوں تو مستحسن ہوگا ورنہ کچھ مضائقہ نہیں۔ ۱۲ [2] یعنے خوبیاں کلام کی باعتبار معنی کے۔ ۱۲ [3] مشتق از عرصہ بالضم بمعنی جانب ۱۲

یا امر و نہی - سودا شعر نہ مل رقیب سے اور مجھ سے مل اے نادان ٭ بھلے بُرے کا سمجھنا ہی آدمیت[۱] ہے
مثال تضاد حرف - ناسخ شعر خاک پر رکھے حنائی پانوں تو اپنے اگر ٭ پنجشاخہ نقش پا کی جا ہو روشن زیر پا +
پر اور زیر حروف متضادہ بمعنی بلندی و پستی کے ہیں اسی طرح لانا ہے - اور تک - کا بمعنی ابتدا اور انتہا
جیسے - ظفر شعر جب کرے گا آہ اے ظالم ترا یہ تفتہ جاں ٭ اُٹھ کے اک شعلہ جگر سے آسماں تک جائے گا +
اور داخل طباق ہے صنعت تدبیج یعنی ذکر اقسام رنگوں کا کرنا بطریق کنایہ یا ایہام - امانت شعر
گندمی رنگ کو بن کر نہ کھرا کرتے تھے ٭ دھانی جوڑے سے کبھی دل نہ ہرا کرتے تھے + دل ہرا کرنے کے
معنی مقصود دل خوش کرنا ہے مثال بطور کنایہ - مومن شعر گمان قہر سے اپنا تو رنگ زرد ہے اور ٭
سیاہ مستیِ مے سے ہے چشمِ جاناں سُرخ + رنگ زرد کنایہ خوف سے ہے اور سیاہ مستی مراد بدمستی سے
مقابلہ یہ ہے کہ ایک کلام کے مقابل دوسرا کلام اس طرح سے ہو کہ چند الفاظ یا کل دونوں کے باہم
تضاد رکھتے ہوں - ذوق شعر خیر خواہوں کے ترے چہرے پہ ہو رنگ نشاط ٭ اور بدخواہوں کے
رخسار پہ اشکِ حسرت + اس صنعت کو سکاکی مصنفِ مفتاح نے علیحدہ لکھا ہے اور مصنف تلخیص اور
مطول نے داخلِ تضاد کیا ہے -

مراعاة النظیر جس کو تناسب اور توفیق اور ایتلاف و تلفیق[۲] بھی کہتے ہیں مراد ایراد ایسے الفاظ سے
ہے جن میں اور کوئی نسبت سوائے تضاد کے ہو جیسے باغ - گل - بلبل - سرو - نسرین - نسترن
وغیرہ یا شمس - ماہ - نجوم - عطارد - ثریا وغیرہ - ذوق شعر تیرا ہاتھی ہے فلک کا ہکشاں ہے خرطوم ٭
کان دونوں سہ و خوُرد م ہے ذنب سر ہے راس + اسی صنعت میں داخل ہے -

تشابہ الاطراف یعنی کلام کو ایسی شے کے ساتھ ختم کرنا جو ابتدا سے مناسبت رکھتی ہو - لا اعلم
شعر کچھ سفید اور سیہ کی نہ خبر ہوتی تھی ٭ شام ہوتی تھی کدھر صبح کدھر ہوتی تھی + شام مناسبت
سیاہ کی صبح مناسبت سفید کی لایا -

---

[۱] کبھی ایسے دو الفاظ لاتے ہیں کہ اُن کو بذاتہ تضاد نہیں ہے مگر ایک کو دوسرے کی ضد کے ساتھ کسی طرح کا علاقہ
ہوتا ہے - ذوق شعر اُن لبوں نے نہ کی مسیحائی ٭ ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا + مرنے اور مسیحائی میں تضاد نہیں مگر مرنے اور جینے
میں تضاد ہے اور جینا مستلزم مسیحائی ہے اور کبھی دو امر متضاد نہیں ہوتے مگر ان کو ایسے الفاظ سے استعمال کرتے ہیں جن کے
حقیقی معنی میں تضاد ہے - مومن شعر وہ ہنسے سُن کے نالہ بلبل کا ٭ مجھ کو رونا ہے خندۂ گل کا + بلبل کا بولنا اور پھول کا
کھلنا متضاد نہیں مگر اُن کو رونے اور ہنسنے سے تعبیر کرنے سے تضاد ہو گیا اور اس کو ایہام تضاد کہتے ہیں یعنی تضاد کا وہم
ڈالنا جس کا بیان آگے آوے گا اور قبیل تضاد سے ہے ذکر کرنا عناصر اربعہ کا مولف شعر آتش غم تک نہ تجھ سے بجھ سکی
اے آب اشک ٭ خاک ہو اُمید پھر مجھ خانماں برباد کو - ۱۲ [۲] دشمن کو اکٹھا کرنا - ۱۲

ظفر شعر جو درد ہوتا تو غل مچاتا جو سایہ ہوتا تو سر ہلاتا ٭ الٰہی دل کو مرض یہ کیا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے ٭ منہ سے بولے مناسب غل مچانے کے ہے۔ سر سے کھیلے مناسب سر ہلانے کے ہے

ایہام یہ صنعت دو قسم ہے ایہام[1] تضاد اور ایہام[2] تناسب جس کو توریہ بھی کہتے ہیں یعنی ایسا لفظ لانا کہ دو معنی رکھتا ہو اور معنی دوم کہ غیر مقصود ہے کسی لفظ سے اگر نسبت تضاد کی رکھتا ہو وہ ایہام تضاد ہے اگر اور کوئی نسبت ہے تو ایہام تناسب مثال ایہام تضاد کی - امانت شعر دل جو بھر آیا تو اک شور مچایا میں نے ٭ سارے تالاب کے سوتوں کو جگایا میں نے + لفظ سوتوں کا یہاں بمعنی منبع کے ہے لیکن بمعنی دوم خفتہ کہ غیر مقصود ہے لفظ جگانے سے ایہام تضاد رکھتا ہے۔ ولہ شعر ہجر ساقی میں رُلاتا ہے ہمیں ابر سیاہ ٭ غم و اندوہ بڑھاتی ہے گھٹا ساون کی ٭ لفظ گھٹا بڑھانے کی متضاد ہے اور معنی مقصود ابر کے ہیں ایہام تناسب دو قسم ہے اگر معنی مقصود کے مناسبات مذکور ہوں اُس کو ایہام مرشح کہتے ہیں۔ جرأت شعر ہوائیں بھی داخل کشتگاں تو عبث تو ہوتا ہے سرگراں ٭ کہ مرے گلے کی طرف میاں ترے آب تیغ کا ڈھال تھا + ڈھال کے معنی غیر مقصود یعنی سپر تیغ کی مناسب ہے ورنہ مجرد۔ لا اعلم شعر بستے ہیں ترے سائے میں سب شیخ و برہمن ٭ آباد ہے تجھ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا + سایہ کے معنے ضد دھوپ مراد نہیں بلکہ حمایت مراد ہے اور مناسبات مذکور نہیں۔ نسیم شعر سودا ہے مری بکاؤلی کو ٭ ہے چاہ بشر کی باؤلی کو + چاہ بمعنی محبت اور باؤلی بمعنی دیوانہ مقصود ہیں **مشاکلہ** وہ ہے کہ ایک چیز کو الفاظ مناسب چیز دیگر سے ذکر کریں بسبب قرب دونوں کے۔ سودا شعر مجھ سے جو پوچھو شعر بھی کہنے کو انصرام دو ٭ گھوڑے کو دو نہ دو لگام منہ کو ذرا لگام دو + گھوڑے کی مناسبت سے خاموشی کو منہ کی لگام دینے سے تعبیر کیا اور جیسے قطعہ کسی کے گھر گیا مہمان مفلوک ٭ تن اُس کا ضعف سے تھا غیرت دوک + کہا یہ میزباں نے دیکھ اُس کو ٭ غذا جو چاہتا ہو دل بتا دو + کہا اُس نے پکاؤ ایک کُرتا ٭ اور اُس کے ساتھ ایک موٹا دوپٹا + اور جیسے شعر گردش ہی میں رہے ہے جو دن رات آسماں ٭ شاید یہ چال بخت سے میرے اُڑائی ہے + **مزاوجہ** یہ کہ دو معنی شرط و جزا میں ذکر کریں اور جو امر ایک پر لکھا جائے دوسرے پر بھی ثابت کیا جائے[1] بیت بدایونی شعر ہم جو چُپ بیٹھیں تو کہلائیں سڑی ٭ آپ چپ بیٹھیں تغافل ٹھہرے + ارصاد یا تسہیم یہ کہ قبل عجز[2] بیت کے ایسا لفظ لاویں کہ سامع کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں لفظ عجز میں آویگا بشرطیکہ روی قافیہ سامع کو معلوم ہووے۔ ہوشیار شعر کیوں نہ میخوار[3] میں کہوں تجھ کو ٭ جانے ہے سب جہان تجھے میخوار

ایہام لغوی معنی وہم میں ڈالنا ۱۲

مشاکلہ

مزاوجہ ملانا دو چیز کا ۱۲

---

[1] دونوں کی حالت پر کچھ کہلایا جانا ثابت کیا ہے - ۱۲ [2] عجز بمعنی رکن آخر بیت۔ ۱۲ [3] حرف اصلی قافیہ - ۱۲

سرورؔ شعر کمال شے زوال شے ہے اُس پر لاکھ حاسد ہوں ؛ بھلا نازاں نہ ہوں کیونکر میں اپنی بے کمالی کا[1] +
عکس وہ ہے کہ اول دو جزو ذکر کریں پھر جزو آخر کو مقدم اور جزو اول کو موخر کر دیں ؛ ذوقؔ شعر نیت نیک
ترا آئینۂ حسن عمل ؛ عمل خیر ترا جلوۂ حسن نیت ؛ ولہ شعر ہم اور غیر یکجا دونوں ہم نہ ہونگے ؛ ہم ہونگے
وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مصرع کے عکس اجزا سے مصرع دوم حاصل ہو
اُس کو **عکس وطرد** کہتے ہیں ۔ ظفرؔ شعر خفا کیوں صنم ہے نہیں بھید کھلتا ؛ نہیں بھید کھلتا خفا کیوں
صنم ہے + ولہ شعر آیا سحاب ساقی تو لا شراب ساقی ؛ تو لا شراب ساقی آیا سحاب ساقی + تمام غزل
اسی صنعت میں ہے ۔ **رجوع** وہ ہے کہ ایک کلام لکھ کر اُس کو ناقص سمجھ کر دوسرے کلام کی طرف
مصروف ہوں فائدہ یا نکتہ کے لئے اور ایسا ظاہر ہو کہ گویا کلام اول سہو سے کہا گیا ۔ ناسخؔ
شعر ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اُس کے رو نہیں ؛ ماہ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہیں شعر مرادہ خرمن
نسرین پری سے ہمسر ہے ؛ نہیں نہیں یہ خطا ہے پری سے بہتر ہے + **استخدام** یہ کہ ایک لفظ
ذو معنیین ذکر کریں اور ارادہ ایک معنی کا ہو اور دوسری جگہ ضمیر اُس لفظ کی طرف راجع کر کے معنی دوم
اُس کے ارادہ کریں ۔ شعر میں نے کہا کہ اے گل مرتے ہیں ہم الم سے + بولا کہ اُس کو کیا ہے مرنے
سے بلبلوں کے + گل مصرع اول میں بمعنی معشوق اور مصرع دوم کی ضمیر سے گل معروف مراد ہے ۔
لف ونشر وہ ہے کہ اول چند چیز ذکر کریں پھر چند چیز بلا تعین ایسی ذکر کریں کہ ہر ایک جزو اسکا
تعلق اجزائے جملۂ اول سے رکھتا ہو پس اگر ترتیب لف مطابق ترتیب نشر کے ہے اس کو لف و نشر
مرتب کہتے ہیں ورنہ غیر مرتب مثال مرتب ۔ بیدارؔ شعر تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار ؛
گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا ۔ انشاؔ شعر مثل خلیل و عیسیٰ و نوح و ابو البشر کریں ؛ مجھ کو بھی شہرۂ جہاں
آتش و باد آب و خاک ۔ لاعلم شعر سرو گل شوق میں تیرے قد و عارض کے سدا ؛ نالہ کرتے
ہیں بہم قمری و بلبل کی طرح + اس میں دو بار لف ہے مثال غیر مرتب بیت ۔ یاد میں اُس طرہ
و رخسار کے ؛ ہاتھ سر پر مارتا ہوں صبح و شام + یہ معکوس الترتیب ہے کبھی نشر درہم و برہم بھی ذکر
کرتے ہیں اُس کو مختلط الترتیب کہتے ہیں جیسے ۔ ہوشیارؔ شعر عقل و روی سعادت اُس کے سے ؛ ہے
سرو مہر و مشتری بیکار **تفسیر** جس کو تبئین بھی کہتے ہیں یعنی چند چیز اول مجمل ذکر کی جائیں پھر اُن کو
مفصل کر دیا جائے پس اگر تفسیر کے وقت الفاظ مبہم کو مکرر نہ لاویں اُس کو تفسیر مخفی کہتے ہیں ۔ للادری
شعر ٹوٹا پھٹا مسک گیا اور پھر کھلا بندھا ؛ بالا دوپٹہ محرم و جوڑا شب وصال ۔

---

[1] چونکہ قافیہ حالی اور بجالی کا ہے سامع کو لفظ کمال سے معلوم ہو گیا کہ قافیہ کمالی ہوگا ۔ ۱۲

انشا شعر ایک جلائے اک اُڑائے ایک ڈوبائے اک گرائے + یوں لپیٹ لپٹ کے جان آتش و باد
و آب و خاک + اگر الفاظ مبہم کو مکرر لاویں اُس کو تفسیر جلی کہتے ہیں۔ غمگین شعر کیا غضب لین دین ہے
ظالم ٭ لیتا ہے دل تو دیتا ہے غمِ ہجر + اور یہ صنعت بھی مرتب اور غیر مرتب ہوتی ہے۔ اور فرق لف ونشر
اور تفسیر میں یہ ہے کہ اگر الفاظ اجمالی اور تفصیلی کے درمیان تناسب بطور تشبیہ و مراعاۃ النظیر کے ہو اُسکو
لف ونشر کہتے ہیں ورنہ تفسیر اور واضح ہو کہ سکاکی کے نزدیک تفسیر کا وجود نہیں سب لف ونشر ہے

جمع

جمع مراد جمع کرنے چند چیز سے ہے ایک ہی حکم میں۔ ذوق شعر خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھی
گیسو بڑھے ٭ عشق کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے + کئی چیز کو بڑھنے کے حکم میں جمع کیا۔
نسیم شعر چکنی ڈلی عطر الائچی پان ٭ نقل و مے و جام و خوان الوان + رغبت سے انھیں کھلا پلا کے ٭
بولا شہزادہ مسکرا کے ۔ وزیر شعر معمول سے بزم میں ہوئے جمع ٭ مینا و کباب و مجمر و شمع

تفریق

تفریق وہ کہ
دو چیزوں میں فرق بیان کیا جائے۔ ناسخ شعر ایک یوسف واں گرا تھا یاں گرے دلہائے خلق ٭
چاہ کنعاں اور ہے چاہِ زنخداں اور ہے۔

تقسیم

تقسیم یعنی پہلے چند چیز ذکر کریں اور پھر جو جو شے اُن کے
ساتھ نسبت رکھتی ہو اُن کو مذکور کریں بطریق تعیین۔ لا ادری شعر وہی دیوے گا مجھے صبر و سکوں جس نے
دیا ٭ رُخِ زیبا تجھے اور دیدۂ گریاں مجھ کو۔ قطعہ قسمت کیا ہر چیز کو قسامِ ازل نے ٭ جو شخص کہ
جس چیز کے قابل نظر آیا + بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا ٭ غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

جمع مع التفریق

جمع مع التفریق
شعر مسلماں اور کافر سجدہ سب کرتے ہیں پتھر کو ٭ اسے وہ کعبہ کہتے ہیں اسے بُت نام کرتے ہیں +

جمع مع التقسیم

جمع مع التقسیم[1] شعر تیغ و افسر کا ہے تو مالک عنایت سے تری ٭ تیغ رستم لیگیا افسر سکندر لے گیا +

جمع مع التفریق والتقسیم

جمع مع تفریق و تقسیم۔ قطعہ سب سخی ہیں ابر و دریا اور وہ عالی جناب ٭ پائیں فیض اُن سے
نباتات اور غواص و گدا + پر کرے ہے نالہ دریا ابر روئے وقتِ فیض ٭ بالبِ خنداں وہ والا فر ہے
ہے دائما + قطعہ مری آہ اور تری کاکل ہے سنبل شکل میں لیکن ٭ وہ خارِ سوختہ یہ شاخ سرد
جوئباری کی + سدا اس خار سے دوزخ کو ہے امید آتش کی ٭ سدا اُس شاخ سے جنت کو خواہش
آبیاری کی +

تقسیم مسلسل

تقسیم مسلسل وہ ہے کہ اول ایک شے ذکر کریں پھر اُس کا مناسب بعد ازاں اُس مناسب کے
مکرر لاویں اور پھر اُس مناسب کا مناسب اُس کی طرف منسوب کریں علیٰ ہٰذا القیاس۔ ہوشیار شعر
خجل دست و طبع و دل سے ترے ٭ بحر و گلزار و مہر پر انوار + بحر و گلزار و مہر ہیں تجھ سے ٭ خجل و
شرمسار و زار و نزار + خجل و شرمسار زار بہت ٭ تجھ سے ہے طوس و سام و تور ہمار ۔

---

[1] صنعت جمع تقسیم مثل لف ونشر کے ہے مگر لف ونشر میں اضافت بے تعیین ہوتی ہے اور اس میں بہ تعیین ہوتی ہے ۔

تجرید

ذوقؔ شعر بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر پانی میں + رواں پانی سے تا دریا ہو اور دریا میں طغیانی + زمیں میں تا ہو کاں اور کان میں ہو جوہر کانی + پئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی + تری[۱] شمشیر جوہردار میں نصرت کا جوہر ہو + ترے قبضے میں بحر پُر گہر ہو کان پر زر ہو۔ تجرید ایک شے ذی صفت سے ایک اور شے موصوف بصفت مذکور حاصل کرنا بغرض مبالغۂ شے اول کے صفت مذکور میں یعنی تاکہ معلوم ہو کہ شے اول ایسی کامل الصفت ہے جس سے اُسی صفت سے موصوف دوسری شے حاصل ہو سکتی ہے فارسی عربی میں اُس کے بہت اقسام ہیں اُردو میں یہ ہیں اول بذریعہ لفظ شے کے۔ نظیرؔ شعر جب میں روتا ہوں تو آنکھوں سے برس جاتی ہے + کبھی ساون کی جھڑی اور کبھی بھادوں کی جھڑی + رونے میں آنکھ ایسی کامل ہے جس سے باران حاصل ہوا اگرچہ بظاہر تشبیہ ہے مگر چونکہ بطور تجرید ہے لہذا اطلاق تشبیہ جائز نہیں۔ دوم بذریعۂ لفظ میں کے۔ مولف شعر کوچۂ یار میں فردوس کی کیفیت ہے + جائیں عشاق کہاں چھوڑ کے ایسی جنت + کوچۂ یار سے جنت حاصل کی سوم بے ذریعہ کسی لفظ کے۔ میرؔ شعر قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا + بیچارہ سینہ چاک گریباں دریدہ تھا۔ قاصد کو بیچارگی میں ایسا کامل قرار دیا جس سے ایک بیچارہ جدا حاصل ہوا شعر مت یہ گھبرا کر کہو اب یاں سے بندہ جائے گا + کوئی مرجائے گا صاحب آپ کا کیا جائے گا + کوئی سے مراد اپنی ذات ہے آپ کو مرنے میں ایسا کامل سمجھا جس سے اور شخص حاصل کیا۔ امانتؔ شعر کسی کی زلف کی جانب جو کھنچ رہا ہے دل + بلائے تازہ مرے سر پہ لائے گا پھر کیا + معشوق سے اور شخص حاصل کیا شعر دیکھنا آئینہ ہر دم کا نہیں ہے بیوجہ + ظاہراً وہ بھی ہیں عاشق کسی مہ پارہ کے + آئینہ دیکھ کر عاشق ہونا کسی پر اپنے اوپر عاشق ہونا ہے پس معشوق سے اور مہ پارہ حاصل کیا اسی قسم سے ہے اپنی ذات سے خطاب کرنا۔ مثلاً اے فلاں تو خدا کو یاد کر۔ علیٰ ہذا القیاس اکثر مقطع میں اس طرح لکھتے ہیں۔ غالبؔ شعر کعبے کس منہ سے جاؤگے غالب + شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ مبالغہ مقبول یعنے کسی وصف کو شدت یا ضعف میں حد بعید یا محال تک پہونچا دینا اور وہ تین قسم ہے اگر ادعائے مذکور بحسب عقل اور عادت ممکن ہے اُس کو تبلیغ اور اگر بحسب عقل ممکن ہے لیکن خلاف عادت ہے اُس کو اغراق اور اگر بحسب عقل و عادت دونوں کے ممتنع ہے اُس کو غلو کہتے ہیں مثال تبلیغ۔ انشاؔ شعر دل کے نالوں سے جگر دُکھنے لگا + یاں تلک روئے کہ سر دُکھنے لگا + ہر دو امر قرین قیاس و حسب عادت ہیں مثال اغراق۔ سحرؔ لکھنوی در تعریف اسپ۔

مبالغۂ مقبول

---

[۱] شعر سوم داخل مثال نہیں واسطے اتمام مطلب کے لکھی گئی۔ ۱۲

شعر صبح کو ہو کوئی انگریز اگر اُس پہ سوار ٭ حاضری[1] کھائے سپاٹو میں تو کنٹلین میں ٹفن[2] + اگرچہ عقل دلالت کرتی ہے کہ کمال تیز روی سے ممکن ہے لیکن خلاف عادت ہے مثال غلو در تعریف اسپ۔ ولہ شعر گردنی اوڑھ کے سو جائے اگر کوئی سیس ٭ رات بھر خواب میں ٹاپا کرے اُتر دکھن + گردنی سے ایسا اثر ہو جانا خلاف عقل بھی ہے۔ مبالغہ غلو اُس وقت نہایت مقبول ہوتا ہے جب کوئی ایسا لفظ ذکر کریں جس سے وہ امر قریب صحت ہو جائے۔ سودا شعر اس گلشنِ ہستی میں عجب سیر ہے لیکن + جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم تھا خزاں کا + طرفۃ العین میں فصل گل کا معدوم ہو جانا اس لفظ سے کہ جب آنکھ کھلی گل کی ثابت ہو گیا کیونکہ گل بعد کھلنے کے ٹوٹ کر گر پڑتا ہے۔

مذہب کلامی

یعنے کلام میں دلیل مثل اہل علم کلام کے بطریق قیاس نتیجہ دیتی ہو۔ ناسخ شعر کیوں نہ ہم عالم امکاں میں کریں ترک لباس ٭ جب کہ خالق نے کیا ہو ہمیں عریاں پیدا + صورت قیاس اور برہان یہ ہے کہ اگر خدا نے عریاں پیدا نہ کیا ہو تو ہم کو ترک لباس کرنا نہ چاہیئے مگر خالق نے عُریاں پیدا کیا ہے پس ترک لباس کرنا چاہیئے۔

مذہب فقہی

اگر دلیل بطور قیاس فقہا کے ہو جس کو تمثیل کہتے ہیں یعنی ایک جزو کو دوسرے جزو پر قیاس کرنا جیسے مائعات پاک ہیں اور سرکہ مائعات میں سے ہے پس سرکہ پاک ہے۔ نطق شعر یوں ہی ہمارا عشق بھی تدریج سے بڑھا ٭ جیسے حضور اتنے سے اتنے بڑے ہوئے + ایک شئے کے بڑھنے کو دوسری شئے کے بڑھنے پر قیاس کیا

حسن التعلیل

کسی امر کی علت بطور پسندیدہ ثابت کرنا کہ درحقیقت وہ نہ ہو اور وہ دو امر سے خالی نہیں یا ثابت فی نفسہ یا غیر ثابت درصورت اول غرض بیان علت سے ثابت کرنا اُس علت کا ہے اُس امر کے لئے اور بحالت ثانی غرض اثبات اُس امر سے ہے۔ قسم اول دو نوع ہے ایک وہ کہ امر مذکور سے سوائے علت مذکور کے کوئی اور علت عرف و عادت میں ظاہر رکھتا ہو دوم یہ کہ بجز علت مذکور اور کوئی علت ظاہر نہ ہو قسم دوم بھی دو نوع ہے ایک وہ کہ اُس امر کا وجود ممکن ہو دوم یہ کہ ممتنع اور محال ہو۔ مثال قسم اول نوع اول۔ انشا شعر ایک دم تو دیکھنے کو نکالی تھی اپنی تیغ ٭ اندام خور پہ لرزہ ہے تا حال ملتزم + اندام خور پہ لرزہ وصف ثابت ہے مگر وجہ اُس کی کثرت جلا و ضیا ہے شاعر خوف تیغ ممدوح بیان کرتا ہے قسم اول نوع دوم۔ شعر برابری کا تری گل نے جب خیال کیا ٭ صبا نے مار طمانچوں منھ اُسکا لال کیا + رُخ گل واقعی سرخ ہے مگر وجہ کوئی ظاہر نہیں شاعر یہ وجہ قرار دیتا ہے شعر یہ ستارے ہیں نہیں جان جہاں کس کس نے ٭ دیکھ کر منھ کو ترے ماہ کے رُخ پہ تھوکا + قسم دوم نوع اول۔

[1] حاضری طعام چاشت انگریزان ۱۲ [2] ٹفن طعام شام ۱۲

ذوقؔ شعر نام یوں پستی میں بالاتر ہمارا ہو گیا ٭ جس طرح پانی کنویں کی تہ میں تارا ہو گیا + پستی سے نام بلند ہونا وصف غیر ثابت ہے کیونکہ اکثر پستی باعث ذلت ہے مگر غیر ممکن بھی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کسی کو پستی سے علو رتبہ حاصل ہوا اور شاعر نے اُس کی علت مصرع دوم میں بیان کر کے ثابت کیا۔ قسم دوم نوع دوم شعر ہیں دن بھی برنگِ شب ہے جب تو اُٹھ کے جاتا ہے ٭ کہ شب ہوتی ہے جب خورشید اپنا منہ چھپاتا ہے + دن کا شب ہونا وصف غیر ثابت ہے اُس کو مصرع دوم کی علت سے ثابت کیا

تاکید المدح بما یشبہ الذم ممدوح کی صفت کے بعد ایسا لفظ لانا کہ سامع کو بادی النظر میں اشتباہ ہو کہ قائل ارادہ ذم کا رکھتا ہے لیکن بعد غور و فہم معنی معلوم کرے کہ عین مدح ہے وہ دو قسم ہے اول وہ کہ کسی شے میں سے کسی ذم کو نفی کریں اور اُس ذم میں سے ایک مدح اُس میں داخل ٹھہرا کر استثنا کریں۔ لمولفہ شعر حُسن ہے بیشک ترا بے عیب لے رشکِ پری ٭ پر ضرور اتنا تو نقصاں ہے کہ تو مغرور ہے + اول عیب کو نفی کیا اور مغرور ہونے کو عیب سے استثنا کیا کیونکہ مغرور ہونا گو بظاہر عیب ہے مگر چونکہ بسبب زیادت حُسن کے غرور ہوتا ہے لہذا فی الواقع مدح ہے۔ قسم دوم ایک صفت کے بعد حرف استثنا لا کر دوسری صفت لکھیں شعر تو سراپا حُسن ہے لیکن نہیں ہے آدمی ٭ کوئی تجھ سا حور ہے تو یا پری ہے کیا ہے تو + لفظ لیکن سے اشتباہ ہوا کہ شاید اب عیب بیان ہوگا مگر غور مضمون شعر سے عین مدح معلوم ہوئی اور یہ ایجاد شعرائے عجم ہے ایک قسم کہ صفت دوسری اس طرح لکھیں کہ بظاہر ذم معلوم ہو فی الحقیقت مدح ہو شعر ترا عدل سارے جہاں پہ ہے لیکن ٭ رہے ہے ترا ظلم دائم ستم پر + ستم پر ظلم رہنا کمال عدل ہے۔ کبھی بغیر حرف استثنا کے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ ذوقؔ شعر اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظے میں تو یہ ٭ نہ اپنا یاد ہے احساں نہ اوروں کی تقصیر۔ **تاکید الذم بما یشبہ المدح** یہ بھی اُسی طرح دو قسم ہے اول یہ کہ کوئی مدح نفی کر کے اُس میں سے ایک ذم اُس میں داخل ٹھہرا کر استثنا کریں شعر چرخ سفلہ پرور میں خو نہیں نکوئی کی ٭ ہاں مگر ستم وہ بھی صرف ہے ہنر پرور + دوم ایک ذم کے بعد حرف استثنا لا کر دوسری ذم لکھیں۔ لمولفہ شعر صنم دل تجھ کو دیدینا خطا ہے ٭ تو ہے بے رحم لیکن بیوفا ہے شعر بُرا تجھ سا نہیں کوئی زمانے میں مگر کیا ہے ٭ کہ جو صحبت میں بیٹھے تیری وہ تجھ سا ہی بن جائے + اور ایجاد شعرائے عجم ہے کہ بظاہر مدح ہو اور فی الحقیقت ذم۔ نوازشؔ شعر کسے تیغ جفائے چرخ سے اُمید مٹنے کی ٭ جو ہوتے بھی تو ہاں شاید دہانِ زخم خنداں ہو + لمولفہ شعر دوستی تجھ کو کسی سے بھی نہیں ٭ لیک ہے جور و ستم سے دوستی + جور و ستم سے دوستی کمال جور ہے۔ **تدارک یا استدراک** کلام کا اس طرح شروع کرنا ہے کہ سامع کو ہجو معلوم ہو اور جب تمام کلام سنے جانے کہ مدح ہی لمولفہ شعر مدح لکھنا ہی تری مجھ کو نہیں ہے منظور ٭ کیونکہ اندازِ تحریر سے وہ باہر ہے + اور اسی کی قسم ہے

کہ ایک مصرع متضمن بہ ہزل ہو اور مصرع دوم رفع اشتباہ معنئے ہزل کا کرے لا ادری شعر جی میں آتا ہے دھروں سوتے میں تجھ دلدار کے + سر تلے تکیے بنا کمخواب بوٹے دار کے۔ مطلب شعر مارتا ہوں تمھاری میں ہر بار + آشناؤں میں سب بڑائی یار + تم کو لازم ہے پکڑو گے میرا + ہاتھ میں ہاتھ با محبت و پیار + خوب کروایا اب تو مت کرواؤ + مجھ کو رسوا بکوچہ و بازار +

استتباع **استتباع** جس کو مدح موجہ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ ہے کہ مدح کسی کی اس طرح کریں کہ ایک مدح سے مدح دوم حاصل ہو۔ لمؤلفہ شعر لب ترا شیریں ہے مانند سخن + اور کمر معدوم ہے مثل دہن۔ شعر آتش قہر سے ہو جائے جہاں خاک سیاہ + موج زن گر نہ رہے مہر کا دریا تیری + قہر کی تعریف اس طرح کی کہ مہر کی صفت بھی ہو گئی

ادماج (لغوی معنی لپیٹنا ۱۲) **ادماج**[1] جس کو ذوالمعنیین بھی کہتے ہیں ایسا کلام ہے کہ اس سے دو معنی حاصل ہوں جرأت شعر بشکل مہر ہے گردش ہی ہم کو سارے دن + جو تم پھر آؤ تو پیارے پھریں ہمارے دن + لفظ پھر آؤ دو معنی رکھتا ہے۔ امانت شعر سنی کسی نے نہیں غم کی داستاں میری + وہ کم سخن ہوں کہ گویا نہیں زباں میری + لفظ گویا خواہ بمعنی گوینده اور خواہ مخفف گوئیا کلمہ تشبیہ۔ سرور شعر گر اسکے ہجر میں یوہیں اندوہگیں رہے + تو ہوئیگا وصال دلا یہ یقیں رہے + وصال بمعنی مرگ و بمعنی ملاقات دونوں جائز ہیں۔ نثار شعر اس کے عارض کو دیکھ جیتا ہوں + عارضی اپنی زندگی ہی نہیں + منسوب بعارض یا چند روزہ۔ نسیم شعر وہ طفل بھی گر پڑا قدم پر + مانند سرشک چشم مادر + لڑکے کا قدم پر گرنا اس طرح بیان کیا کہ اس میں ماں کے رونے کا بھی حال کھل گیا

توجیہ (لغوی معنی کسی چیز کی طرف متوجہ کرنا اور کسی بیان کرنا ۱۲) **توجیہ** کہ جس کو ذوالوجہین اور محتمل الضدین بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ کلام دو صورت مختلف پر دلالت کرے جیسے جد اور مدح علی ہذا القیاس لمؤلفہ شعر کیا ہی تاثیر ہے واللہ تری صحبت کو + یک بیک لحظہ میں بن جاتا ہے احمق دانا + خادم شعر مجھ کو کہتے ہو کہ چل باہر ہو + آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں

الہزل الذی (یراد بہ الجد) **الہزل الذی یراد بہ الجد** کہ کلام میں صرف الفاظ ظرافت کے ہوں مگر مضمون خوب اور بہتر ہو شعر یاں[2] قحبۂ دنیا سے نکر آمیزش + دوزخ کی آتشک بلا سے بد ہے + الفاظ ہزل میں نصیحت مذکور ہے اشعار دنیا اک زال بیسوا ہے + بے مہر و وفا و بیحیا ہے + مردوں کے لئے یہ زن ہے رہزن + دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن

تجاہل العارف **تجاہل المعارف** یا تجاہل عارف جس کو سکاکی مصنف مفتاح نے سوق المعلوم مساق غیرہ لکھا ہے یعنی امر معلوم سے اظہار بیخبری کا کرنا واسطے کسی فائدے کے۔ مجرور شعر ہے زلف یا دھواں ہے یہ شمع جمال کا + اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہو سکا + یا ابر آفتاب کے پہلو میں آگیا + پیدا ہے یا کہ شام غریباں یہ برملا + فائدہ مبالغۂ مدح زلف ہے

---

[1] ادماج اور ایہام میں فرق یہ ہے کہ ایہام میں ایک لفظ مشتمل ایک معنی یا زیادہ کا ہوتا ہے اور یہاں کل کلام سے دو مطلب حاصل ہیں۔ ۱۲

[2] فارسی والا شاعر کہتا ہے ۔ با قحبۂ دنیا نکنید آمیزش + از آتشک جہنم اندیشہ کنید۔

جرأت شعر صنم کہتے ہیں تیری بھی کمر ہے ✽ کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے + غرض مبالغہ وصف باریکی کمر ہے۔ جرأت شعر مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے ✽ سبھوں سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے + یہاں تجاہل کو معشوق کی طرف منسوب کیا۔ **قول بالموجب** کسی شخص کے کلام کو خلاف مراد قائل گمان کرنا بشرطیکہ وہ گمان اُس سے مستنبط ہوسکتا ہو۔ لمؤلفہ شعر مجھ سے کہتا ہے کہ تو دل سے نہیں مجھ پہ فدا ✽ سچ ہے پیارے میں تو بیشک جاں سے ہوں تجھ پہ نثار + ایضاً شعر ناصحا کہتا ہے کیا عشق اُس صنم کا چھوڑ دے ✽ کیا حسین کوئی زیادہ اُس سے دیکھا ہے کہیں + **اطراد**۔ یہ کہ نام ممدوح کا مع نام آبا کے بترتیب ذکر کریں۔ گوہر شعر گل باغ ادب کنہیا لال ✽ نور چشم و چراغ راجی مل + قرۃ العین لالہ چنی لال ✽ خلف داتا رام اہل دول + **تعجب** یعنی کلام میں تعجب ظاہر کرنا کسی فائدہ کے لئے۔ ناسخ شعر بگڑ جاتا ہے سیب پختہ گردش روز کہتے ہیں ✽ تعجب ہے کہ برسوں میں نہ وہ سیب ذقن بگڑا + فائدہ وصف ذقن سے ہے۔ امانت شعر پھول سے سینہ پہ کب ہیں سر پستاں پیدا ✽ ہوے گلشن میں اناروں سے سپستاں پیدا + فائدہ وصف خوشنمائی پستان ہے۔ لمؤلفہ شعر مہینے میں فقط دو روز غائب ماہ رہتا ہے ✽ تعجب ہے نظر آتا نہیں وہ ماہرو برسوں + فائدہ تعجب مبالغہ ہے معشوق کے نہ آنے میں۔ **اعتراض الکلام قبل الاتمام** یا حشو اندر جملہ کے ایسا لفظ یا جملہ لانا کہ معنی بغیر اُسکے بھی تمام ہوسکیں وہ تین قسم ہے ملیح[1] و متوسط[2] و قبیح[3] اگر اُس لفظ سے زینت کلام ہے تو ملیح[2] اگر رکھنا اور نہ رکھنا یکساں ہے متوسط اگر مخل فصاحت ہے قبیح ہے اور حشو قبیح داخل محسنات کلام نہیں مثال ملیح۔ امانت شعر یاں سے اب جاؤں تو میں راہ پہ لاؤں اُسکو ✽ زیب زینت کا سب انداز بتاؤں اُس کو + زیب زینت میں ایک لفظ حشو ہے۔ غالب شعر خامہ میرا کہ وہ ہے باربد[3] بزم سخن ✽ شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے + جملہ کہ وہ ہے باربد بزم سخن مناسب نغمہ سرا کے ہے مثال متوسط۔ نظیر شعر جور اور ظلم سے اُس کے نہ کبھی گھبرانا ✽ نہ کبھی شکوہ بیداد زباں پہ لانا + شعر تو ہے بحر بیکراں میں تشنہ و تفسیدہ لب ✽ اے جہان جود وہمت پیاس کو میری بجھا + جور و ظلم وجود و ہمت میں ایک لفظ حشو ہے۔ مثال قبیح شعر اگر تو نے ستم مجھ پہ کیا تو کیا ہوا پیارے ✽ جفا معشوق اور محبوب کا سہتے ہیں سب عاشق ✽

---

[1] یا ایک صفت جو ایک شے کے واسطے بیان کی جائے اُس کو دوسرے کے واسطے گمان کرنا۔ شعر کہا جو میں نے رقیبوں سے تو نہ مل رہنا ✽ تو ہنس کے بولا کہ وہ بھی تو یہ ہی کہتے ہیں۔ مراد شاعر کی دیگر عشاق سوائے شاعر کے تھی معشوق نے رقیب شاعر کو قرار دیا ہے ۱۲ [2] حشو ملیح کو حشو توزیع بھی کہتے ہیں معرب تودینہ ۱۲ [3] باربد ایک مشہور گویّے کا نام ہے ۱۲

محبوب فضول ہے شعر روئے آنسو اس قدر ہم میں + اشک کے طوفاں سے دریا ہوگیا + لفظ آنسو حشو ہے **تلمیح** یا تلیح وہ صنعت ہے کہ کلام مشتمل ہو کسی قصۂ معروف یا کسی مضمون مشہور پر ۔ سرور شعر طور کو نور کے جلوے میں جلایا اُس نے + کبھی آتش کو ہے گلزار بنایا اُس نے + تلمیح مصرع اول قصۂ موسیٰؑ و مصرع دوم قصۂ ابراہیمؑ ۔ ناسخ شعر حاجت نہیں نماز کی مستی میں زاہدا + کیا مرتبہ دیا ہی خدا نے شراب کو + تلمیح ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰارٰی کی طرف ۔ ذوق شعر ہم تو سنتے تھے سدا کُلُّ حَمُوضٍ بارد + ذوق ہوتا ہے وہ کیوں ہو کے ترش ابرو گرم ۔ شعر خزاں میں اس لئے لوٹے ہے خاک پر غنچہ + کہ یہ علاج ہے اُسکا جسے ہو استسقا + اشارہ ہے مسئلہ طب کی طرف ۔ ولی شعر اک دل نہیں آرزو سے خالی + پر جا ہے محال اگر خلا ہے + اشارہ مسئلہ حکما کی طرف ہے جس میں خلا کو محال بیان کیا گیا ہے ظفر شعر نہ کیجے شکوہ مرا جا بجا کہ بہتر ہیں + اُسی مکان پہ ہوں جس مکان کی باتیں + اشارہ ہے مثل مشہور کی طرف **سیاقۃ الاعداد** ۔ اعداد کو کلام میں بہ ترتیب یا بلا ترتیب ذکر کرنا ۔ ذوق **شعر** اب اُن کو شش جہت میں ہفت دریا لوگ کہتے ہیں + گرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار آنکھوں سے ۔ امانت شعر ایک ہفتے میں بنیں نرگس بیمار آنکھیں + کوئی دو تین دن اُس سے جو کرے چار آنکھیں[۱] **تنسیق الصفات** ایک موصوف کو صفات متوالیہ سے ذکر کرنا ۔ انشا شعر مجمع المکارم و مستحسن الشیم + ینبوع فضل و جود و سخا معدنِ کرم + حکیم تصدق حسین خاں شعر سینے پر دونوں چھاتیاں انمول + اونچی چکنی کڑی کراری گول + صنعت تلمیح و سیاقۃ الاعداد و تنسیق الصفات کو صاحب البلاغت نے صنائع لفظی میں لکھا ہے **سوال و جواب** جس کو مراجعہ بھی کہتے ہیں خواہ ہر مصرع میں سوال و جواب خواہ ایک میں سوال دوسرے میں جواب خواہ ایک بیت میں سوال دوسرے میں جواب ہو ۔ نسیم شعر پوچھا کہ طلب کہا قناعت + پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت + میر حسن شعر کہا گر کسی نے کہ کچھ کھائیے + کہا خیر بہتر ہے منگوائیے + کسی نے کہا سیر کیجے ذرا + کہا سیر سے جی ہے میرا بھرا ۔ نسیم شعر بولا وہ کہ خواب دیکھتا تھا + آتش پہ کباب دیکھتا تھا + بولی وہ کہ ہم بتائیں تعبیر + دلسوزی کریگا کوئی دلگیر + بولا وہ کہ راسعہ کو افق میں[۲] + خورشید تھا آتش شفق میں + بولی وہ بشیر ہو تم دلاور + سر سبز ہو قوم آتشی پر + بولا وہ کہ دیکھی اک شبستاں + شعلہ ہوا انجمن میں رقصاں + بولی وہ کہ شعلہ میں پری ہوں + جو ناچ نچاؤ ناچتی ہوں **حسن الطلب** یعنی کوئی شے بطرز پسندیدہ طلب کرنا ۔

---

[۱] مثال بہ ترتیب رباعی دہ عقل و نہ سپہر و ہشت بہشت ، ہفت اختر از شش جہت این نامہ نوشت ، از پنج حواس و چار ارکان و سہ روح + ایزد بہ دو گیتی چو تو یک تن نسرشت ۱۲ [۲] افق بضمتین لہٰذا قافیہ غلط ۱۲ ۔

غالب شعر آپ کا بندہ اور پھروں ننگا ÷ آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار + ذوق شعر دیا اللہ نے وہ قلب مصفا تجھ کو ÷ اے شہنشاہ صفا ذہن و سراپا صفوت + فرد تفصیل حوائج ہے رخ حاجت مند + عرض حاجت کی نہیں سامنے تیرے حاجت ۔ قطعہ دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہے سو دینار سُرخ ÷ میں یہ کہتا ہوں کہ مفلس پاس اتنا زر کہاں + سُن کے کہتا ہے کہ تم کو شرم بھی آتی نہیں ÷ جھوٹ سے کیا فائدہ فرمائیے اے مہرباں + آپ ہیں مداح ایسے کے کہ جس کے ہاتھ سے ÷ بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیب کاں + کس کو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو ان دنوں ÷ اس قدر دولت کہ رکھتے ہیں سلاطین کیاں + حسن التکریر یعنی کلام میں ایک لفظ مکرر لانا بوجہ خوب و طرز لطیف شعر تو نے مجھے پیارے بُرا گر کہا کہا ÷ یا مصلحت سے غیر کے منہ پر کہا کہا حسن المطلع وہ ہے کہ شعر اول کلام کا الفاظ بدیع اور معانی بلیغ سے لکھا جائے اور مستحسن اور مطبوع ہو اور الفاظ فال نیک کے ہوں حسن المقطع وہ ہے کہ اشعار آخر کلام کے الفاظ فصیح اور معانی خوب سے لکھے جائیں اور یہ اکثر قصیدۂ مدحیہ میں دعائیہ اشعار ہوتے ہیں حسن التخلص وہ ہے کہ کسی مضمون مثل ذکر عشق وغیرہ سے مدح ممدوح کی طرف رجوع کریں اور اسی کو گریز کہتے ہیں ان تینوں صنعت کی مثال باب ششم میں مثال قصیدے سے واضح ہوگی اسی صنعت حسن التخلص کو قطع الکلام بھی کہتے ہیں اور اگر کوئی کلمہ مشعر بر رجوع مطلب دیگر ذکر کریں اُس کو اقتضاب کہتے ہیں چنانچہ دیباچۂ کتاب میں لفظ اما بعد اور خطوط میں بعد شرح شوق ملاقات دیگر آنکہ وغیرہ لکھتے ہیں تعلیق منحصر کرنا کسی امر کا ثبوت یا نفی دوسرے امر پر حکم اول کو جزا اور دوم کو شرط کہتے ہیں۔ غالب شعر اگر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجاوے ÷ کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو + رسالہ عبدالواسع میں اس کی کئی قسم لکھی ہیں۔ تلمیع جس کو ذولسانین کہتے ہیں یعنی ایک مصرع یا شعر ایک زبان میں ہو اور دوسرا مصرع یا شعر زبان دیگر میں۔ انشا شعر اے عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا لا ÷ قد خذ بیدی وفقک اللہ تعالیٰ + امیر خسرو شعر زحال مسکیں مکن تغافل درائے نیناں بنائے بتیاں ÷ چو تاب ہجراں ندارم اے جاں نہ لیو کاہے لگائے چھتیاں ÷ ارسال المثل وہ کہ کوئی ضرب المثل کلام میں لائیں ۔ سودا شعر گالی بھی ہے مرے دل کو گوارا ÷ جھوٹا کوئی کھاتا ہے تو میٹھے ہی کی لالچ + اگر دو مثل ایک شعر میں واقع ہوں تو ارسال المثلین کہتے ہیں ۔ گوہر شعر کس طرح شعر میں مضمون تنا آئے ÷ کیسے مٹھی میں ہوا کوزے میں دریا آئے + جامع اللسانین جس کو ذوروئی بھی لکھا ہے ایسا کلام کہ اُس کو بے تغیر نقاط دو زبان میں پڑھ سکیں = بہ مثال فارسی و ہندی یاد آجائے تو بہتر متضمن اللسانین و متضمن الالسنہ جس کو ذو روئیتین بھی کہتے ہیں۔

کلام بتغییر نقاط دو یا کئی زبان میں پڑھا جائے۔ انشا فارسی ع بیا بیا حب من حالیا بیا کی باش ✤
اردو بیا بیا جب من جالیا پیا کے پاس ✤ عربی بیا ننا حب من حالنا بیا کی ناس ✤ فقرہ نثر فارسی۔
بارگنا ہم کیسے بر خود کے برداشت کرین جہت بہر وی دعا گویم ہر شب بناز + فقرہ نثر اردو۔ یار کیا ہم بسی
بڑچود کی برداشت کریں جھٹ بھڑوے دعا کو ہم پر سب تیار۔ **قلب اللسانین** وہ کلام کہ اگر اس کو مقلوب
پڑھیں زبان دیگر میں اس سے معنی حاصل ہوں شعر ہاں یار ماہ روز درِ خانہ اندر آ ✤ یارا مے داری ماراسے بیار
مقلوب بزبان عربی آرَا دُنَاهُنَا خِرَدٌ وَرِيَعَامُرًا آيِنَالَهُ ✤ رَاْىٍ بِيّ مَاوَاحِيّ رَادُبِمَارًا اسے ✤
کلام الجامع کلام شعر بہ پند و نصیحت و حکمت اور شکایت روزگار کی لکھنا زنگین شعر نفس گر دشمن ہے
اے زنگیں ترا ✤ دب نہ جا اُسکے مقابل رہ کھڑا + باندھ ہمت اور خدا کو یاد کر ✤ اُسکو مار اور دل کو اپنے شاد کر +
دے غذا اُس کو نہ اچھی زینہار ✤ پیٹ کی اُس کو ہمیشہ مار مار + دوست یہ در پردہ دشمن ہے ترا ✤ تو مسافر ہے
یہ رہزن ہے ترا۔ **ابداع** ۔ کلام میں نیا مضمون لکھنا۔ مصحفی شعر کمر ہوئی تری یاں تک تو شہرۂ آفاق +
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے۔ سودا شعر دیکھے جو اُس کی کچون کو یہ تیقن ہو اُسے ✤ تنبو یہ تان کے یا کام کا
اُتراہے کنک + یہ حقیقت میں کوئی صنعت نہیں ہے بلکہ اساتذہ کا کلام اکثر ایسا ہوتا ہے **تضمین و اقتباس**
وہ ہے کہ کسی دوسرے شاعر کا مصرع یا بیت معروف یا آیۂ قرآن یا حدیث اپنے کلام میں لادیں بطور مناسب
تضمین مصرع کو ابداع اور رفو کہتے ہیں اور تضمین بیت یا زیادہ اشعار کو استعانت۔ مثال ابداع۔ غالب
قطعہ مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل ✤ سُن سُن کے اُسے سخنورانِ کامل + آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمائش ✤
گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل + مصرعہ چہارم مشہور کسی شاعر کا ہے۔ ولہ شعر دھوپ کی تابش آگ کی گرمی ✤ وقنا ربنا
عذاب النار + کبھی تضمین کی بنا تنہا اشارہ کردیتے ہیں غالب شعر غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ ✤ آپ بے بہرہ
ہے جو معتقد میر نہیں + مثال۔ ہوشیار شعر ک قوامی کا شعر لکھتا ہوں ✤ وصف میں تیرے اے جہان دیار +
ساعد بلک و بخش دولت را ✤ تو سوار نہ نوبت تو سوار + **ترجمہ** وہ کہ معنے بیت کو ایک زبان سے دوسری زبان
میں ترجمہ کریں لا اعلم۔ شعر آلودہ ز قطرات عرق دیدہ جبیں را ✤ اختر ز فلک می نگرد روی زمیں را ✤ سودا شعر
آلودہ قطرات عرق دیکھ جبیں کو ✤ اختر پڑے جھانکیں ہیں فلک پر سے زمیں کو ✤ اور اسی کی ایک قسم ہے
قریب جا ایہام ایجاد یعنی ایسے دو لفظ لانا کہ ایک سوائے معنی مقصود کے دوسری لفظ کا اُسی زبان یا زبان دیگر
میں ترجمہ ہو۔ امیر خسرو شعر دارم آرزو کہ حکایت کنیم باپت[1] ✤ لالہ غلام روے تو صد برگ زیرِ پات –
زیر پات ۱۲   باتو ۱۲

---

[1] ارادہ کیا ہم نے اُس جگہ نشان شر نگین شہر زدر کا گوسفند لاغر دیکھا ہم نے اُسی زدر کو دکھلایا اُس زدر نے مجھ کو
باہم تیر اندازی شخص باز گردانندہ قصد کو کہ دیکھا اُس شخص نے ✤

قلب اللسانین
کلام الجامع
ابداع
تضمین و اقتباس
ترجمہ

ہر برہمن کہ دید رخ خوبت اے صنم ÷ زنار را گسست و لکدر و بروے لات + لمولفہ شعر جھکا بلبل نے گل کی شاخ ڈالی ÷ بجا ہے باغباں کو گوشمالی ـ نسیم شعر جام اُس نے بھرا کیا پیالے ÷ دل اُسکا بھرا تھا جام کیا لے ـ ذوق شعر نہ چھوڑے گی جیتا مجھے چشم قاتل ÷ یقیں ہے یقیں بلکہ عین الیقیں ہے ـ ادعا وہ ہے کہ شاعر امر غیر ممکن و خلاف قیاس کو دعوے کرے اور سامع کو گمان ہو کہ شاید ایسا واقع ہوا ہوگا ـ رنگین شعر ایک نے گتے سے پوچھا ہنس کے یوں ÷ سچ بتا رستے میں تو بیٹھا ہے کیوں + بولا گتا عُن سے لے عالی نسب ÷ بیٹھنے کا راہ کے ہے یہ سبب + نیک جو ہے وہ بچا جائے مجھے ÷ اور جو بد ہے وہ ستا جائے مجھے ـ محرر شعر محو نظارہ ترا کون مرا عضو نہیں ÷ آنکھ تو آنکھ ہے کرتے ہیں نظارے ناخن +

ادعا

مناظرہ بھی ایک قسم کا ادعا ہے جیسے مناظرہ باز و مرغ شیخ سعدی رنگین اشعار

مناظرہ

باز نے طعنہ دیا مرغے کو یوں	تو بھلا انسان سے بھاگے ہے کیوں
تجھ کو لازم ہے کہ اُس سے رام رہ	رام رہ اور رام صبح و شام رہ
کیوں کہ تو نے عمر کھوئی ہے یہیں	اُس سے یہ وحشت تجھے لازم نہیں
باوجود یکہ تیری وہ کرتا ہے داشت	اور خبر لیتا ہے تیری شام و چاشت
پر تو اُڑ جائے بلانے کے ہی ساتھ	مطلقا آتا نہیں تو اُس کے ہاتھ
میں جو صحرائی ہوں وحشی جانور	جب بلایا اُس نے مجھ کو چھوڑ کر
اس دلِ وحشی کو اپنے کر کڑا	مجھ کو اُس کے پاس جانا ہی پڑا
تھوڑے سے احساں پہ ہے میرا یہ حال	تو بہت احساں کو مست کر پائمال
سُن کے مرغے نے کہا خاموش ہو	ہوش کر اتنا بھی مست بیہوش ہو
میں نے سو مرغوں پہ دیکھا ہے عذاب	باز کو تو نے نہیں دیکھا کباب
کچھ نہیں خواہاں وہ تیری جان کا	آدمی دشمن ہے میری جان کا

اجناس بین اللفظین

فصل دوم صنائع لفظی میں[1] اجناس بین اللفظین یا تجنیس اور یہ کئی قسم ہے اول تام یعنے دو لفظ نوع اور عدد اور ہیئت میں موافق ہوں پس اگر دونوں اسم یا فعل یا حرف ہیں اسکو تجنیس تام مماثل

[1] جمیع صنائع لفظی میں چاہیئے کہ لفظ کو تابع معنی کا کریں نہ معنی کو پیرو لفظ کا کیونکہ اگر صنعت ہوئے مگر معنی عمدہ نہ حاصل ہوئے تو وہ کلام مقبول فصحا نہیں ـ نقل ہے کہ جب اُستاد ابو القاسم حریری تصنیف مقامات سے فارغ ہوا اور شہرت اُس کی فصاحت کی اطراف و اکناف میں ہوئی بموجب حکم خلیفۂ وقت کے اس کو کچہری میں بٹھلایا کچہری میں عمدہ برآ نہ ہوسکا کیونکہ مقامات میں اپنے قصے لکھے اور معنی کو موافق لفظ کے لایا تھا اور یہاں اُس کے خلاف لفظ کو موافق معنی کے لانا پڑا ـ ۱۲

ورنہ مستوفی کہتے ہیں مثال مماثل۔ شعر تم رات کو نہ آئے جو اپنے قرار پر + یہ ظلم تم نے کیا کیا اس بیقرار پر + قرار اول بمعنی وعدہ اور دوم بمعنی آرام مثال مستوفی۔ امانت شعر آبداری سے جو مملو نظر آیا وہ گلا + رشک کی برف سے کیا جسم صراحی کا گلا + ولہ شعر اڑی دیکھوں میں عجائب ہیں درخشاں پہونچے + اُسکے پہونچے کو نہ دے سر تاباں پہونچے + دوم تجنیس مرکب یعنی دو لفظ متجانس میں سے ایک مفرد ہو دوسرا مرکب پس اگر کتابت میں موافق ہوں اُسکو مرکب تشابہ کہتے ہیں ورنہ مرکب مفروق مثال مرکب تشابہ۔ مجروح شعر جتنے مر مر گئے بتو کم پر + اُن کے مرقد ہیں سنگ مرمر کے + آباد شعر اشک برسانے میں شرط آنکھوں نے باہم بدلی + صاف رونے میں ہے دیدۂ پُرنم بدلی + مثال مرکب مفروق۔ امانت شعر روئے گل ہی پہ نہیں تیز وہ رخسارے ہیں + ایک رُخ کیسا خجل اُس سے تو رخ سارے ہیں + ولہ شعر پانوں آخر کو مرا اور تری پیشانی ہے + جو میں کہتا ہوں وہ اک دن ترے پیش آنی ہے + اور اگر تجنیس ایک اور دوسرے کلمہ کے جزو سے مرکب ہو اُس کو تجنیس مرفو کہتے ہیں۔ امانت شعر سینہ وہ سینہ کہ بیکلہ تو تڑپ جائے بستر + ایسے سینے نہیں دیکھے ہیں کسی نے بن بھر + لفظ کسی کا جزو سے لفظ سے کے ساتھ مل کر تجنیس[۱] ہوا اور اگر صرف نوع اور تعدد و ترتیب حروف میں مشابہ ہوں لیکن ہیئت یعنے حرکات میں مختلف اُس کو محرف کہتے ہیں۔ احسان شعر گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے + وگرنہ یاد تھیں مجھ کو شکایتیں کیا کیا + اور اسی میں داخل ہے صنعت تثلیث یعنی کلام میں کوئی لفظ حرکات ثلثہ سے لانا۔ کرم شعر دم رقص پہنے لباس تو کبھی زنگ تُن کا جو زرد گوں + کسی خشک تن کو چبا سے تن پس نخل تن ترے گھونگرو + ولہ ع گیا سینہ چھن گیا دل بھی چھن جیو نہیں بولے چھُن ترے گھونگرو + اور اگر عدد میں مختلف یعنی ایک لفظ میں بہ نسبت دوسرے کے ایک حرف زائد ہو[۲] اُس کو تجنیس زائد یا تجنیس ناقص یا تجنیس مطرف کہتے ہیں اور وہ حرف زائد تین حالت سے خالی نہیں یا شروع میں یا وسط میں یا اخیر میں ہوگا مثال اُن کی امانت شعر ناف اُس شوخ کی بن جائے ترا قفل دہن + پیٹ کے آگے تجھے کوئی لپیٹ آئے نہ بن + ولہ شعر اس کی قامت پہ قیامت کا کروں گر میں خیال + کب قیامت نے بھلا پائی ہے یہ حشر کی چال + محسن شعر اُٹھ کھڑے ہو جیئے تعظیم ہی طاعت ہے + قد و قامت نہیں یہ نعرۂ قد قامت ہے + سوز شعر چشم کا کام اشک باری ہے + چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے +

---

[۱] تجنیس مرکب اور مرفو میں یہ فرق ہے کہ تجنیس مرکب میں تمام دو کلموں سے صلاحیت تجنیس پیدا ہوتی ہے اور مرفو میں ایک لفظ تمام اور دوسرے کے جزو سے یا دونوں کے جزو سے۔ ۱۲ [۲] خواہ شروع میں خواہ وسط خواہ آخر میں ۱۲

سرورؔ شعر کیا جو وعدۂ شب اُس نے دن پہاڑ ہوا ٭ یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوتی شام نہیں + جس میں
ایک حرف آخر میں زائد ہو اُس کو تجنیس مطرّف کہتے ہیں اور کبھی دو حروف بھی زائد ہوتے ہیں
اُس کو تجنیس مذیل کہتے ہیں اور اگر وہ دو لفظ نوع حروف میں مختلف ہوں خواہ شروع خواہ وسط
(یعنی دامندانہ)
خواہ آخر میں لیں اگر حروف مختلف قریب المخرج ہیں اُس کو جناس مضارع کہتے ہیں ورنہ جناس لاحق
مثال جناس مضارع۔ انشا شعر اقرب سمجھ کے اپنے سے رہ جائے وہ دہیں ایس ٭ عقرب کے نیش
پر بھی جو رکھے حل قدم + مثال جناس لاحق۔ امانت شعر جان ناساز ہو وہ نغمۂ خوش ناز ہے یہ ٭
دل مضطر کو سدا سوز ہو وہ ساز ہے یہ + ولہ شعر عشق کے نام سے جسم سبک آگاہ نہ تھا ٭ دُور رہتا
کوہ مصیبت غم جانکاہ نہ تھا + نسیم شعر خط خام لے کے وہ ہوائی ٭ پتا ہوئی اور پتے پہ آئی +
اور جو کسی قسم تجنیس کے دو لفظ متجانس بلا فصل متواتر واقع ہوں اُس کو تجنیس مکرر و مزدوج اور
مرّدد کہتے ہیں مثال تام مکرر۔ انشا شعر میری زباں سے مدح کہاں اُس کی ہو سکے ٭ توصیف میں سہے
جس کی زبانِ قلم قلم + مثال مرکب مکرر۔ ولہ شعر جو بات تجھ سے چاہیے ہے اپنا مزاج آج ٭ قربان
تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج + دہکے ہے آگ دل میں پڑی اشتیاق کی + تیرے سوائے کس سے
ہو اسکا علاج آج + تمام غزل اسی صنعت میں ہے۔ مثال زائد مکرر۔ نوا بدایونی شعر یہ ابر مینا و
جام سے بن پکڑ بجائے کماں کمانشہ (قوس قزح) ٭ ہماری چھاتی کے داغ دل کا کرے ہے تکہ نشاں نشانہ +
تمام غزل اسی صنعت میں ہے۔ ناسخ شعر یہ التجا ہے پیرِ مغاں کی جناب میں ٭ رکھوں میں ساق ساقی
گلفام دوش پہ + مثال جناس لاحق مکرر۔ انشا شعر جب تک کہ خوب واقف راز نہاں نہوں ٭
میں تو سخن میں عشق کے بولوں نہ ہاں نہ ہوں + خلوت میں تیری بار نہ جلوت میں مجھ کو ہائے ٭ باتیں جو
دل میں بھر رہی ہیں سو کہاں کہوں + تمام غزل اسی صنعت میں ہے مثال تجنیس مکرر مقلوب شعر
بات غیروں کی نہ سنو اب بدخو ہم کو ٭ بات کی تاب نہیں ہونے کی مہر و ہم کو + قلب کا بیان آگے آئیگا
اور اگر صرف صورت کتابت میں موافق ہوں اُس کو تجنیس خط کہتے ہیں جیسے الفاظ زخم و رحم و چشم و جسم و شمع و سمع
وغیرہ۔ غالب شعر باغِ شگفتہ تیرا بساط نشاط دل ٭ ابر بہار خم کدہ کس کے دماغ کا + اور اگر ایسا لفظ
کلام میں لاویں کہ بندش الفاظ سے کلام معانی متضاد پہ دلالت کرے یعنی مدح و ثنا ذم و ہجو ہو جاوے
اُسکو تصحیف کہتے ہیں۔ لمولفہ شعر کہتا ہے کیا کہ چل مرے گھر سے بدر ہو تو ٭ جاتا ہوں خیر سے
مجھے اب تو بدر سمجھ + بدر زیادت دو نقطہ سے بدر ہو جاتا ہے اور اگر تبدیل ایک حرکت سے لفظ مدح معنی ذم
پیدا کرے اُسکو تزلزل کہتے ہیں۔ لمولفہ شعر بوسہ دیتا ہی مجھ کو یہ بھی تیرا رحم ہے ٭ ہر کسی کو کون دیتا ہے بے مانگے الوہ

کون اگر با لضم پڑھا جائے معنی ذم پیدا کرے گا اور تجنیس خط میں داخل ہے لانا الفاظ دائرہ متواتر کا -
لا اعلم شعر رتبہ بڑھے ہے خلق سے اپنی ہی شان کا ٭ صاحب کہے سے کچھ کبھی گھٹے ہے زبان کا + یا آنا
ملات حروف کا متواتر اور تجنیس ہی کی ایک قسم ہے قلب یعنی اختلاف ترتیب حروف کا اور وہ دو قسم ہے -
قلب کل اور قلب بعض قلب کل وہ ہے کہ حروف کلمہ بالترتیب قلب کیے جائیں - انشا شعر ابھی جھڑ لگا دے
بارش کوئی مست بھر کے نعرہ ٭ جو زمیں پہ پھینک مارے قدح شراب الٹا - ولہ شعر تو جو باتوں میں
رکے گا تو یہ جانوں گا کہ سمجھا ٭ مرے جان و دل کے مالک نے مرا کلام الٹا + مجھے مار کیوں نہ ڈالے تری
زلف الٹکے کا فر ٭ کہ سکھا دیا ہے تو نے اسے لفظ رام الٹا + سحر ایک ماش پھینکا جو مجھے دکھا کے اس نے ٭
تو اشارہ میں نے تاڑا کہ ہے لفظ شام الٹا + فقط اس لفافہ پہ ہے کہ خط آشنا کو پہونچے ٭ تو لکھا ہے اس نے
انشا یہ ترا ہی نام الٹا + مقلوب بعض وہ کہ حروف کلمہ کے نامرتب قلب کریں - جیسے مرحوم و محروم -
شعر شعر کمال بخش ہے علم کلام میں رہتی ٭ ذہن میں لوگ بہت قیل و قال کرتے ہیں + اور اگر
کسی کلمہ قلب سے وہی کلمہ حاصل ہو اس کو مقلوب مستوی کہتے ہیں مصرع اول شعر انشا کے الفاظ
مقلوب مستوی ہیں شعر رواج اور یہ ہے وہ ہو آشنا انشا ٭ کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ رسم اہل کلام +
اور جب ایک بیت یا مصرع کے الفاظ اول و آخر مقلوب ہوں اس کو مقلوب مجنح کہتے ہیں جیسے
گوہر شعر تار رونے کا یہ بندھا تھا رات ٭ تاب اتنی نہ تھی کہ کرتا بات + کبھی تمام مصرع مقلوب[2]
مستوی ہوتا ہے - انشا شعر مراد روح و رواد روح و روادم ٭ مآل کل امور سرو مآل کلام + اس میں غیر
منقوط اور مقلوب مستوی دونوں صفتیں مجتمع ہیں کبھی تمام شعر مقلوب مستوی[3] ہوتا ہے - ہوشیار شعر
رات یہ گرم زور در و قلق ٭ قلق و درد روز مرگ ہے تار + اور ایک قسم قلب کی ہے رباعی
کہ لفظ اول مصرع دوم مقلوب لفظ آخر مصرع اول اور لفظ اول کا مصرع سوم مقلوب لفظ
آخر مصرع دوم کا ہو علی ہذا القیاس -

تب پیدا ہمیشہ ہووے نو

[1] کسی نے ایک عالم سے بصنعت مقلوب مستوی سوال کیا مرادے دارم اس نے فوراً بصنعت مذکور قلب جواب دیا بر آید یا رب - مبتدیوں کی آسانی
کے واسطے چند کلمات مقلوب مستوی کے لکھے جاتے ہیں - کیک - باب لعل لال - گنگ - بے عیب - بے زیب - کاواک - شاباش - نان - قلق - درد -
دود - تخت - کلاک - کچک - کیک - بیل - کفک - ککک - زاز - ہم - بابا - تا رات - آیا - قرق - نالان - نانان - نادان - داماد -
[2] موسوم ۱۱۲۱ھ امیر خسرو شعر شکر بہ تراز و ئے وزارت برکش ٭ شو ہمرہ بلبل لب ہر مہوش ۱۲[3] ۱۲۳۱ھ قوامی شعر امش بروگنج یار یاری قوت تو توی

اشتقاق
شبہ اشتقاق

اور شامل تجنیس ہے اشتقاق وشبہ اشتقاق **اشتقاق** ایسے الفاظ کا لانا کہ ایک مادے سے مشتق ہوں۔ ذوق **شعر** تا صاف کرے دل نہ مے صاف سے صوفی ٭ کچھ سود و صفا علم تصوف نہیں کرتا + نسیم **شعر** ہنستے ہنستے کہا ہنسے کیوں ٭ ہنستا نہیں بے سبب کوئی یوں + **شبہ اشتقاق** وہ کہ الفاظ مشابہ باشتقاق ہوں مگر مادہ ان کا ایک نہ ہو۔ امانت **شعر** سچ اگر پوچھو تو وہ ساعدوں کی جانیں ہیں ٭ کشور حسن میں شانوں کی بڑی شانیں ہیں + ولہ **شعر** کلیاں پڑتی تھیں کب لے گلبدن اسطرح کی جب + پائجا بیبی کا تو ہے پائنچوں میں فرق ہے اب + نسیم **شعر** دی آنکھ جو شہ نے رونمائی ٭ چشمک سے نہ بھائیوں کو بھائی + **ردالعجز علی الصدر** یہ صنعت منحصر ہے بعض مصطلحات عروض کے جاننے پہ واضح ہو کہ باصطلاح عروضیاں جزو اول مصرع اول کو صدر اور اسکے جزو آخر کو عروض اور مصرع دوم کے جزو اول کو ابتدا اور جزو آخر کو ضرب و عجز کہتے ہیں اور اجزاے وسط ہر دو مصاریع کو حشو پس یہ صنعت چہارقسم ہے اول یہ کہ جو لفظ صدر میں آئے وہی عجز میں دوم یہ کہ جو لفظ حشو مصرع اول میں واقع ہو وہی عجز میں آئے سوم جو لفظ عروض میں ہے وہی عجز میں بھی ہو۔ چہارم جو لفظ ابتدا میں واقع ہو وہی عجز میں واقع ہو مگر ہر ایک قسم تین تین نوع پر ہے کیونکہ وقوع لفظ کا مکرر تین حالت سے خالی نہیں یا وہی لفظ بعینہ مکرر لکھا جائے یا بطریق تجنیس یا بطریق اشتقاق یا شبہ اشتقاق۔ سرور **شعر** کمال شے زوال شے ہے اُس پہ لاکھ حاسد ہوں ٭ بھلا نازاں نہ ہوں کیونکر میں اپنی بے کمالی کا + مجروح **شعر** جتنے مرگئے تھے تو تم پہ ٭ اُن کے مرقد ہیں سنگ مرمر کے ٭ انشا **شعر** سابقہ جب سے مری آہ سے رکھتی ہے گرم ٭ تب سے ہے برق شرربار پہ سباق آتش + ولہ **شعر** تھا وہاں نام خدا عالم خود بینی گرم ٭ اُس کے نتھنوں کی پھڑک میں تھی غضب گرماہٹ ٭ ولہ **شعر** قدرت خدا کی دیکھو تو اسلام کا شرف ٭ دم مارنے کی جا ہی نہیں مار یے نہ دم + ناسخ **شعر** تجھ سے اے دل خدا تو ہے اقرب ٭ غم نہیں بُت اگر قریب نہیں + اور شعراے عجم نے ہر مصرع کے اول و آخر کو صدر و عجز قرار دیکر ہر مصرع میں اس صنعت کو استعمال کیا ہے۔ **شعر** نقاب چہرہ سے ظالم اُٹھا نڈال نقاب ٭ شتاب کر کہ ہے یاں جان کو سفر میں شتاب + اور اسی صنعت کی ایک قسم معاد ہے کہ لفظ آخر مصرع اول مصرع دوم کے آغاز میں ہو اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع سوم کے آغاز میں علیٰ ہذا القیاس۔ رنگین **شعر** فرہاد کو شیریں جو بہت آتی یاد ٭ یاد اُس کی میں اپنے دل کو رکھتا وہ شاد + شاد اُس کا ہمیشہ ذکر رکھتا اُسکو ٭ اُس کو کر یاد شاد رہتا فرہاد + اسی قسم سے ہے۔ امانت **شعر** اُسکے سلک دُر دنداں سے جو آنکھ اپنی لڑی ٭ جب لڑی آنکھ تو اک فکر طبیعت کو پڑی + جب پڑی فکر تو ثابت ہوئی موتی کی لڑی ٭ کیسی موتی کی لڑی اسمیں شرارت ہے بڑی +

ردالعجز علی الصدر

معاد

ہے شرارت جو بڑی اُن میں تو سیارے ہیں ﴿ ہیں جو سیارے تو آنکھوں کے مرے تارے ہیں ﴿

لزوم مالایلزم — **لزوم مالایلزم** یا **اعنات** (بمعنی در زحمت افگندن ۱۲) وہ صنعت ہے کہ قافیہ میں التزام تکرار کسی حرف کا قبل روی کے واجب کریں۔ پس یہ صرف اُس قافیہ میں جس میں حرف قید یا تاسیس ہو واقع ہو سکتا ہے۔ انشا **شعر** ابکی یہ سردی پڑی ہر ایک تارا جم گیا ﴿ کاسۂ چرخ بریں سارے کا سارا جم گیا ﴿ تمام غزل میں التزام کیا ہے کہ قبل الف روی کے الف ورا لایا ہے ورنہ قافیہ تارا کا پیدا بھی ہو سکتا ہے[۱]۔

لزوم الشعر — اور اُسی میں داخل ہے **لزوم الشعر** یعنی لزوم کسی چیز کا ہر بیت یا ہر مصرع میں۔ لا اعلم **شعر** ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور ﴿ جس طرح ہو مور سے اس ناگنی کو تو بچا ﴿ ناگنی جاں بر کہاں ہو مور سے تدبیر بن ﴿ مور جیں جا ہو چلے واں ناگنی کا زور کیا ﴿ ہر مصرع میں ناگنی اور مور آیا ہے۔ یا لزوم کسی حرف کا ہر لفظ بیت میں مثلاً الف کا۔ گو ہر **شعر** اللہ اللہ تمہارے ناز و ادا ﴿ ایسے ناز و ادا کا کیا کہنا ﴿ یا جیسے چار چیزوں کا لانا اس قصیدے کے ہر شعر میں **شعر** یار و مہتاب و گل و شمع بہم چاروں ایک ﴿ ہیں کتاں بلبل و پروانہ بہم چاروں ایک ﴿ اور اسی قسم سے ہے۔

تکرار — تکرار یعنی لانا کسی لفظ کا بکرات بشرطیکہ مخل فصاحت نہو جیسے غزل شہید سی بتکرار لفظ دو شہید کی **شعر** سو نہ دو تم دو ہی دو بوسے دلے کچھ ڈھب کے دو ﴿ قول ہے مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو ﴿

قطع الحروف — اور اسی قسم میں ہے **قطع الحروف** یعنی حذف کسی حرف کا کلام میں جیسے حذف الف میں عبدالعزیز اعجاز سہسوانی **شعر** سینہ شق ہو سنو جو یک سر مو ﴿ عشق کی دل پہ وہ مصیبت ہے ﴿ اور اسی کی قسم میں ہیں منقوط و غیر منقوط و رقطا و خیفا و مقطع و موصل

منقوط — **منقوط** یا تعریں وہ کہ کلام کے سب حروف معجمہ ہوں۔ لمؤلفہ **شعر** غضب زینت[۲] جیش شب تب بنی جب ﴿ نبی بخش نے زینت تخت بخشی ﴿

غیر منقوط — **غیر منقوط** یا تعطیل جس میں سب حروف مہملہ ہوں انشاء اللہ خاں کا ایک دیوان تمام اسی صنعت میں ہے یہ شعر اول اُسکا ہے **شعر** اور کس کا آسرا ہو سر گروہ اس راہ کا ﴿ آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا ﴿

رقطا، خیفا — **رقطا** وہ کہ ہر کلمہ میں ایک حرف منقوط ایک غیر منقوط بالترتیب ہو۔ **خیفا**[۳] یہ کہ کلام میں ایک کلمہ کے حروف معجمہ اور ایک کے مہملہ بترتیب ہوں اس شعر کا مصرع اول رقطا اور مصرع دوم خیفا میں ہے۔

---

[۱] اور جیسے قافیہ ساحل اور کامل میں التزام الف یا سلیس کا اور قافیہ عاقل اور ناقل میں التزام قاف دخیل کا ورنہ قافیہ ساحل کا دل اور عاقل کا جاہل ممکن ہے ۱۲ [۲] قطعہ زیب ختنی زینت ملک چینی ﴿ بے چین جبیں بہ تخت چیں بشینی ﴿ بنشیں بنشیں بخشش فیض خفیتی بخش ﴿ زیں بخشش فیض فیض بخشش بینی ﴿ سعید قریشی کی ایک غزل تمام اسی صنعت میں ہے شعر اول اس کا یہ ہے **شعر** بغضب چیں بجبیں جنبش ہیں ﴿ زیب بخش جبین جنبش ہیں [۳] خیفا وہ گھوڑا جس کی ایک آنکھ سیاہ ہو اور ایک نیلی ہو ۱۲ لغوی معنی گوسفند ہیں جس میں سفیدی اور سیاہی ملی ہوئی ہو ۱۲

انشا شعر شہ بلند نسب اب مجھے سبھی دیوے ÷ جبین لامع زینت حصول حسن مرام ۔ **مقطع** وہ کہ تمام حروف کلام
کے کتابت میں علیحدہ لکھے جاویں ۔ جوہر بدایونی شعر آئے اس دم آج وہ دل دار اور آرام روح ÷ زاری دل
زردی رخ درد دوری دور دور ۔ **مقدر** وہ کہ ایک شعر یا مصرع مقطع ہو دوم موصل دوحرفی سوم موصل
سہ حرفی چہارم چہار حرفی علیٰ ہذا القیاس ۔ **موصل** دوحرفی کی مثال ۔ گوہر شعر گوہر عاشق جو ہو تو بس
ہم سا ہو ÷ غم کا شائق جو ہو تو بس ہم سا ہو + کبھی تمام حروف مصرع کے ملا کر لکھے جاتے ہیں ۔ عاجز
شعر کبھی کہی نہ سنی تم نے حیف جی کی خبر ÷ بنے گی کیسی ستم کیش بے کہے ہم پر + کبھیکہینسنیتمنیحیفجیکیخبر
بنیگیکیسیستمکیشبیکہیہمپر + جب موصل لکھنے سے حروف دندانہ دار بکثرت آویں اسکو **منشاری** کہتے ہیں
یعنی بصورت آرہ ۔ ہوشیار شعر سست بن سست سستے تپ سے ÷ سست بے تپے نت یہ سب نسار +
سستبنسستسستےتپسے ÷ سستبےتپےنتیہسبنسار + **واسع الشفتین** جس کے پڑھنے میں لب سے لب نہ ملے ۔
عاجز شعر اقرار کر گیا تھا کہ آؤں گا رات کو ÷ کیا ہو گیا نہ آیا ہنوز انتظار ہے + نظیر کی ایک تمام
غزل اسی صنعت میں ہے شعر اول اس کا یہ ہے ۔ نظیر شعر آیا نہیں جو کر کرا اقرار ہنستے ہنستے ÷ چل
دے گیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے + **واصل الشفتین** جس کے پڑھنے میں لب سے لب ہر کلمے میں ملے
شعر ملا ہے جبیں بعد مدت ہمارا ÷ پلایا پیا نے لبا لب پیالہ + **شفوی** کلام میں صرف وہ حرف لانا
جس کا مخرج لب ہے یعنی ب ۔ پ ۔ ف ۔ م ۔ و ۔ **حلقی** وہ حرف لانا جس کا مخرج حلق ہے یعنی
ح ۔ خ ۔ ع ۔ غ ۔ ہ ۔ ء ۔ **فموی** ۔ وہ حرف لانا جن کے تلفظ میں تمام منہ کو جنبش ہو **تحت النقاط**
وہ کہ سب حروف کے نیچے نقطے ہوں ۔ اعجاز شعر صدمے صدہا ہی سہے صد مرحبا ÷ اے دل دلگیر
میرے واسطے ۔ **فوق النقاط** کہ سب حروف کے نقطے اوپر ہوں ۔ اعجاز شعر اس قدر کم ہمت اے دل
تو نہ تھا ÷ عشق آفت زا کا گر کرتا گلا + **سجع** نثر میں ایسا ہے جیسے قافیہ نظم میں لیکن بقول بعض سجع نظم
میں بھی واقع ہوتا ہے اور سجع تین قسم ہے مطرف ۔ متوازی ۔ موازنہ سجع مطرف وہ ہے کہ فقرہ نثر میں
دو کلمے آخر کے وزن میں مختلف اور روی میں متفق ہوں جیسے دل مبتلائے ہجر یار ہے ۔ سینہ غم عشق سے
فگار ہے ۔ اور نظم میں جیسے میر تقی شعر عشق ہے تازہ کار تازہ خیال ÷ ہر جگہ اس کی اک نئی
ہے چال + اور سجع متوازی وہ ہے کہ دو فقرے کے کلمات آخر وزن اور روی دونوں میں
متفق ہوں جیسے میں تجھ پر جان دیتا اور اپنے سر بلا لیتا ہوں اور نظم میں جیسے میر حسن شعر
کروں پہلے توحید یزداں رقم ÷ جھکا جس کے سجدے کو اول قلم + اگر جمیع یا اکثر الفاظ دو فقرہ
یا دو مصرع میں مقابل اور متحد الوزن والقوافی لائیں اس کو **ترصیع** کہتے ہیں نثر جیسے دہن کی

مقطع ۔ موصل ۔ مقدر ۔ منشاری ۔ واسع الشفتین ۔ واصل الشفتین ۔ شفوی ۔ حلقی ۔ فموی ۔ تحت النقاط ۔ فوق النقاط ۔ سجع ۔ ترصیع

تعریف تحریر سے بیروں ہے اور سخن کی توصیف تقریر سے افزوں ہے اور نظم غالب شعر
تری دانش مری اصلاح مفاسد کی رہین ؛ تیری بخشش مرے انجاح مقاصد کی کفیل + لفظ آخر
بسبب رعایت قافیہ اصل قصیدہ مقفےٰ نہیں اور سجع موازنہ وہ ہے کہ کلمات آخر دو فقرے
یا دو مصرع کے متحد الوزن ہوں مگر روی مختلف جیسے ہمارا یار بڑا جمیل ہے اور زمانہ میں بے نظیر
ہے امثال نظم غالب شعر مرتا ہوں اس آواز پہ ہر چند سر اڑ جائے ؛ جلاد سے لیکن وہ کہے جائیں
کہ ہاں اور + اور کبھی ایسا سجع موازنہ ہوتا ہے کہ سب الفاظ نثر یا نظم میں متحد الوزن اور مختلف الروی
مقابل واقع ہوتے ہیں اور یہ بمنزلہ ترصیع ہے سجع متوازی میں جیسا قامت موزوں کے روبرو
سرو رواں ناچیز ہے - اور کاکل پیچاں کے سامنے مشک ختن بے قدر ہے - اور مثال نظم
غالب شعر اے شہنشاہ فلک منظر و بیمثل و نظیر ؛ اے جہاں دار کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل + مصنف
تلخیص نے اس کا مماثلہ نام رکھا ہے مگر سکاکی نے اُس کو بھی داخل ترصیع لکھا ہے مگر اصل
یہ ہے کہ ترصیع میں اتحاد وزن و قافیہ دونوں مشروط ہیں اور یہاں قافیہ معتبر نہیں اسی جہت سے
موازنہ کو اکثر نے سجع میں شمار نہیں کیا بلکہ جدا صنعت اور واضح ہو کہ وزن یہاں مراد وزن عروضیان
سے ہے کہ اُس میں توافق حرکات کا ضرور نہیں جیسے اے دلبر بروزن مفاعیلن نہ وزن صرفیان
مراد ہے کہ اس میں توافق حرکات کا ضرور ہے اور شعرائے عجم مسجّع اُس نظم کو کہتے ہیں کہ ہر بیت
قصیدہ یا غزل میں تین سجع لائیں اور چوتھا قافیہ اصل قصیدہ یا غزل کا ہو تا سجع شعر یہ نور ہے
روئے مہ جبیں کا ؛ کہ ہو خجل چاند چودھویں کا ؛ جو حلقہ ہے زلف عنبریں کا ؛ وہ ایک نافہ ہے
مشک چیں کا + زبسکہ وصف دہان شیریں ؛ رہا ہے ورد زبان شیریں ؛ بدن میں جب تک ہے
جان شیریں + مزہ دہن میں ہے انگبیں کا ؛ یہ جوش برپا ہے اشک کا یم + کہ ساتوں دریا ہیں
قطرہ سے کم ؛ جسے کہ کہتے ہیں سب جہنم + شرر ہے اک آہ آتشیں کا ؛ اور ایک قسم سجع کی نظم میں تشطیر
ہے یعنی ہر مصرع جداگانہ سجع رکھتا ہو شعر سینہ ہے داغ عشق سے اپنا شگفتہ باغ ؛ اور دل ہے
رنج ہجر سے غم کا ایک گنج + مصرع اول میں سجع بنی غین پر ہے دوم میں جیم پر دوسری قسم
سجع کی مختص نظم تصریع ہے یعنی بیت کے ارکان صدر و ضرب روی میں متفق ہوں شعر
دل اس رنجور کا عشق بتاں میں ؛ سدا رہتا ہے درد و غم کی منزل ؛ دل اور منزل سجع ہے
ترصیع مع التجنیس - رباعی پروا نہیں جو سیر گلستاں کیجئے + پروا نہیں جو سیر گلستاں کیجئے
چوں مرغ اسیر پر تو رکھتے ہیں ہم ؛ پروا نہیں جو سیر گلستاں کیجئے -

ایضاً مست والے شراب کو چھپا کر لانا ؛ مست والے شراب کو چھپا کر لانا ؛ یہ دختر رز ہے اس کی حرمت ہے ضرور ؛ مست والے شراب کو چھپا کر لانا + **ذوالقافیتین** یا ذوقوافی جس میں دو قافیے یا زیادہ ہوں لا اعلم **شعر** غیر کے آنے میں گھر تیرے ہے نقصان ترا ؛ میں ترے واسطے کہتا ہوں کہا مان مرا + **شعر** آ جلد کہ اب عاشق بیجان میں نہیں تاب ؛ اور نام کو باقی نہیں مژگاں میں کہیں آب + اور اگر دو قافیے کے درمیان ردیف ہو اُس کو ذوالقافیتین مع الحاجب کہتے ہیں۔ میر **شعر** کہیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا ؛ کہیں دل میں جنون ہو کے رہا + **متلون** جو شعر تھوڑی تشدید و تخفیف جائز سے دو یا زیادہ بحروں میں پڑھا جائے۔ انشا **شعر** بیٹھے جہاں ہیں غیر سب مجھ کو بلاتے ہو عبث ؛ دل کو کڑھا کرا ور بھی جی کو جلاتے ہو عبث + مفتعلن مفاعلن چار بار یا مستفعلن آٹھ بار۔ ولہ **شعر** نرگستان کی ہے ٹک دیکھو پھبن آئینہ میں ؛ باغ مست جاؤ کہ ہے اس چمن آئینہ میں + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن۔ ولہ **شعر** کچھ یہ بھی کو یوں نہیں اُس کی پھبن نے غش کیا ؛ غنچے بھی چٹ سے فق ہوئے سارے چمن نے غش کیا + مثل شعر مثال اول یہ تینوں غزلیں تمام اسی صنعت میں ہیں۔ علی بخش شرر بدایونی کی غزل چار بحر میں پڑھی جاتی ہے۔ شعر اول یہ ہے **شعر** ضعف سے یا نولہ پہ سر آیا ہے آہ ؛ ہو گئے نالوں سے ہم اپنے تباہ + اوّل بحر رمل مسدس مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلات دوم رمل مسدس مخبون مقصور + فاعلاتن فعلاتن فعلات۔ سوم خفیف مخبون مقصور۔ فاعلاتن مفاعلن فعلان چہارم سریع مطوی موقوف مفتعلن مفتعلن فاعلات۔ متلون کی ایک قسم ہے محذوف ومنقوص **محذوف** وہ شعر کہ جس کا لفظ اول ہر مصرع کا دور کر دیا جائے تو کسی دوسری بحر میں ہو جائے اور معنے قائم رہیں لا اعلم **شعر** مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا ؛ بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا + اس میں کیا فائدہ مجھ کو جو کیا تو نے قتل ؛ کچھ بھی انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا + لفظ مجھ کو و بندہ و اس میں و کچھ بھی ہر چہار مصرع سے دور کیجئے تو بحر رباعی ہو جاتی ہے **منقوص** وہ کہ اگر آخر مصاریع سے ایک لفظ حذف کیا جائے دوسرا وزن ہو جائے اور معنی قائم رہیں۔ گوہر **شعر** نذر تیغ یار سر اپنا ہوا اچھا ہوا ؛ درد سر کمتر ہوا اچھا ہوا اچھا ہوا + سستے چھوٹے بن گیا سودا ابھی جھگڑا چکا ؛ دل گیا حاصل ترا بوسا ہوا اچھا ہوا + تین مصرع سے اچھا ہوا اور مصرع سوم سے جھگڑا چکا دور کرنے سے دوسرا وزن ہوتا ہے **توافق** یا توافق چار مصرع اس طرح کے کہنا کہ جس مصرع کو چاہیں اول قرار دیں اور علیٰ ہذا القیاس دوم سوم چہارم

ذوالقافیتین

متلون

محذوف

منقوص

توافق

مطوی مخبون ۱۲ — رجز مثمن — رجز مثمن سالم — رمل مثمن مخبون ۱۲ — رمل مثمن مخبون محذوف ۱۲

سلہ بحر خفیف میں بجائے یہ کے یہ پڑھا جائے گا فتامل ۱۲

لا اعلم **شعر** مفتوں ہوں میں اس شرم وحیا کا دل سے ✦ عاشق ہوں میں اس ناز وادا کا دل سے ✦ شیدا ہوں میں اس زلف دوتا کا دل سے ✦ کشتہ ہوں میں اس طرز وفا کا دل سے **نظم النثر** یہ صنعت ایجاد امیر خسرو دہلوی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے اشعار کہے جاویں کہ نثر بھی پڑھے جاویں لیکن حالت نثر میں بندش اور نشست الفاظ کا درست ہونا اور صفائے کلام ضرور ہے کیونکہ بلا لحاظ اس قید کے ہر نظم کو نثر پڑھ سکتے ہیں **نظم** اجی صاحب سنو تو تم نے کل ✦ کیا کہا تھا اور آج کس لئے ٹل ✦ گئے اپنے کلام سے صاحب ✦ ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب ✦ ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے ✦ پر تمہارے تو دیکھے ڈھنگ نئے ✦ واہ جی واہ آپ کے قربان ✦ ہو جیسے کیا ہی ننھے اور نادان ✦ بن گئے ہو خدا سے ٹک تو ڈرو ✦ یاد تو کیجئے قرار دں کو ✦ دوسری قسم اس صنعت کی وہ نثر ہے جس میں بحالت نظم پڑھنے کے یہ ضرور نہیں کہ لفظ آخر مصرع کا کلمۂ مستقل ہو بلکہ کسی لفظ کا حصہ ایک مصرع میں اور دوسرا دوسرے مصرع میں ہو جیسے **شعر** مہرباں میرے منشی جانکی پر ✦ شاد صاحب کو بندگی ہے فر ✦ یاد عشق اپنی مثنوی اور نقش ✦ خہ انشار دلپذیر و تر ✦ کیب بند جناب گوہر دشا ✦ کر عنایت اگر ہوں ہے بہتر ✦
معرب یعنی اگر التزام فتحے کا کیا جائے تو کسرہ وضمہ نہ آئے اور اگر التزام کسرے کا ہو تو فتحہ اور ضمہ نہ آئے اور درحالت التزام ضمہ کسرہ اور فتحہ نہ واقع ہو۔ مثال فتحہ۔ لمؤلفہ **شعر** کل کا وعدہ کر گیا ہے کل صنم ✦ گر نہ آیا آج بس تب ہے غضب ✦ مثال ضمہ۔ راحت بدایونی **شعر** خوب ہو خوب ہو حصول جو ہو ✦ گل تو بلبل کو مجھ کو وہ گل رو ✦ مثال کسرہ۔ غم بدایونی **شعر** دل ملے جتنے کہ جنس سیمتن ✦ تیری تیغِ عشق نے بسمل کئے ✦ **جامع الحروف** وہ کلام ہے جس میں سب حروف تہجی موجود ہوں **شعر** ایں جفا ہا الغیاث اے کافر ترسا لقب ✦ لذت صد حظ مریضِ عشق تو بُرد از طلب ✦ اور اگر حروف تہجی بلا تکرار جمع ہوں تو نہایت مشکل ہے۔ مولانا لطف الدین نیشاپوری **شعر** اثر وصفِ غمِ عشق خطت ✦ نہ بہ حظ کسے جز بضلال ✦ اور اسی قسم سے ہے یہ **قطعہ**[۱] کہ ایک ایک جملہ حروف متشابہ میں سے بترتیب اور مقطع واقع ہوا ہے **قطعہ** جواب علاج ہو کچھ درد و یاس کا اے کاش ✦ تو ہوئے حرص نشاط اور سماع دف کا ذوق ✦ ہلاک ہوں کہ دل خام کار ناداں کو ✦ فغان و آہ پہ لائے ہیں ہائے غم کے شوق ✦ **توشیح** وہ کلام نظم ہے کہ اگر حرف اول یا آخر جملہ مصاریع یا ابیات یکجا کریں کوئی نام یا بیت یا عبارت حاصل ہو جیسے باسم چھوٹے لال۔ لمؤلفہ **شعر** چشم بیمار کا تیری میں ہوا ہوں بیمار ✦ ہے بُرا حال نظر کر مری جانب اے یار ✦

---

[۱] قطعہ بشراب بیج زند در لباس ہر مدہوش ✦ بخاص شرط کہ تا انتفاع گیر دگوش ✦ بجر دشوق تحرک مقال دم نزند ✦ بیان دشدہ لاکن بہ بے کسے خموش

حاشیہ: نظم النثر — معرب — جامع الحروف — توشیح — نوٹ: منہ ما ریختہ ۱۲

وعدۂ وصل کسی روز وفا بھی کر دے ٭ ٹالنا وعدوں کو کب تک تو رہے گا ہر بار ٭ یا خدا کیسا یہ جادو کیا مجھ پر اُس نے ٭ لے گیا ایک ادا میں خرد و صبر و قرار ٭ آہیں بھرتا ہی رہا سحر تری الفت میں ٭ لب شیریں نے نہ پوچھا کبھی حالِ دلِ زار + کبھی بجائے حروف کے الفاظ سے بھی توشیح کرتے ہیں شفقی منشی -

گیندن لال صاحب گوہر بدایونی نے ایک کتاب پنجۂ گوہرین نام میں ایک قصہ نثر میں لکھا ہے جسکے ہر سطر کے اول و آخر و درمیان کے دو الفاظ سے چار مثنوی مختلف بحور کی مشتمل جداگانہ قصوں پر بطریق توشیح نکلتی ہیں بطور مثال اُس کے یہ سطور نقل کرتا ہوں

اللہ کا	شکر بندے سے تا محال ہے لیکن کام کے آغاز میں واجب	بہرحال	ہیں آنکھیں انسان کو اسلئے عطا ہوئی ہیں کہ اسکی	قدرت	پر نظر کرے زبان و لب اسلئے دیے ہیں کہ	حق سبحانہ کا
نام	از بسکہ کانون ہے حتی الامکان ہر فرد بشر کو یہ	لازم ہے	کہ کلام حق جسکو اپنے عقیدے کے لحاظ سے ہر ایک مذہب کے مصنف	قادر	یا نازل سمجھے وہ بیان کیا اور مرشدوں سے ہدایت	لے کر
پہلے	ہر ایک کام سے سامعین کے دل کا یہ کام اور فرض ہے کہ	حمد	پاک پروردگار کی بخلوص عقیدت کے ہاتھوں	کا ہو	نام اسلئے ہر کہ جب توفیق اور نا مقدور اسکا	نام
لیکن	حیرت پیالی ہیں یا توں کا بنا اس غرض سے ہے کہ	خدا	شناسی کی راہ پہ چلیں گر نہ غافل ہیں اس بنو کا	کس سے بیان	ہو سکتا ہے اور میں ہیچمیز کیا لکھ سکتا ہوں لہٰذا بہتر ہے کہ	ایک لطیفہ لکھوں

مبادلۃ الراسین وہ ہے کہ دو لفظ میں حرف اول تبدیل کر دیا جائے۔ لؤلفہ شعر اگر حق نے بخشی ہے عقل نجیب[1] + تو سن مجھ سے یہ ایک نقل عجیب + براعۃ الاستہلال لانا ایسے الفاظ کا اول قصیدے یا مثنوی وغیرہ میں کہ جس سے معلوم ہو جائے وہ مطلب جو آگے بیان کیا جائیگا جیسے مثنوی گلزار نسیم کے شعر اول اکثر داستان کے اسی صنعت میں ہیں۔ نسیم شعر پایا جو سفید چشم صفحا + یوں میل قلم نے سرمہ کھینچا + وله شعر شادی کے لئے ہے کلک شنجرف + انگشت قبول دیدہ حرف تضمن المزدوج۔ مراد اس سے ہے کہ کلام میں دو لفظ مسجع لائیں نسیم شعر واں پھانس چبھی ہے اُسکے غم کی + یاں سانس نہیں ہے ایک دم کی + پھانس اور سانس تضمن المزدوج ہے اظہار مضمر[2] جیسے ع ہے لب وست مخزن شکر + رباعی (۱) عاشق سا مہر دار راز دل زار (۲) سو طرح کا زیور اور خال رخسار۔ (۳) سب آکر دغور نشان دو صاحب۔ (۴) مشتاق کا عزم جانکر آخر کار + اگر کوئی شخص ایک حرف مصرع بالا سے دل میں لے لیں اُس سے پوچھے کہ رباعی کے کون کون مصرع میں وہ حرف واقع ہے جن میں بتلائے اُنکے ہندسے جمع کرکے مصرع مذکور میں سے مطابق اُس کے شمار کرکے بتادے وہی حرف ہوگا معما وہ کلام ہے کہ جس سے کوئی نام کسی شخص کا بموجب[3] اصول قواعد معما کے نکلے جیسے باسم مہتاب راے ازمومن شعر بنے کیونکر سبھی ہے کار اُلٹا + ہم اُسکے بات اُلٹی یار اُلٹا + بعمل قلب نام مہتاب رائے مصرع دوم سے حاصل ہوتا ہے[4] اگرچہ معما داخل علم بدیع ہے مگر چونکہ اسکے شعب اور فروع بہت ہیں لہذا برا سے ایک فن گنا جاتا ہے۔ لغز[5] وہ کلام ہو کہ جس سے باعتبار علامات اور خواص اور صفات[6] کے کوئی چیز معلوم کی جاوے اور اُسکو فارسی میں چیستان ہندی میں پہیلی کہتے ہیں چیستان قلم از ہوشیار

مبادلۃ الراسین

براعۃ الاستہلال

تضمن المزدوج

اظہار مضمر

معما

لغز

---

[1] عقل نجیب و نقل عجیب میں پہلا حرف بدل گیا ہے ۱۲ [2] طریق تصنیف اس رباعی کا مصرع جامع کا حرف اول مخصوص رباعی کے مصرع اول میں ہو اور حرف دوم مصرع جامع کا مخصوص رباعی کے مصرع دوم کا اور حرف سوم مخصوص مصرع اول و دوم کا اور حرف چہارم مخصوص مصرع سوم اور حرف پنجم مخصوص مصرع اول و سوم و حرف ششم مخصوص مصرع دوم و سوم و حرف ہفتم مخصوص مصرع اول و دوم و سوم و حرف ہشتم مخصوص مصرع چہارم کا ہو علیٰ ہذا القیاس یعنی جس نمبر کا حرف مصرع جامع کا ہو وہ رباعی کے اُن مصاریع میں آئے جنکے اعداد مقررہ کا مجموعہ برابر اس نمبر کے ہو اُس کے سوا اور کسی جگہ تکرار نہ ہونے دے اور جو حروف مصرعہ مفروضہ میں ہوں وہ چاہیے جس طرح اور چاہیے جن مصرعوں میں آجاویں ۱۲ [3] یعنی بطور قلب یا تشبیہ یا حساب جمل وغیرہ ۱۲ [4] ازمومن باسم خود شعر کیفیت وصال لیس اب کچھ نہیں رہی + کیونکر نہ ہوں ملول میں شب کچھ نہیں رہی + مادہ اسمی ملول میں سے جس میں سے لیل جو مرادف شب ہے خارج کیا مومن رہا بعض معما ایسا ہوتا ہے کہ اس سے سوائے استخراج اسم کے معنی بھی حاصل ہوتے ہیں جیسا مثلہ بالا میں اور یہ بہتر ہے اور بعض سے سوائے استخراج اسم کے اور کچھ معنی مطلب حاصل نہیں ہوتا جیسے معما باسم جمال شعر آب ہندی میں جو ہو آب عرب + میرے دلبر کا ہو حاصل نام تب [5] فرق معما اور لغز میں یہ ہے کہ مدلول معما کا اسم ہوتا ہے بقواعد مقررۂ فن معما اور دلالت لغز کی مقصود پر بذریعۂ ذکر علامات و صفات کے ہوتی ہے اور بقول بعض یہ فرق ہے کہ معما میں انتقال اسم کی طرف ہے اور لغز میں مسمیٰ کی طرف مگر یہ قول ضعیف ہے کیونکہ روا ہے کہ لغز سے بھی اسم کا ارادہ کیا جائے بذریعۂ ذکر علامات وصفات اور معما کو بطریق سوال بیان کریں ۱۲ [6] بشرطیکہ وہ سب صفات بالاجتماع مخصوص اُسی چیز سے ہوں سوائے اُسکے اور میں نہ پائے جاویں ۱۲

شعر کیا ہے وہ گاہ بحر گہ بر میں ÷ سینہ شق سر بریدہ خوش رفتار + چیستان انار **شعر** ایک خام کی دو کہلاویں ÷ ایک چھوڑیں ایک کو کھاویں + **مدور** وہ کہ ارکان شعر کو دائرہ میں لکھیں جس جگہ سے چاہیں شروع کریں وزن اور معنی قائم رہیں لمؤلفہ

مدور



مصرع

مربع وہ صنعت کہ اشعار طول اور عرض میں یکساں پڑھے جاویں مثال ۔ لمولفہ

مربع

کروں کیا	خفا ہے	آلہی	وہ دلبر
خفا ہے	وہ مجھ سے	عبث کیوں	سمن بر
آلہی	عبث کیوں	خفا ہے	غضب ہے
وہ دلبر	سمن بر	غضب ہے	ستمگر

مثلث

مثلث وہ ہے کہ رباعی کے تین مصرع کئے جائیں اور بعض الفاظ انھیں مصرعوں سے مصرعۂ چہارم بن جائے رباعی تجھ سا نہیں پیارا کوئی اے رشک قمر ÷ محبوب کوئی نہ ہوگا تجھ سے بہتر + اے دلبر ناز نیں تجھے کہتے ہیں سب ÷ تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر ÷

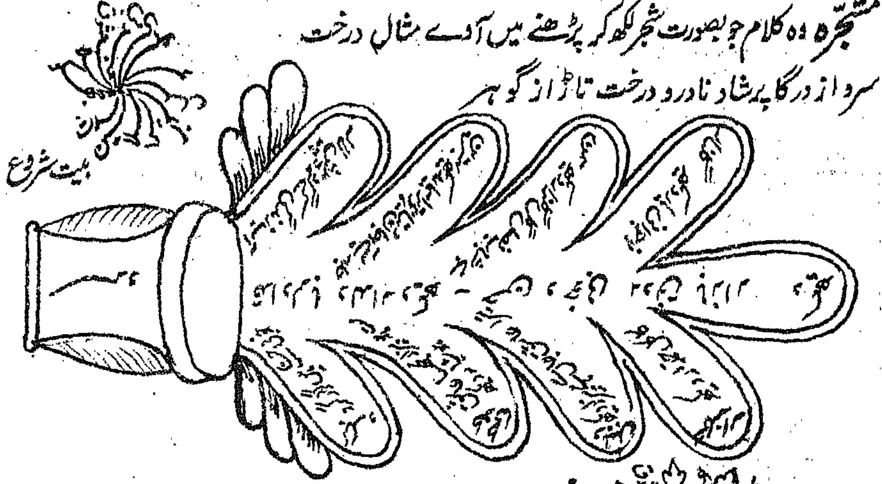
معقد

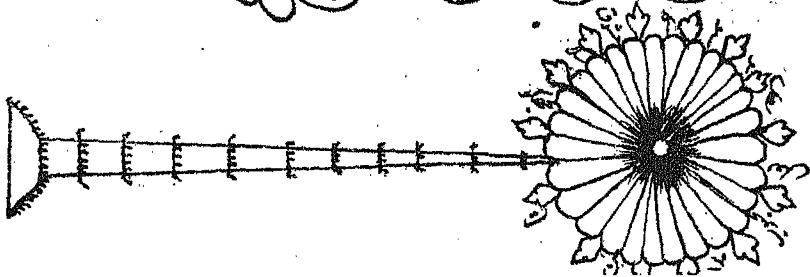
معقد وہ کہ بیت کو بشکل گرہ کے لکھ سکیں جیسے مثال ذیل میں میم درمیان میں ہے جس سے الفاظ شروع ہوتے ہیں۔

مشجر

مشجرہ وہ کلام جو بصورت شجر لکھ کر پڑھنے میں آدے مثال درخت

سرو از درگا پرشاد نادرو درخت تاڑ از گوہر





تاریخ وہ کلام ہے جس کے کسی مصرع[1] یا الفاظ خاص کے حروف سے باعتبار حساب جمل[2] وغیرہ سنہ کسی واقعے[3] کے حاصل ہوتے ہوں۔ تاریخ وفات ناسخ از رشک شعر اُٹھا مرگ ناسخ کا غل چار سو سے ❊ گیا لطف تحقیق کا گفتگو سے ✦ کہا رشک نے مصرعہ سال رحلت ❊ ولا شعر گوئی اُٹھی لکھنؤ سے ✦ کبھی تاریخ میں تعمیہ ہوتا ہے یعنی اشارہ کسی حرف یا لفظ کے کم کر دینے یا زائد کر دینے کی طرف مگر خوبی یہ ہے کہ تعمیہ خالی از لطافت نہو تاریخ ولادت از زند شعر مبارک سلامت کا غل ہر طرف ہے ❊ شہنشاہ عالم کا بیٹا ہوا آج ✦ سر دل سے ہاتف نے فوراً صدا دی ❊ خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج ✦ تاریخ عزل و نصب منصفان از شاکر بدایونی شعر کالکا پرشاد جب اٹھ بیٹھے از تخت مرام ❊ بیٹھے لکھمن لال تب اُن کی جگہ قائم مقام - ۱۶۸۱ - ۹ ۷ ۵ + ۱۷۶ ~ ۱۲۷۸ + کبھی تاریخ خفی اور جلی ہوتی ہے یعنی جن الفاظ سے بظاہر تاریخ ہو اُنکے اعداد سے بھی تاریخ نکلے جیسے سنہ نہصد و ہشتاد کے اعداد بھی اسیقدر ہوتے ہیں۔ کبھی تاریخ زبر و بینات میں ہوتی ہے واضح ہو کہ حروف کی ملفوظی حالت میں جب حرف اول اُسکا لیں اُس کو زبر کہتے ہیں جیسے اعداد ابجد کے دس ہوئے اور جب حرف اول کے سوائے باقی حرف کے عدد لیں اُس کو بینہ کہتے ہیں جیسے الف میں لف کے عدد ۱۱۰ با میں ۱ - ۱ کا - ۱ جیم میں یم کا - ۵۰ - دال میں ا - ل - کا ۳۱ - پس ابجد کے ۱۹۲ ہوئے اور زبر و بینہ - ۲۰۲ ہوئے کبھی صرف معجمہ یا مہملہ حروف سے تاریخ نکالتے ہیں تاریخ طبع دیوان شگرف از عیش شعر چھپا دیوان نسیم موجد طرز فصاحت کا ❊ کہ جو تھے غیرت فردوسی و سعدی و خاقانی ✦ حروف معجمہ میں عیش نے تاریخ یوں لکھی ❊ چھپا کیا ہی کلام دلکش اُستاد لاثانی ✦ کبھی اور کسی طرز خوب سے صورت اعداد سال بیان کرتے ہیں۔ تاریخ ۱۲۹۵ انقلاب حکومت ع کیا چرخ نے نوابی سہراب کو اُلٹا ❊ بعمل قلب بارہ سے باون -

---

[1] مصرعہ یا الفاظ خاص مناسب اُس واقعہ کے ہوں ۱۲ [2] حساب جمل یعنی اعداد حروف اور اعداد مقررہ حروف تہجی کے یہ ہیں ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ - ا سے ی تک آحاد - ک سے ق تک عشرات بعدہ آخر تک ماۃ شمار کرنا چاہیئے - حروف مخصوص فارسی یا ہندی کے اعداد اُنھیں حروف کے مساوی لئے جاتے ہیں جس کے مشابہ وہ لکھے جاتے ہیں مثلاً پ چ گ کے ❊ ۲ و ۳ و ۲۰ و ٹ ڈ ڑ کے ۴۰۰ - ۴ - ۲۰۰ - یاد رہے کہ تاریخ میں حروف مکتوبی معتبر ہیں نہ ملفوظی مثلاً کاف بیانیہ کے ۲۵ عدد ہوں گے - تاے مثناۃ کے خزینۃ الشعرا میں بسبب رسم کتابت ہاے ہوز کے ۵ اور علیٰ کے الف مقصورہ کے ۱۰ - الف ممدودہ کی مد مطلق شمار نہ ہوگی کیونکہ کسی حرف کی صورت نہیں ہے حرف مشدد ایک ہی شمار ہوگا - ہمزہ کا عدد لینا نہ چاہیئے مگر بعض ایک لے لیتے ہیں ہمزہ اگر کسی حرف پر ہو تو اُس حرف کے عدد لے لیں گے - اعتبار صورت کتابی جیسے کوئی وطاؤس تین اور الف لام تعریف گو ملفوظ نہو شمار ہوگا جیسے ملک الشعرا میں الف اللہ و ہٰذا و ذٰلک داود لہ کا ی یہ کی جو ملفوظ غیر مکتوب ہے شمار نہ ہوں گے ۱۲ [3] مثل ولادت یا نکاح یا صحت از بیماری یا تخت نشینی یا فتح یا تعمیر مکان ۱۲

تاریخ غزل خواجہ علی نقی کو رقم کر سیاق میں ؎ تاریخ غزل چاہے تو نکتہ نکال دے + کوئی ہوا ہے علت ابنہ میں بیقرار ؎ دو رکھ کے فرق نخس پہ اک پیچھے ڈال دے + ۲۰۰ کا صفر دور کر کے آغاز میں ۲ - آخر میں ۱ - لکھا - ۱۲۷۲ ہوئے **تاریخ وفات** شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی از مومن **شعر** انتخاب نسخۂ دیں مولوی عبد العزیز ؎ بیعدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل ؎ جانب ملک عدم تشریف فرما کیوں ہوئے ؎ آ گیا تھا کیا کہیں مُردوں کے ایماں میں خلل ؎ مجلس درد آفرین تعزیت میں مَیں بھی تھا ؎ جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ آ کر برمحل ؎ دست بیداد اجل سے بے سروپا ہو گئے ؎ فقر و دیں فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل - ۱۲۳۹ھ

باب چہارم علم عروض میں مشتمل مقدمہ اور ۶ فصل پر

مقدمہ تعریف عروض و شعر اور فضیلت شعر میں واضح ہو کہ عروض وہ علم ہے کہ جس سے کلام[۱] موزون[۲] یعنی نظم اور غیر موزوں یعنی نثر میں تمیز[۳] ہو جاتی ہے اور کلام موزوں کو کہ با معنی اور مقفی ہو بشرطیکہ قصد متکلم سے صادر ہوا ہو شعر[۴] کہتے ہیں اور بقول بعض قصد متکلم شعر میں داخل شرط نہیں یہ قول غلط ہے کیونکہ ایسا شخص کوئی شاذ ہوگا کہ کبھی کلام موزوں بے قصد اُس سے سرزد نہوا ہو پس تمام جہان شاعر ہوا اس لئے کلام الٰہی ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ[۵] + لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا[۶] ؎ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ[۷] اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ[۸] اور حدیث شریف میں اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ + اَنَا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ + اور هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ[۸] + اور اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ[۹] +

---

[۱] کلام وہ جس کے معنی ہوں اور سامع کو افادۂ تام دے پس شعر اول قطعہ کو یا کسی شعر مہمل یعنی بے معنی کو شعر کہنا بطور مجاز کے ہے ۱۲

[۲] موزوں وہ جو اوزان مقررہ سے کسی وزن پر ہو اور وزن ایک ہیأت ہے تابع حرکات و سکنات کی ۱۲ [۳] اگر شخص موزون الطبع بھی ہو تو بھی اس کو جاننا علم عروض کا ضرور ہے کیونکہ واقفیت جملہ اوزان بحور کی اور تمیز وزن صحیح اور غیر صحیح میں اور تقطیع حقیقی اور غیر حقیقی میں بدون اسکے ممکن نہیں مثلاً ع کروں پہلے توحید یزداں رقم ؎ جو بروزن فعولن فعولن فعولن فعل ہے بروزن مفاعیل مستفعلن فاعلن یا فعولن مفاعیل مستفعلن بھی تقطیع ہو سکتا ہے [۴] شعر کے لغوی معنی جاننا پس مصدر بمعنی مفعول ہے اور باصطلاح منطقیان کلام اثر دار مخیل موزوں ہے [۵] بحر مسدس مقصور بروزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یعنی یہ کہ پس تم نے اقرار کیا اور تم نے گواہی دی پس تم وہ شخص ہو کہ تم نے قتل کیا ۱۲ [۶] بروزن رباعی ۱۲ [۷] بحر سریع مطوی موقوف بروزن مفتعلن مفتعلن فاعلان ۱۲

[۸] حصہ اول درحالت اسقاط ہمزہ وصل اصبع بروزن مستفعلن مستفعلن فعولن و حصہ دوم بروزن مفاعلن مستفعلن فعولن - معنی یہ ہیں کہ تو نہیں ہے مگر انگلی کہ خون آلودہ ہوئی اور راہ خدا میں ہو جو تجھے پہنچا اور یہ حدیث حضرت نے جنگ حنین وقت شہادت انگشت مبارک فرمائی ۱۲

[۹] بحر متقارب و ریستدارک میں ہے یعنی بعض ارکان مخبون یعنی فعلن بکسر عین ہیں اور بعض مقطوع یعنی فعلن ساکن العین ۱۲

شعر نہیں اور قول بعض کا ہے کہ قافیہ بھی شعر میں ضروریات سے نہیں بل امر عارضی ہے مثل مطلع غزل وغیرہ
اور واضع عروض کا خلیل بن احمد بصری ہے کہ کوبیگا ذر کی آواز سے اس علم کو استخراج کیا اور وجہ تسمیہ
میں اس کے اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ عروض نام مکہ کا ہے اور خلیل کو اُس کی دعا کے موافق
مکے میں اس علم کا الہام ہوا تیمناً اُس کو مکے کے نام سے موسوم کیا یا عروض کے معنی طرف و جانب
کے ہیں اور اس علم سے بھی اطراف و جوانب شعر و سخن کے معلوم ہو جاتے ہیں - یا یہ کہ عروض کے
معنی ظہور کے ہیں اور اس علم سے بھی وزن صحیح اور غیر صحیح ظاہر ہو جاتا ہے - یا یہ کہ عروض کے
معنی جائے ظہور کے ہیں اور یہ علم بھی معروض علیہ شعر کا ہے - اور بقول بعض عروض راہ کشادہ درۂ کوہ
کو کہتے ہیں چنانچہ راہ درۂ کوہ سے موضع اور منزل کو پہونچ جاتے ہیں اسی طرح اس علم سے
کلام صحیح اور غیر صحیح و موزوں و غیر موزوں معلوم ہو جاتے ہیں اور منزل تیز کو پہونچ جاتے ہیں -
اور بقول بعض عروض بمعنی ابر ہے اور جیسے ابر سے فائدہ پہونچتا ہے ایسے ہی علم عروض سے
فوائد کلام حاصل ہوتے ہیں اور یا یہ کہ عروض نام ستون خیمہ کا ہے اور بیت بمعنی خانہ پلاس کہ اکثر
صحرا نشینان عرب زمان قدیم میں بناتے تھے پس جیسا کہ خیمہ کو ستون اور رسّی اور میخ ضرور ہے
بیت[۳] کو بھی عروض[۴] سبب وتد فاصلہ لازم ہے اور شعر اول آدمؑ نے زبان سریانی میں ہابیل کے
مرثیہ میں جبکہ قابیل نے اس کو مار ڈالا کہا ہے اُس کے مطلع کا ترجمہ زبان عربی میں یہ ہے
شعر تغیرت البلاد و من علیہا ✤ و وجہ الارض مغبّر و قبیحا + اور موجد شعر عربی یعرب[۵] بن قحطان[۶]

---

[۱] کیونکہ فاعل کا قصد شعر کا نہیں تھا اور شعر کا اطلاق ان پر منع ہے بمُوداے وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ یعنی ہم نے آنحضرت کو شعر نہیں سکھایا اور نہ لائق تھا ان کو شعر کہنا بعض کی رائے ہے کہ یہ اشعار بے قصد زبان وحی ترجمان سے فی البدیہہ صادر ہوئے ۱۲ [۲] سکاکی نے اس قول یعنی عدم ضرورت قافیہ کو شعر میں ترجیح دی ہے - اور یونانیوں کے اشعار میں قافیہ معتبر نہیں ہے چنانچہ حیثونی شاہ یونانی نے زبان فارسی میں ایک کتاب موسوم بہ یوبونامہ مشتمل بر اشعار غیر مقفیٰ جمع کی ہے یہ بیت بعضم یادداد محبوبہ آرزو و اشتیاق ۱۲ - کذا فی البرہان + [۳] بیت بھی شعر کو کہتے ہیں جس میں دو مصرع ہوں اسی مناسبت سے نصف بیت کا نام مصرع رکھا ہے جس کے معنی کواڑ کے ہیں ۱۲ [۴] چونکہ شعر میں اکثر عروض یعنی جزو آخر مصرع اول کا ذکر ہوتا ہے لہذا اُسکے علم کا بھی نام عروض رکھا ۱۲ [۵] ابوعبید بن عبدالسلام بغدادی سے روایت ہے کہ یعرب بن قحطان کی عمر چار سو برس کی تھی اور وجہ تسمیہ یعرب کی یہ ہے کہ بعد طوفان نوحؑ کے لغات عرب اُس سے مشہور ہوئے اور موجد فصاحت و بلاغت زبان عربی کا وہی ہے سوائے مسجع اور مقفّے کے بات نہیں کہتا تھا کہتے ہیں کہ اول دو شعر مقفّے و مسجع و موزوں کہکر محفل عرب میں اُس نے پڑھے چونکہ ایسا کلام اُنھوں نے کبھی نہ سنا تھا کہا کہ اے عرب ایسا کلام مطبوع تجھ سے ہم نے کبھی نہیں سُنا تو کہاں سے لایا کہا کہ اپنے شعور سے میں نے پیدا کیا چونکہ کلام موزوں و مسجع اُس کے شعور سے پیدا ہوا لہذا اُس کا نام شعر رکھا اور بعض کہتے ہیں کہ یمن میں اشعر ابن سبا نام ایک شخص تھا اکثر کلام موزوں اُس کی زبان سے صادر ہوتے تھے اُس کے مقولات کا نام شعر ہوا بعد اُس کے اوروں نے جو اُس کی وضع پر سخن کیا وہ بھی شعر کہلایا [۶] قحطان آدمؑ کے ۲۰۹۶ برس بعد ہوا تھا ۱۲

من اولاد سام بن نوح ہے شعر اول اُس کا یہ ہے شعر من الناس من ابہ دام ٭ خلیفت جہل و طیف علم +
اور موجد شعر فارسی بہرام گور بادشاہ جد سوئمین نوشیرواں عادل ہے شعر اول اُس کا یہ[1] ہے
شعر منم آں پیل دمان و منم آں شیر یلہ ٭ نام بہرام مرا و پدرم بو جبلہ + اور بعض کہتے ہیں کہ مصرع دوم
ع نام بہرام ترا و پدرت بو جبلہ + دلارام جنگی نام اُس کی معشوقہ کا ہے کہ اُسکے جواب میں فی البدیہہ
کہا تھا اور بقول بعض موجد شعر فارسی ابو حفص[2] حکیم سغدی ہوا کہ سنہ ۳۰۰ ہجری میں تھا شعر اُس کا یہ ہے
شعر آہوے کوہی در دشت چگونہ دودا ٭ یار ندارد بے یار چگونہ رودا + اور اُسکے بعد سنہ چارصدی ہجری
میں شعر فارسی نے رواج پایا اور عنصری و عسجدی و فرخی نامے شاعر ہوئے اور پھر سنہ پانصدی میں
فلکی و خاقانی شروانی و رودکی[3] وغیرہ مامور ہوئے من بعد نظامی اپنے وقت کے اُستاد ہوئے اور کہا ہے
قطعہ در شعر تن سہ پیمبر اند ٭ ہر چند کہ لانبی بعدی + ابیات و قصیدہ و غزل را ٭ فردوسی و انوری و سعدی[4] +
اور اردو[5] میں شعر گوئی زمانۂ شیخ سعدی اور امیر خسرو[6] سے پائی جاتی ہے اور صاحب دیوان اول ولی[7] شاعر
ہوا اور فن شعر بہترین فنون سے ہے جو لوگ مذمت شعرا میں کلام الٰہی الشعراء یتبعہم الغاون[8] اور حدیث
الشعر من مزامیر[9] ابلیس اور خذوا الشیطان[10] لان یمتلی جوف رجل قیحا خیر لہ من ان یمتلی شعرا۔ اور الشعراء
کذاب سند لاتے ہیں وہ استثناے الا الذین[11] آمنوا و عملوا الصالحات کو خیال نہیں کرتے۔ اور حدیث
ان من البیان لسحرا و ان من الشعر لحکمۃ اور نیز ان المومن لیضرب بالسیف و اللسان اور الشعراء
تلامذ الرحمٰن و قتلوبہم خزائن الاسرار و السنتہم کنوز من اسرار الغیب۔ در الشعراء امراء الکلام و علموا صبیانکم الشعر فانہ یورث

[1] کہ جنگل میں ایک شیر کا شکار کیا اُسوقت اسکی زبان سے نکلا ۱۲ [2] کہ واضع موسیقار کا بھی ہے وقیل سمرقندی ۱۲ [3] رودکی رباعی اور قصیدہ اور مثنوی کا موجد ہے ۱۲ [4] غزل کا موجد باعتبار فصاحت و بلاغت سعدی کو ٹھہراتے ہیں مقطع میں تخلص لانا سعدی کی ایجاد سے ہے ۲
[5] ہندوستان میں پیشتر زبان ہندی مروج تھی جب اہل اسلام کی سلطنت ہندوستان میں ہوئی اور انکے لشکر میں مختلف ملکوں کے باشندے تھے یعنی عربی فارسی ترکی تورانی زبانیں سنسکرت اور ہندی میں مل کر ایک نئی زبان پیدا ہوگئی اور وہ اُردو یعنے لشکر کے نام سے موسوم ہوئی اور اس کو ریختہ بھی کہتے ہیں بقول بعض اس سبب سے کہ ریختہ مصالحہ کو کہتے ہیں جو چند اجزا مخلوط کرکے واسطے استحکام دیوار کے مستعمل ہوتا ہے اسی طرح یہ زبان بھی چند زبان سے مل کر بنی ہے اور بقول بعض اس سبب سے کہ دیگر زبانوں کے امتزاج سے ہندی زبان اپنی اصلیت سے گر گئی ۱۲ [6] امیر خسرو نے جس کا انتقال ۷۲۵ھ میں ہوا بطور ملمع اشعار کہتے تھے شعر ز حال مسکیں مکن تغافل دورائے نیناں بنائے بتیاں ٭ چو تاب ہجراں ندارم ایجاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں [7] محمد ولی ولی تخلص باشندہ احمد آباد دکن نے گیارھویں صدی ہجری میں بعہد عالمگیر بادشاہ دیوان فراہم کیا۔ اور بعہد محمد شاہ بادشاہ یعنی بارھویں صدی ہجری کے آغاز میں دہلی میں بھی رواج شعر اردو ہوگیا۔ ۱۲ [8] الشعراء یتبعہم الغاون اُن شعراے کفار کے حق میں نازل ہوا ہے کہ درباب آنحضرت اور مذمت اسلام میں شعر کہتے تھے اور مشرکان سے یاد کرکے پڑھتے تھے جیسے ابن زبعری و ہبیرہ و مجامع و امیہ ثقفی وغیرہ ۱۲ [9] الشعر من مزامیر ابلیس سے مراد وہ اشعار ہیں جو بیان فسق و فجور میں ہیں ۱۲ [10] خذوا الشیطان اُس شاعر کے حق میں ہے جو ایسا محو شعر خوانی میں تھا کہ بے ادبی کے ساتھ جانب آنحضرت التفات نہ کی [11] بعد نزول آیہ والشعراء الخ حسان ابن ثابت و ابن رواحہ و دیگر شعراء صحابہ کی نسبت یہ آیہ استثنا نازل ہوئی اور حضرت نے اُنکے حق میں فرمایا اہجوا المشرکین فانہ ذالک اشد علیہم من نضل النبل شاعرا نہ کہ غازی خواند در قرآن خدا ٭ ہست از ایشاں بہ قرآن ظاہرا استثنا را ٭

الشجاعت وکان الشعر احب الی رسول اللہ من کثیر الکلام[1] سے خبر نہیں رکھتے اگر فی الحقیقت فن شعر معیوب
ہوتا تو اصحاب[2] ومشایخ اس طرف توجہ نہ کرتے اور آنحضرت شعر نہ پڑھتے[3] اور ابن رواحہ وغیرہ سے نہ پڑھواتے
کذا فی ترمذی ومسلم اور قصیدہ بانت سعاد مصنفہ کعب ابن زبیر کو اصلاح نہ فرماتے اور قصائد حسان[4] بن
ثابت پر صلہ تحسین عنایت نہ کرتے اور اُسکے حق میں اللھم ایدہ بروح القدس نہ فرماتے فریدالدین عطار نے
کہا ہے **شعر** شاعری جز ویست از پیغمبری + جاہلانش کفر خوانند از خری + لیکن مضامین کفریہ اور کلام
ہزل البتہ داخل عیب[5] ہے سو وہ مخصوص نظم نہیں نظم ونثر دونوں میں ممنوع ہے اور الشعرا الکذاب[6] اُن
شعرا کی شان میں ہے جو ایام جہالت میں انبیا کا ذکر اہانت وکہانت وسحر سے کرتے تھے اور تعریف لات ومنات
کی شعر وسخن میں کرتے تھے اور اُن کو خدا سمجھتے تھے اور مبالغہ واستعارہ وتشبیہ مثلاً کہنا کہ معشوق کا منہ مثل
چاند کے ہے یا ممدوح کا گھوڑا افلاک الافلاک کی سیر کرتا ہے یا تیز روی میں دریا ہے داخل کفر اور جھوٹ نہیں جھوٹ
وہ ہے کہ سننے والے کو اُس سے ادراک غلط حاصل ہو اور ایسے کلام کو سنکر ہر آدمی جانتا ہے کہ معنی حقیقی مراد نہیں ہے تعریف میں
مبالغہ ہے ایسی عبارتیں حدیث میں بھی آئی ہیں آنحضرت نے ابوطلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا چنانچہ صحیح بخاری میں روایت[6] ہے۔

---

[1] اور آنحضرت نے باب شعر میں کعب بن مالک شاعر سے فرمایا ان المؤمن یجاہد بسیفہ ولسانہ اور آنحضرت حسان سے فرماتے تھے ان روح القدس لایزال یؤیدک فانا فحت عن اللہ ورسولہ اور نیز فرمایا ان اللہ تعالیٰ یؤید حسان بروح القدس فانافح اذا فاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وصف شعر میں فرمایا اصدق کلمۃ قالہا الشاعر کلمۃ لبید اور صحیح مسلم میں عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے اپنے شعرا سے فرمایا اہجوا قریشا فانہ اشد علیہم من رشق النبل [2] قصائد حضرت ابوبکرؓ مشہور ہیں چنانچہ یہ شعر ماتم حضرت عثمان میں فرمایا شعر للناس ہم ولی فی الیوم ہمان + ہم الجارتی ہم الشیخ عثمان + یعنی سب آدمیوں کو ایک ہم ہے مجھ کو آج دو ہم ہیں ایک توشہ دان کا دوسرا شیخ عثمان کا حضرت عمر نے ناآگاہی شعر پر افسوس کیا ہے حضرت علیؓ کے قصائد و دیوان مشہور ہیں۔ حضرت فاطمہؓ نے مرثیہ آنحضرت صلعم میں جو اشعار کہے ہیں اس میں سے ایک شعر یہ ہے شعر صبت علی مصائب لو انہا + صبت علی الایام صرن لیالیا + صواعق محرقہ میں اشعار حضرت امام حسینؑ و امام شافعی کے بھی موجود ہیں اور لکھا ہے کہ تین سو سال قبل رسالت آنحضرت سے ایک ایک پتھر کی تختی پائی گئی جس پر یہ شعر مرقوم تھے شعر اترجوا امۃ قتلت حسینا + شفاعۃ جدہ یوم الحساب + اور یہ بھی لکھا ہے کہ اُس کو حضرت ابراہیمؑ نے لکھا تھا اور احتمال ہے کہ خود ان پیغمبر نے تصنیف کی ہو [3] مشکوٰۃ میں ہے کہ خندق کھودنے کے وقت آنحضرتؐ اور مہاجرین وانصار رجز پڑھتے تھے۔ ترمذی میں عائشہ سے روایت ہے کہ حضرتؐ گاہ گاہ شعر ابن رواحہ کے پڑھتے تھے ۱۲ [4] منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کو گئے عرش کے تلے ایک مکان مقفل دیکھا جبرئیلؑ سے پوچھا جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ یہ خزانہ معانی ہے اور زبان شعرا اس کی کنجی ہے فرمایا کہ اس میں سے کچھ ہم کو ہدیہ کر جبرئیلؑ نے دو شعر نذر کئے آخر الامر ایک روز آنحضرت نے کاغذ سادہ حسان ابن ثابت کو دے کر فرمایا کہ جمعہ کے دن قصیدہ کر حمد ونعت کہہ کر لانا وہ بھول گیا اور بروز جمعہ وقت طلب منبر پر چڑھ کر اُسی سادہ کاغذ کو جیب سے نکال کر فی البدیہہ قصیدہ پڑھنے لگا اتفاقاً وہ شعر جو جبرئیلؑ نے نذر کئے تھے وہ بھی اُس کی زبان سے نکلے حضرت نے فرمایا کہ یہ دو شعر میرے کسی کو معلوم نہ تھے پس جبرئیلؑ نے اس کی طبیعت میں القا کیا اور معلوم ہوا کہ بدیہہ ہے اور اُسکے حق میں دعا کی اللھم ایدہ بروح القدس اور فرمایا کہ معنی طبیعت شاعر میں القا غیبی ہے بے تائید الٰہی حاصل نہیں ہوتا ۱۲ [5] چنانچہ حضرت نے در باب شعر فرمایا ہے کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح ۱۲ [6] اور بیان سراپا خال وخط کسی امرد یا عورت حسین معینہ کا جو زندہ اُس شہر میں موجود ہو حرام ہے اور ذکر شخص غیر معین موجود یا معین میت کا مضائقہ نہیں جیسے غزلیات میں یا قصہ لیلیٰ ومجنوں وغیرہ کیونکہ اس صورت میں وجہ فساد متصور نہیں ۱۲ کذا فی عینی شرح کنز الدقائق

فصل اول ارکان اور اسما اور تعداد اور اصول بحور میں۔ واضح ہو کہ خلیل نے عروض کو پندرہ بحروں میں بنایا تھا لیکن پندرہ بحروں میں حصر نہیں ہو سکتا اور اُن کو چند الفاظ میں جن کو ارکان و اصول افاعیل و افعال و تفاعیل و مفاعیل و امثال و اجزا و موازین عروض کہتے ہیں منتظم کیا وہ دس ہیں دو خماسی یعنی پنج حرفی فعولن فاعلن آٹھ سباعی مفاعیلن فاعلاتن مستفعلن مفاعلتن متفاعلن مفعولات بضم التا بلا تنوین فاع لاتن مس تفع لن منفصلؔ۔ اور یہ تین چیز سے جن کو اصول سہ گانہ کہتے ہیں مرکب ہیں اول سبب[رسی ۱۲] یعنی کلمہ دو حرفی پس اگر اول متحرک دوم ساکن ہو تو اس کو سبب خفیف کہتے ہیں جیسے دل اگر دونوں متحرک ہوں اُس کو سبب ثقیل کہتے ہیں جیسے لفظ دلؔ درحالت اضافت باہم کیونکہ ہاے آخر بغرض اظہار حرکت کے ہے دوم[۲] وتد[میخ ۱۲] یعنی کلمہ سہ حرفی پس اگر آخر ساکن ہو تو وتد مقرون یا مجموع کہتے ہیں جیسے چمن اور اگر وسط ساکن ہو تو مفروق جیسے لفظ یار درحالت اضافت یا لالہ کیونکہ ہاے آخر اظہار حرکت کے لیے ہے سوم[۳] فاصلہ[بکسر صاد و سکون جدا شوندہ ۱۲] اگر تین حروف متوالی اور چہارم ساکن ہو تو صغرے جیسے صنما اور اگر چار حرف متحرک متوالی اور پنجم ساکن ہو تو کبریٰ کہتے ہیں جیسے لفظ شکنمش فارسی میں فاصلے کی مثال اُردو میں مسموع نہیں[ملے] بعض فاصلہ صغریٰ کو فاصلہ بصاد مہملہ اور فاصلہ کبریٰ کو فاضلہ بضاد معجمہ کہتے ہیں اور بعض دونوں کو بضاد معجمہ بولتے ہیں مع قید صغریٰ و کبریٰ اور بعض فاصلے کا کچھ وجود نہیں رکھتے ہیں کیونکہ فاصلہ صغریٰ اجتماع سبب ثقیل اور خفیف کا ہے اور کبریٰ اجتماع سبب ثقیل و وتد مقرون کا ہے اور بعض عروضیان پارسی سبب و وتد فاصلہ تینوں کو تین تین قسم کہتے ہیں سبب خفیف و ثقیل و متوسط و وتد مجموع و مفروق و کثرت فاصلہ صغریٰ و کبریٰ و عظمےٰ مثال سبب متوسط۔ یار۔ یعنی ایک متحرک دو ساکن و وتد کثرت دو متحرک دو ساکن جیسے۔ جہان۔ فاصلہ عظمےٰ پانچ حرف متحرک متوالی ایک ساکن جیسے بعظمتش اس کی مثال اُردو میں نہیں ملی شعراے قدیم نے اصول سہ گانہ میں اشعار مفرد[۳] کہے یعنی شعر میں صرف سبب یا صرف وتد یا صرف فاصلہ آوے لیکن جب وہ پسند طبائع نہ ہوے اُسکو چھوڑ کر اصول سہ گانہ کو باہم ترکیب دیکر ارکان مذکور اور اوزان ایجاد کئے اور واضح ہو کہ فعولن مرکب ہے وتد مجموع سے مقدم سبب خفیف پر اور فاعلن بالعکس اس کے اور مفاعلن وتد مجموع سے

---

[۱] ان فقرات میں جملہ اصول سہ گانہ کی مثال موجود ہے۔ عربی "لم أر على رأس جبل سمكة" فارسی ازگل رخت بسے، دفا نشنوم ⁂ اُردو۔ ہے قد صنم سرسوا زمی نہ چمنی ⁂ [۲] اگرچہ یہ راے حق معلوم ہوتی ہے مگر سبب اعتبار وجود فاصلہ کا یہ ہے کہ عربی فارسی میں الفاظ مستقل فاصلے کے وزن پر ہوتے ہیں ۱۲ [۳] مثال شعر تنہا سبب طالب شعر ہر دم کرتا ہوں میں زاری ⁂ دیکھی بس بس تیری یاری + بروزن فعلن ساکن العین چار بار تنہا۔ اوتاد لولفہ شعر نہیں الم فرد ہوا مرا ابھی ⁂ صنم تجھے مری قسم نجا ابھی + بروزن مفاعیلن چار بار تنہا فاصلہ ظفر شعر مرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا ⁂ ترا تو کبھی میں یار یگانہ رہا + بروزن فعلن متحرک العین چار بار ۱۲

مقدم دو سبب خفیف پر۔ اور مستفعلن بالعکس اور مفعولات دو سبب خفیف سے مقدم وتد مفروق پر اور فاع لاتن منفصل بالعکس اور مس تفع لن منفصل وتد مفروق سے درمیان دو سبب خفیف کے اور فاعلاتن وتد مجموع سے درمیان دو سبب خفیف کے اور مفاعلتن وتد مجموع سے مقدم فاصلہ صغریٰ پر اور متفاعلن بالعکس اُسکے اور ۱۵ بحر ایجاد خلیل یہ ہیں۔ ہزج[1] ۔ رجز[2] رمل[3] ۔ منسرح[4] مضارع[5] مقتضب[6] مجتث[7] ۔ سریع[8] ۔ خفیف[9] ۔ طویل[10] ۔ مدید[11] ۔ بسیط[12] ۔ وافر[13] ۔ کامل[14] ۔ تقارب[15] پھر بحر متدارک[16] ابو الحسن اخفش نے ایجاد کی بعد اخفش کے یوسف عروضی[17] نیشاپوری نے بحر قریب[18] نکالی پھر کسی شخص نے مشاکل نکالی بعدہ بزرجمہر وزیر نوشیرواں نے جدید[19] جسکو غریب[20] بھی کہتے ہیں ایجاد کی سوائے انکے عریض[21] عمیق[22] صریم[23] کبیر[24] مذیل[25] قلیب[26] حمید[27] صغیر[28] عظیم[29] سلیم[30] حمیم[31] کفت[32] زلل[33] اوفر[34] جنب[35] مواسع[36] مرکن[37] بحور مخترعۂ متاخرین ہیں یہاں صرف ۱۶ بحور اول کا بیان کیا جاتا ہے پس

سلہ اسی شخص نے اول علم عروض فارسی میں تصنیف کیا تھا اور بعد دو سو برس خلیل ابن احمد بصری کے پیدا ہوا ۱۲ ف معنی لغوی و وجہ تسمیہ بحور۔ ہزج آواز با ترنم خوش آیندہ اور اہل عرب اکثر اشعار اسی بحر میں گاتے ہیں۔ رجز کے لغوی معنی اضطراب و سرعت اہل عرب اشعار کو لڑائیوں میں بطور فخر اور بیان شجاعت پڑھتے ہیں اسی بحر میں ہیں کہ مقام اضطراب و حرکت سریع کا ہوتا ہے اور بقول بعض رجز بکسر اول وسکون ثانی وہ اونٹ کہ حرکت کرے اور پھر ساکن ہوجائے اور اس بحر میں اول ارکان میں دو سبب خفیف ہیں اور بعد ایک حرکت کے ساکن ۔ رمل لغوی معنی بوریا بننا چونکہ اس بحر میں ایک وتد درمیان دو سبب کے اور دو سبب درمیان وتد کے ہیں پس گویا اسباب و اوتاد کو باہم بنا ہے یا رمل ایک قسم راگ کی ہے اور وہ اسی وزن پر ہے یا مشتق ہے رملان سے کہ ایک چال اونٹ کی ہے چونکہ یہ بحر بسبب کثرت اسباب خفیف کے جلد جلد پڑھی جاتی ہے اس لئے رمل نام رکھا منسرح بمعنی آسان چونکہ اس بحر میں اسباب مقدم ہیں اوتاد پر بدیں وجہ آسان پڑھی جاتی ہے یا انسراح کے معنی کپڑے اُتارنا ہے چونکہ اس بحر میں کبھی اختصار ہوتا ہے کہ صرف دو رکن مستفعلن مفعولات کو شعرا عرب ساری بیت اعتبار کر لیتے ہیں لہٰذا منسرح نام رکھا۔ مضارع بمعنی مشابہ اور بقول خلیل بن احمد یہ بحر ہزج سے مشابہ ہے کیونکہ دونوں میں اوتاد مقدم ہیں اسباب پر اور بقول بعض منسرح سے مشابہ ہے اس امر میں کہ دونوں جزو دوم وتد مفروق ہے جزو دوم مضارع کا فاع لاتن منفصل ہے مشتمل بر فاع اور جزو دوم منسرح کا مفعولات مشتمل بر لات و بضم تا مقتضب بمعنی بریدہ یہ بحر منسرح سے قطع کی گئی ہے کیونکہ ارکان دونوں کے ایک ہیں صرف ترتیب میں اختلاف ہے اور بقول بعض وجہ تسمیہ یہ کہ یہ بحر کلام عرب میں مجزو مستعمل ہے یعنی دو جزو آخر کے دور کرے مجتث مشتق از اجتثاث بمعنی از بیخ برکندن اس بحر مسدس کو بحر خفیف سے نکالا ہے کیونکہ الفاظ دونوں کے ایک ہیں یعنی مجتث میں مستفعلن مقدم دونوں فاعلاتن پر خفیف میں درمیان سریع چونکہ اس بحر میں بہ نسبت اوتاد کے اسباب زیادہ ہیں اس لئے جلد پڑھی جاتی ہے خفیف یہ بحر بسبب زیادت اسباب کے سُبک ہے یا اُس کے ارکان میں اکثر سبب خفیف ہیں طویل واضع علم عروض نے بعض بحور مسدس وضع کی ہیں اور بعض جو مثمن مجزو بھی آتی ہیں یعنی ایک رکن ہر مصرع سے دُور کیا جاتا ہے بخلاف اس بحر کے کہ مثمن وضع کی اور مجزو نہیں آتی۔ مدید بمعنی کشیدہ یہ بحر بحر طویل سے کھینچ کر نکالی گئی ہے یا یہ کہ اُسکے ارکان سباعی کے دو طرف کھنچے ہوئے ہیں۔ بسیط بچھا ہوا اُسکے رکن رباعی کے ابتدا میں سبب ہوئے ہیں۔ وافر اس میں حرکات بہت ہیں چنانچہ ہر رکن میں پانچ متحرک یا یہ کہ اس بحر میں اشعار عرب بہت ہیں۔ کامل یہ بحر جیسے دائرہ میں وضع ہوئی ہے ویسے ہی تمام و کمال مستعمل ہے متقارب بکسر راء مہملہ بمعنی نزدیک ہونا چونکہ اوتاد اور اسباب اس کے باہم نزدیک ہیں۔ متدارک بمعنی دریافت و پیوستہ اس بحر کے اسباب اوتاد سے ملے ہیں یا یہ کہ یہ بحر ایجاد ابو الحسن اخفش ہے اور شامل ہوگئی بحور خلیل میں قریب یہ بحر مضارع و ہزج سے قربت رکھتی ہے یا یہ کہ بعد خلیل کے مولانا یوسف نیشاپوری نے قریب زمانہ خلیل کے وضع کی مشاکل یہ بحر بحر قریب سے مشاکلت رکھتی ہے کیونکہ ارکان دونوں کے ایک ہیں اس میں فاعلاتن دونوں مفاعیلن پر مقدم ہے قریب میں موخر۔ جدید کیونکہ یہ بحر تازہ ہے بعد خلیل و ابو الحسن کے ۱۲

سلہ احمد عروضی نے بحر متدارک کا نام لکھا ہے کیونکہ بسبب تنہا ہونے کے نادر ہے ۱۲

ان میں سے سات بحریں مفرد ہیں یعنی تکرار ایک رکن سے حاصل ہوتی ہیں اول وافر اور اس میں بیت آٹھ مفاعلتن سے تمام ہوتی ہے اور کامل میں آٹھ متفاعلن سے اور ہزج میں آٹھ مفاعیلن سے اور رجز میں آٹھ مستفعلن سے اور رمل میں آٹھ فاعلاتن سے اور متقارب میں آٹھ فعولن سے تمام ہوتی ہے اور متدارک آٹھ فاعلن سے۔ اور نو بحریں مرکب ہیں یعنی تکرار دو رکن سے حاصل ہوتی ہیں۔ اول طویل اس میں بیت چار فعولن مفاعیلن سے اور مدید میں چار فاعلاتن فاعلن سے اور بسیط میں چار مستفعلن فاعلن سے اور سریع میں دو مستفعلن مستفعلن مفعولات سے اور خفیف میں دو فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن سے اور منسرح میں چار مستفعلن مفعولات سے اور مجتث میں چار مس تفع لن فاعلاتن سے اور مضارع میں چار مفاعیلن فاع لاتن سے اور مقتضب میں چار مفعولات مستفعلن سے تمام ہوتی ہے۔ اور واضح ہو کہ اوزان مذکورہ بالا بطور اصل کے ہیں اور ان کو عالم کہتے ہیں اور یہ بسبب الحاق زحاف کے جسکا بیان آگے آئیگا بہت قسم ہو جاتی ہیں جس میں زحاف ہوتا ہے اسکو مزاحف کہتے ہیں اور جس بیت میں آٹھ رکن ہوتے ہیں اس کو مثمن اور جس میں چھ ہوں اس کو مسدس کہتے ہیں اور یہی دو مستعمل شعرائے عجم ہیں باقی مربع و مثلث و مثنے و موحد مخصوص عرب ہے اور متاخرین نے بعض بحور کو دس سولہ بتیس رکن کا بھی کیا ہے اور اشعار مثمن و مسدس وغیرہ دو حصے ہوتے ہیں ہر حصے کو مصرع کہتے ہیں اور مصرع اول کے رکن اول کو صدر اور رکن آخر کو عروض اور مصرع دوم کے رکن اول کو ابتدا و مطلع اور رکن آخر کو ضرب عجز اور باقی ارکان ہر دو مصاریع کو حشو کہتے ہیں اور مربع میں حشو نہیں ہوتا اور مثلث اور مثنے کو بعض بمنزلہ مصرع اول کے خیال کرتے ہیں بھرتی ۱۲

سلہ مضارع میں فاع لاتن اور خفیف اور مجتث میں مس تفع لن منفصل ہے سلہ یادداشت بحور شانزدہ گانہ کے لئے کسی نے قطعہ بنایا ہے قطعہ مس رج علا رم عیل ہز ۃ وافر لتن کامل تفا فع عیل طو ۃ رک فاعلن بس بامس و مدبا علا ۃ مفعول درمس منسرح پیش دو متق بعد ش سری ۃ مس در علا خفت قبل مج فع رب علا در عیل ضا ۃ علا ات بحور و ارکان قطعہ ہذا مستفعلن (مس) فاعلاتن (علا) مفاعیلن - (عیل) مفاعلتن (لتن) متفاعلن (تفا) فعولن (فع) مفعولات (مفعول) رجز (رج) رمل دوم ہزج (ہز) طویل (طو) متدارک (رک) بسیط (بس) مدید (مد) مقتضب (مق) سریع (سری) خفیف (خف) مجتث (مج) متقارب (رب) مضارع (ضا) شرح قطعہ مس رج یعنی آٹھ مستفعلن رجز ہے۔ علا رم آٹھ فاعلاتن رمل ہے عیل ہز۔ آٹھ مفاعیلن ہزج۔ وافر لتن آٹھ مفاعلتن وافر ہے کامل تفا آٹھ متفاعلن کامل ہے۔ فع عیل طو چار فعولن مفاعیلن طویل۔ رک۔ فاعلن آٹھ فاعلن۔ متدارک بس بامس مستفعلن کے بعد فاعلن اس طرح چار بار بسیط مدیدبا علا فاعلاتن کے بعد فاعلن چار بار مدید مفعول درمس منسرح مفعولات درمیان دو مستفعلن کے منسرح مسدس پیش دو متق مفعولات قبل مستفعلن کے دوبار مقتضب بعد ش سری مفعولات بعد دو مستفعلن کے سریع۔ مس در علا خفت مستفعلن درمیان دو فاعلاتن کے خفیف قبل مس مج مس تفع لن قبل دو فاعلاتن کے مجتث فع رب آٹھ فعولن متقارب علا در عیل ضا فاع لاتن درمیان دو مفاعیلن کے مضارع مسدس ہے ۱۲ سلہ اسکو مشطور کہتے ہیں ۱۲ سلہ عروض لغت میں خیمے کو کہتے ہیں اور نیز بمعنی میزان و طرف ضرب بمعنی نوع اور اس رکن سے نوع شعر معلوم ہو جاتا ہے گویا قافیہ ہے و نیز بمعنی و مانند و مثل میں بھی رکن عروض کے متشابہ ہے عجز بمعنی پس ہر چیز و سُرین - صدر بمعنے اول و بلندی ۱۲

رکن اول کو صدر آخر کو عروض اور بعضے بمنزلہ المصرع دوم رکن اول کو ابتدا اور مطلع آخر کو ضرب و عجز
بولتے ہیں اور رکن وسط مثلث کو حشو کہتے ہیں اور بحر خفیف و سریع مسدس الاصل ہیں یعنی مثمن نہیں
آتی اور بحور مثمن الاصل کو اگر مسدس لادیں اُس کو مجزو[1] کہتے ہیں

فصل دوم انفکاک بحور میں واضح ہو کہ بسبب حاصل ہونے ارکان عشرہ مذکورہ کے ہمدگر سے باعتبار
تقدیم و تاخیر اسباب و اوتاد و فواصل کے بعض بحور کبھی بعض بحور سے حاصل ہوسکتے ہیں مثلاً رکن مفاعیلن کو
اگر عکس کرو تو مستفعلن ہوتا ہے اور اگر وتد کو درمیان دو سبب کے لاؤ تو فاعلاتن ہوتا ہے اور واسطے
انفکاک بحور کے خلیل نے پانچ دائرے ایجاد کئے ہیں اول دائرہ مختلفہ[2] بحر طویل و مدید و بسیط اُس سے
استخراج ہیں یعنی اگر فعو سے شروع کریں طویل حاصل ہوتی ہے اگر لن سے شروع کریں تو لن مفاعیلن
فعو بوزن فاعلاتن فاعلن بحر مدید حاصل ہوتی ہے اگر عیلن سے آغاز کرو تو عیلن فعولن فعولن مفا بروزن
مستفعلن فاعلن بحر بسیط ہے دوم[2] دائرہ موتلفہ بحر کامل و وافر اس سے مستخرج ہیں اگر متفا سے شروع کریں
کامل اگر علن سے شروع کریں بحر وافر حاصل ہوتی ہے۔ سوم[3] دائرہ مجتلبہ بحر ہزج رمل رجز اس سے
حاصل ہوتی ہے اگر مفا سے شروع کریں ہزج اگر عیلن سے تو رجز اگر لن سے تو بحر رمل حاصل ہو گی
چہارم[4] دائرہ مشتبہ بحر سریع اور منسرح و خفیف و مضارع و مجتث و مقتضب اسی دائرہ سے مستخرج ہیں
بشرطیکہ منسرح وغیرہ مثمن کو بھی مسدس اعتبار کریں پس اگر مستفعلن اول سے شروع کریں بحر سریع اگر دوم
سے تو منسرح مسدس اگر تفعلن دوم سے بحر خفیف اگر علن دوم سے تو مضارع مسدس اگر مفعولات سے
تو مقتضب مسدس اگر عولات سے شروع کریں بحر مجتث مسدس حاصل ہوتی ہے اور اس دائرہ سے
ظاہر ہے کہ مس تفع لن بحر خفیف و مجتث میں اور فاع لاتن بحر مضارع میں منفصل ہے کیونکہ تفع اور
فاع انفکاک میں مقابل لات کے واقع ہیں اور بحر جدید قریب مشاکل بھی اسی دائرے سے ہیں
اگر تفعلن اول سے شروع کیجئے جدید اگر علن اول سے تو قریب اگر لات سے تو بحر مشاکل ہوتی ہے۔
پنجم[5] دائرہ منفردہ کہ اُس سے صرف بحر متقارب حاصل ہوتی ہے اور اخفش نے متدارک اُسی دائرے سے

---

[1] کیونکہ اُس میں جزو کم کیا ہے ۱۲ [2] وجہ تسمیہ دائرہ مختلفہ کیونکہ اس میں ارکان مختلف یعنی رباعی و خماسی ہیں موتلفہ بسبب الفت
ارکان کہ ہر دو بحر مستخرجہ کے ارکان سباعی ہیں اور مرکب ہیں وتد مجموع اور فاصلہ صغریٰ سے مجتلبہ بلام مفتوح مشتق از جلب یعنی
کشیدن ارکان اس کے دائرہ مختلفہ سے کھینچے ہیں - مشتبہ - بسبب اشتباہ مستفعلن و فاعلاتن متصل اور منفصل
کے اور اس دائرے کا نام وتد بھی کہتے ہیں کیونکہ وتد مفروق سوائے اس دائرے کے اور کسی میں نہیں آیا۔ منفقہ ہر دو
بحور کے ارکان خماسی اور مرکب وتد مجموع اور سبب خفیف سے ہیں۔ منتزعہ از انتزاع یعنی نکالا ہوا عروضیان عجم
کا دوائر سابقہ سے ۱۲

استخراج کرکے نام دائرہ کا متفقہ رکھا واضح ہو کہ بعض اہل عروض نے دائرہ مشتبہ کو بصورت دیگر لکھا ہے اور اُس سے صرف چار بحر مثمن الاصل ہی نکالی ہیں مگر مزاحف اور ایک دائرہ جدید مسمیٰ بہ منتزعہ ایجاد کرکے اس سے بحر سریع و خفیف اور تین بحور مجددہ یعنی قریب وجدید ومشاکل کو کہ سب مسدس ہیں استخراج کیا ہے مگر مزاحف سب دائروں کی شکل ذیل میں درج ہے اور خاکسار نے انفکاک دوائر سمجھنے کے لئے سات مصرع مندرجہ ذیل موزون کرکے دوائر پر لکھ دیے ہیں ۔ مرا دل مجھے اے بت خدا کے لئے دیدے ٭ ہوس نہ گئی جلن نہ گئی تڑپ نہ مٹی تپش نہ مٹی ٭ مرا دہ یار سنگیں دل ستمگر آفت جاں ہے ٭ دیدے صنم دیدے بوسہ دیدے صنم ٭ مرا دلربا مجھ سے ناحق خفا ہے ٭ تجھے خدا کی قسم تو مجھ کو دیدے مرا دل ٭ نہ ہوا اب تو تجھ سے دل ہی مرا خوش ٭



دائرہ مختلفہ



دائرہ مؤتلفہ



دائرہ مجتلبہ



دائرہ مشتبہ قسم اول

٥

دائرہ منفردہ یا متفقہ

٦

دائرہ مشتبہ قسم دوم

٧

دائرہ منتزعہ

فصل سوم زحافات[1] و علل کے بیان میں واضح ہو کہ اکثر ارکان میں تغییر واقع ہوتی ہے وہ تغیرات تین[2] قسم ہیں۔ اول کم کرنے کسی حرف سے دوم افزایش سے سوم تسکین متحرک سے بقول بعض زحاف ساکن یا حذف کرنے حرف آخر سبب کو کہتے ہیں اور دیگر تغیرات کو علل اور بعض سبب تغیرات[2] کو زحاف **قسم اول** زحاف منفردہ **اضمار**[3] عبارت ہے اسکان تا سے متفاعلن سے اور چونکہ اہل عروض رکن مزاحف غیر مانوس کو لفظ مانوس متفق الوزن کے ساتھ متی المقدور بدل لیتے ہیں جو حتی الامکان بے معنی نہو اسلیے متفاعلن مضمر کو مستفعلن سے بدل لیتے ہیں اور اضمار مخصوص بحر کامل سے ہے **عصب**[4] اسکان لام مفاعلتن کو کہتے ہیں اور اس کو مفاعیلن سے نقل کرتے ہیں اور عصب مخصوص بحر وافر ہے **خبن**[5] عبارت ہے اسقاط ساکن سبب خفیف سے کہ اول رکن کے واقع ہو پس فاعلن مخبون فعلن بکسر عین اور فاعلاتن متصل[6] فعلاتن او مستفعلن متصل یا منفصل

[1] زحاف بالکسر جمع زحف اصل سے دور پڑنے کو کہتے ہیں جیسے سہم زاحف اُس تیر کو کہتے ہیں جو نشانہ سے دور پڑے ۱۲
[2] لفظ جمع بمعنی منفرد مستعمل از قبیل مجاز ۱۲ منہ [3] اضمار دُبلا کر دینا گھوڑے کا ۱۲ [4] عصب فراہم کرنا شاخہائے درخت کا کاٹنے کے لیے اور خشک ہونا تھوک کا منھ میں ۱۲ [5] خبن چھپانا اور لپیٹ دینا یا سی دینا دامن کا ۱۲ [6] فاع لاتن منفصل میں خبن نہیں آتا کیونکہ اُس کے اول میں وتد مفروق ہے ۱۲ فائدہ۔ جس میں اضمار واقع ہوں اُس رکن کو مضمر کہتے ہیں علیٰ ہذا القیاس معصوب مخبون مطوی مکفوف مقبوض مخبون مخزول مقبوض موقول مشکول منقول مشعث ذال مبغ مرفل مخزوم محذوف مقطوف مقصور مقطوع اقتدار مسلم موقوف۔ ابترا جذم اثلم اثرم اسنر اخرب اعضب اقصم اجم اعقص مرفوع مجدوب اہتم ازل منلع محذوف مقطوف ازل مخلع مجحوف مربوع مجذوع مکشوف

متفعلن منقول بہ مفاعلن اور مفعولات معولات منقول بہ فعولات یا مفاعیل ہوتا ہے اور بحر رمل و رجز و مدید و بسیط و متدارک و سریع و خفیف و منسرح و مجتث و مقتضب میں آتا ہے اور جس بحر میں یہ پانچ رکن نہ ہوں وہ مخبون نہ ہو گی طی[1] عبارت ہے اسقاط ساکن چہارم د سبب خفیف سے کہ اول رکن میں واقع ہوں پس مستفعلن مستعلن منقول بہ مفتعلن اور مفعولات مفعلات منقول بہ فاعلاتُ بضم التا ہوتا ہے اور طی بحر بسیط اور رجز اور سریع اور منسرح اور مقتضب میں[2] آتا ہے اور بشرط اضمار بحر کامل میں بھی آتا ہے کف[3] عبارت ہے اسقاط ساکن ہفتم سے جو سبب میں واقع ہو پس مفاعیلن مفاعیلُ بضم لام اور فاعلاتن متصل یا منفصل فاعلاتُ بضم التا اور مستفع لن منفصل مس تفعلُ بضم لام ہوتا ہے اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید اور ہزج اور رمل اور خفیف اور مجتث اور مضارع میں واقع ہوتا ہے قبض[4] عبارت ہے اسقاط ساکن پنجم سے جو سبب میں واقع ہو پس مفاعیلن مفاعلن اور فعولن فعولُ بضم لام ہوتا ہے اور یہ زحاف بحر طویل و ہزج و متقارب و مضارع میں واقع ہوتا ہے **قسم دوم** زحاف مزدوجہ یعنے جو دو زحاف سے مرکب ہیں خبل[5] اجتماع خبن اور طی کو کہتے ہیں پس مستفعلن متعلن منقول بہ مفعولات اور معلات منقول بہ فعلات ہو جاتا ہے اور بحر منسرح وغیرہ میں واقع ہوتا ہے خزل[6] اجتماع اضمار و طی کا ہے پس متفاعلن متفعلن رہ جاتا ہے منقول بہ مفتعلن آتا ہے اور یہ مخصوص اسی رکن اور بحر کامل سے ہے وقص[7] عبارت ہے اجتماع اضمار و خبن سے رکن متفاعلن ہو جاتا ہے اور مخصوص بحر کامل[8] ہے عقل[9] مراد اجتماع عصب[10] اور قبض سے ہے پس مفاعلتن منقول بہ مفاعلن ہو جاتا ہے اور مخصوص بحر وافر ہے شکل مُراد اجتماع خبن اور کف سے ہے پس فاعلات فعلاتُ بکسر عین و ضم تا اور مستفعلن متفعلُ بضم لام منقول بہ مفاعلُ بضم لام ہو جاتا ہے اور یہ بحر خفیف و مدید و رمل و مقتضب و مجتث میں واقع ہوتا ہے نقص[11] عبارت باجتماع عصب و کف سے ہے پس مفاعلتن مفاعیل ہو جاتا ہے اور مخصوص بحر وافر ہے اور صاحب حدائق البلاغت نے نقص کی تعریف وہ لکھی ہے جو خزل کی لکھی گئی اور داخل زحاف ہے تشعیث[12] اور وہ عبارت اسقاط ایک متحرک وتد مجموع فاعلاتن سے ہے بقول بعض عین ساقط ہوتا ہے اور بقول بعض لام اور بقول بعض ساکن وتد مجموع یعنی الف کو

---

[1] طی لپیٹنا ۱۲ [2] اور بحر خفیف اور مجتث میں نہیں آتا کیونکہ اس میں مستفع لن منفصل ہے اور اس میں حرف ساکن چہارم وتد میں واقع ہے نہ سبب خفیف میں ۱۲ [3] کف باز رکھنا ۱۲ [4] قبض پکڑ لینا نیچے سے ۱۲ [5] خبل ہاتھ پاؤں کاٹنا ۱۲ [6] خزل کٹ جانا ۱۲ [7] وقص گردن توڑنا ۱۲ [8] اگر مفاعلن کسی اور بحر میں آوے تو مستفعلن مخبون ہوگا اور اگر بحر وافر میں ہو تو مفاعلتن معقول ہوگا ۱۲ [9] عقل اونٹ کے بازو و ساق باندھنا ۱۲ [10] چارپائے کے پاؤں رسی سے باندھنا ۱۲ [11] نقص کم کرنا ۱۲ [12] تشعیث پراگندہ کرنا ۱۲ —

ساقط کر کے ماقبل کو ساکن کر دیتے ہیں اور بقول بعض بعد خبن کے عین کو ساکن کر دیں چاروں صورت[۱]
میں منقول مفعولن سے ہوتا ہے اور یہ مدید اور خفیف اور رمل اور مجتث میں آتا ہے مضارع میں
نہیں آتا کیونکہ اس میں وتد مجموع نہیں ہے وتد مفروق ہے اور اکثر آخر مصرع میں آتا ہے معاقبہ[۲]
دو سبب خفیف کہ کسی شعر میں مجتمع ہوں ان کا زحاف سے سلامت رکھنا بطور جواز یا ایک سلامت رکھنا
بطور وجوب اور یہ اجتماع دو سبب کا خواہ از روے وضع رکن کے ہو جیسے مستفعلن و مفاعیلن میں
خواہ زحاف سے جیسے مستفعلن کہ متفاعلن سے بعمل اضمار حاصل ہوتا ہے اور مفاعلتن عصب سے
مفاعیلن ہو جاتا ہے خواہ دو ارکان کے اتصال سے مثلاً بحر رمل میں فاعلاتن فاعلاتن پس یا ہر دو سبب
متصلہ کو سالم رکھو یا نون سبب اول کو کف سے ساقط کر کے فاعلات فاعلاتن کہو یا الف سبب ثانی کو خبن سے
دور کر کے فاعلاتن فعلاتن پڑھو اور نہیں جائز ہے کہ نون و الف دونوں معاً دور کر کے فاعلات فعلاتن پڑھو
کیونکہ اس صورت میں تفعلا فاصلۂ کبریٰ کہ اہل عروض ثقیل سمجھتے ہیں پیدا ہو جائے گا اور
معاقبہ[۳] مدید و منسرح و رمل و وافر و ہزج و خفیف و طویل و کامل و مجتث میں واقع ہوتا ہے اور
کامل و وافر میں بشرطیکہ مضمر و معصوب ہو واقع ہوگا مراقبہ[۴] معاً حذف نہ کرنا دو سبب خفیف کا مفاعیلن
و مفعولات و مستفعلن سے مشاکل و قریب و جدید میں مراقبہ لازم ہے سریع و منسرح میں اکثر واقع ہوتا
ہے اور خفیف میں جائز ہے مکانفہ[۵] بحر سریع و منسرح و بسیط و رجز میں تین حالت جائز رکھنا یعنی
ان بحور میں جائز ہے کہ دونوں سبب خفیف کو معاً سلامت رکھیں یا معاً حذف کر دیں یا ایک کو سلامت
رکھیں ایک کو ساقط کر دیں

قسم سوم علل کے بیان میں یعنی تغیرات سواے زحاف وہ تین قسم ہیں اول وہ کہ آخر رکن میں زیادہ
کریں تین ہیں اذالہ[۶] وہ ہے کہ الف وتد مجموع میں کہ آخر رکن کے ہو قبل از ساکن زیادہ کریں پس متفاعلتن
متفاعلان اور فاعلن فاعلان اور مستفعلن مستفعلان ہوتا ہے اور یہ رجز و متدارک و بسیط و کامل و سریع
و منسرح و مقتضب میں آتا ہے اور عروض و ضرب میں اکثر واقع ہوتا ہے اور حشو[۷] میں شاذ اور صدر و ابتدا میں ممنوع

---

۱ صورت اول مذہب اخفش ہے صورت دوم مذہب خلیل ابن احمد صورت سوم مذہب قطرب صورت چہارم مذہب زجاج
ہے ۱۲ ۲ معاقبہ ایک دوسرے کے پیچھے سے آنا ۳ معاقبہ جب شروع رکن سے حرف حذف ہوتا ہے اس رکن کو
صدر کہتے ہیں جیسے فعلاتن اگر آخر سے حذف ہو اس کو عجز جیسے فاعلات اگر ہر دو جانب سے ہو تو طرفین کہتے ہیں
جیسے فعلات شکل ہے ہو اگر رکن بالکل سالم رہے اس کو بری کہتے ہیں جیسے فاعلاتن ۱۲ ۴ مراقبہ ایک دوسرے کی
نگہبانی کرنا ۱۲ ۵ مکانفہ ایک دوسرے کو پکڑ لینا ۱۲ ۶ اذالہ دامن دراز کرنا ۱۲ ۷ حشو کے معنی ہیں بھرتی یعنے
وہ الفاظ جو اصل مطلب میں مخل نہ ہوں ۱۲

تسبیغ[1] یا اسباغ وہ ہے کہ سبب خفیف میں کہ آخر رکن کے واقع ہو قبل ساکن کے الف لائیں پس مفاعیلن مفاعیلان اور فعولن فعولان اور فاعلاتن متصل یا منفصل فاعلاتان منقول بہ فاعلیتان بہ تشدید یا اور بحر ہزج و رمل و مضارع و خفیف و متقارب و مدید و طویل و مجتث میں ممکن الوقوع ہے اور آخر مصرع میں آتا ہے ترفیل[2] وتد مجموع آخر رکن میں کہ عروض و ضرب میں واقع ہو سبب خفیف زیادہ کرنا پس متفاعلن تن منقول بہ متفاعلاتن اور مستفعلن مستفعلن تن منقول بہ مستفعلاتن اور فاعلن فاعلن تن منقول بہ فاعلاتن ہوجاتا ہے اور یہ فارسی اُردو میں نادر الوقوع ہے عربی میں مخصوص بحر کامل ہے اور رجز میں بھی آتا ہے اور جو اول رکن میں زیادہ کریں خزم[3] ایک یا دو یا تین یا چار حرف زیادہ کر دینا اول مصرع میں اور اُس کو تقطیع میں شمار نہیں کرتے اور یہ مخصوص اشعار عرب سے قدماے فارسی ایک حرف زیادہ لے آتے تھے مگر متاخرین فارسی اور اُردو میں متروک اور جو آخر ارکان سے ساقط ہوتے ہیں تو ہیں حذف[4] عبارت ہے اسقاط سبب خفیف سے آخر رکن سے پس فعولن فعو منقول بہ فعل مفاعیلن مفاعی منقول بہ فعولن فاعلاتن فاعلا منقول بہ فاعلن ہوتا ہے اور حذف رمل و طویل و متقارب و مضارع و مجتث و مدید و ہزج و خفیف میں واقع ہوتا ہے قطف[5] عبارت ہے اجتماع عصب و حذف سے پس مفاعلتن مفاعل منقول بہ فعولن حاصل ہوتا ہے اور مختص بحر وافر ہے قصر[6] عبارت اسقاط ساکن سبب سے کہ آخر رکن کے ہو اور اسکان ماقبل سے ہے پس مفاعیلن مفاعیل بسکون لام اور فاعلاتن متصل یا منفصل فاعلات بسکون آخر یا فاعلان اور فعولن فعول اور مس تفع لن منفصل مستفعل منقول بہ مفعولن ہوجاتا ہے اور بحر طویل و مدید و ہزج و رمل و متقارب و مضارع و خفیف و مجتث میں واقع ہوتا ہے قطع[7] عبارت اسقاط ساکن وتد مجموع سے کہ آخر رکن کے ہو اور اسکان ماقبل سے ہے پس مستفعلن مستفعل[8] منقول بہ مفعولن فاعلن فاعل منقول فعلن بسکون عین متفاعلن متفاعل منقول بہ فعلاتن بکسر عین ہوتا ہے اور قطع فاعلاتن متصل میں اسطرح ہوتا ہے کہ سبب خفیف آخر کو دور کریں اور ساکن وتد مجموع کو بھی دُور کر کے ماقبل کو

---

[1] تسبیغ تمام کرنا بعض نے تشبیغ بشین معجمہ و عین مہملہ بھی کہا ہے ۱۲ [2] ترفیل دامن کھینچنا اور دراز کرنا ۱۲ [3] خزم بفتح خاے معجمہ و سکون زاے معجمہ اونٹ کی ناک میں حلقہ کرنا ۱۲ [4] حذف ڈال دینا ۱۲ [5] قطف انگور وغیرہ کے خوشہ کاٹنا ۱۲ [6] قصر چھوٹا کرنا ۱۲ [7] قطع کاٹنا ۱۲ [8] مستفعل منقول بہ مفعولن دو طرح حاصل ہوتا ہے ایک مستفعلن متصل میں قطع سے ہے دوسرے مستفع لن منفصل میں قصر سے اگر بحر مضارع میں مفعولن ہو تو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ مقصور ہے نہ مقطوع - اسی طرح بحر متدارک میں فعلن بسکون عین فاعلن سے ہوگا باقی میں فاعلاتن سے ہوگا - وقس علی ہذا ۱۲

ساکن کریں پس فاعل منقول بہ فعلن رہتا ہے اور یہ بحر رجز و کامل و رمل و متدارک و بسیط و مدید و سریع و مقتضب میں آتا ہے اور خفیف و مجتث میں صرف رکن فاعلاتن میں آتا ہے ۔ حذذ[1] عبارت اسقاط وتد مجموع سے ہے آخر رکن سے پس مستفعلن مستف اور فاعلن فا اور متفاعلن متفا اول منقول بہ فعلن بسکون عین دوم بہ فع سوم بہ فعلن بتحریک عین ہوا اور یہ بحر کامل و رجز و بسیط و متدارک میں اکثر آتا ہے باقی بحور میں جن میں مستفعل متصل واقع ہو شاذ صلم[2] عبارت اسقاط وتد مفروق سے ہے رکن مفعولات سے پس مفعو منقول بہ فعلن بسکون عین رہا وقف[3] عبارت ہے اسکان تاے مفعولات سے اور نقل بہ مفعولان سے کسف[4] عبارت ہے اجتماع وقف وکف سے مفعولات میں پس مفعولا منقول بہ مفعولن ہوا اور صلم و وقف و کسف تینوں بحر سریع و منسرح و منقضب میں آتے ہیں تبر[5] اجتماع حذف و قطع کا ہے یا ثلم و حذف کا فعولن میں بہردو صورت فع رہا اور اجتماع قطع اور حذف کا فاعلاتن میں فاعل منقول فعلن اور اجتماع خرم اور جب کا مفاعیلن میں فا منقول بہ فع حاصل ہوا اور یہ بحر تقارب و طویل و ہزج و رمل و مضارع و مجتث و خفیف میں آتا ہے ۔ بیان خرم و جب کا آگے آئے گا اور جو اول رکن سے ساقط ہوتے ہیں دس۔ خرم[6] عبارت ہے اسقاط[ع] حرف اول وتد مجموع سے کہ اول رکن میں واقع ہو جیسے مفاعیلن میں فاعیلن منقول بہ مفعولن ہوا اور یہ تغییر جب مفاعیلن میں ہوتی ہے اس کو اخرم ہی کہتے ہیں[8] اور بحر ہزج و مضارع میں واقع ہوتا ہے ورنہ جب اور کسی رکن میں واقع ہوتا ہے تو کسی لقب خاص سے کہا جاتا ہے چنانچہ جب فعولن میں صرف خرم کریں اس کو اثلم کہتے ہیں اور اگر خرم کو قبض کے ساتھ جمع کریں اس کو اثرم۔ ثلم[8] جبکہ فعولن میں خرم کریں عولن منقول بہ فعلن بسکون عین حاصل ہوتا ہے ثرم[9] عبارت اجتماع قبض و خرم سے ہے فعولن میں پس عُول منقول بہ فعُل بضم لام رہا یہ دونوں تغیر طویل و متقارب میں واقع ہوتے ہیں شتر[10] اجتماع خرم و قبض کا ہے مفاعیلن میں پس فاعلن

---

[1] حذذ بفتح حاے مہملہ و دو ذال معجمہ چھوٹا ہونا ۔ و حذ بجاے مہملہ و تشدید ذال کاٹنا بعض نے جذ بجیم مفتوح و ذال منقوطہ لکھا ہے ۱۲ [2] صلم جڑ سے کان کاٹنا ۱۲ [3] کھڑا ہونا [4] کسف اونٹ کے پاشنہ کاٹنا ۱۲ [5] تبر بفتح اول و سکون فوقانی دم کاٹنا ۱۲ [6] خرم بفتح خا معجمہ و سکون مہملہ چیرنا پردہ بینی کا [7] جب صدر قریبہ ہیں مفاعلن میں تغیر واقع ہو اُس کو خرم کہتے ہیں باقی اجزا شعر میں تجبیق یعنی ختنہ کردن گاؤ اور نقشبند نے شرح خزرجیہ میں تجبیق بجائے مہملہ و بائے موحدہ یعنی جمع لکھا ہے ۱۲ [8] ثلم سوراخ کرنا ۱۲ [9] ثرم بفتحتین آگے کے دانت توڑنا ۱۲ [10] شتر بفتحتین کٹ جانا و پھر جانا پلک کا ۱۲

[ع] اسقاط کے معنے ہیں گرا دینا یعنے ارکان میں سے کسی حرف کا گرا دینا ۱۲

حاصل ہوا خرب[1] اجتماع خرم وکف کا ہے مفاعیلن میں پس فاعیلُ منقول بہ مفعولُ بضم لام رہا شتر وخرب دونوں ہزج و مضارع میں واقع ہوتے ہیں عضب[2] مفاعلتن میں خرم کرنا فاعلتن میں منقول بہ مفتعلن ہوا قصم[3] اجتماع خرم اور عصب بصاد مہملہ کا ہے مفاعلتن میں پس فاعلتن منقول بہ مفعولن رہا جمم[4] اجتماع عقل وخرم کا مفاعلتن میں پس فاعلن ہوا عقص[5] اجتماع خرم ونقص کا ہے مفاعلتن میں پس فاعلتُ منقول بہ مفعولُ بضم لام رہا عضب وقصم وجمم وعقص مخصوص بحر وافر ہیں رفع[6] اسقاط ایک سبب کا اُس رکن سے جس کے اول دو سبب واقع ہوں چنانچہ مستفعلن تفعلن منقول بہ فاعلن اور مفعولات عولات منقول بہ مفعول ہوا اور یہ بحر منسرح و رجز میں آتا ہے

قسم چہارم مرکبات جدیدہ میں یعنی جو متاخرین نے بعد خلیل کے استخراج کیے جب[7] اسقاط دو سبب خفیف کا ہے آخر مفاعیلن سے پس مفا منقول بہ فعل رہا اور مخصوص ہزج ہے ہتم[8] اجتماع حذف وقصر کا ہے مفاعیلن میں پس مفاع منقول بہ فعول بسکون لام ہوا زلل[9] اجتماع خرم وہتم کا ہے مفاعیلن میں فاع رہا یہ تینوں ہزج و مضارع میں واقع ہوتے ہیں خلع[10] اجتماع خبن وقطع کا ہے پس مستفعلن فعولن اور فاعلن فعل ہوگیا جحف[11] یہ کہ اول فاعلاتن کو خبن کیا فعلاتن رہا پس فعلا کہ فاصلہ صغریٰ ہے دور کیا تن رہا منقول بہ فع ہوا ربع[12] اجتماع خبن وقطع کا ہے فاعلاتن میں بعد خبن فعلاتن بعد قطع فعل رہا بسکون لام رمل و مضارع میں آتا ہے جذع[13] اسقاط دونوں سبب خفیف مفعولات کا اور اسکان تا کا پس لات منقول بہ فاع رہا نحر[14] مفعولات میں بعد جذع کے دور کردینا الف کا فاع میں سے فع رہا اور یہ دونوں بحر سریع و منسرح و مقتضب میں آتے ہیں کشف[15] اجتماع طے وکسف کا مفعولات میں پس مفعلا منقول بہ فاعلن ہوا طمس[16] عبارت ہے اسقاط عین مع ہر دو سبب خفیف کے فاع لاتن منفصل سے فا منقول بہ فع رہا عرج[17] عبارت حذف حرکت دوم وتد مجموع سے مستفعلن میں کہ منقول بہ مفعولان ہوجاتا ہے مقطوع مسبغ کہنے کی حاجت نہیں رہتی رجز وبسیط میں آتا ہے سلخ[18] عبارت ہے اسقاط ہر دو سبب خفیف آخر فاع لاتن منفصل سے اور ساکن کرنا عین متحرک کا کہ فاع رہا تسکین[19] تین حرف متحرک متوالی میں حرف اوسط کا ساکن کرنا کیونکہ شعراء فارسی

---

[1] خرب ویران کرنا اور دونوں کان چیرنا ۱۲ [2] عضب بضاد معجمہ ٹوٹنا شاخ گوسفند کا ۱۲ [3] قصم بفتحتین شکستہ دندان ۱۲ [4] جمم بفتحتین بے نیزہ ہونا مرد کا لڑائی میں ۱۲ [5] عقص بسکون ق زلفوں کے بال لینا ۱۲ [6] رفع اٹھانا ۱۲ [7] جب بجیم مفتوح وتشدید موحدہ خصی کرنا ۱۲ [8] ہتم جڑ سے دانت توڑنا ۱۲ [9] زلل بفتحتین بے گوشت ہونا ران کا اور نقصان وکمی ذہجی ترازو میں ۱۲ [10] خلع اتارنا کپڑے کا [11] جحف بفتح جیم وسکون حاء مہملہ نقصان کرنا اور بعض نے اس زحاف کا نام کیں لکھا ہے لغوی معنی بند کرنا ۱۲ [12] ربع چار ہونا [13] جذع ناک کان وہاتھ کاٹنا ۱۲ [14] نحر گلا کاٹنا ۱۲ [15] کشف برہنہ کرنا [16] طمس بالفتح محو کرنا ۱۲ [17] عرج بفتح عین لنگڑا ہونا ۱۲ [18] سلخ

واُرد و حرف اوسط کو ساکن کر دیتے ہیں اور فعلن مکسور العین کے بجائے فعلن ساکن العین لاتے ہیں
مگر اختلاف وزن وغیرہ کوئی وجہ مانع ہو تو وہاں نہ چاہیئے

قسم پنجم اس ذکر میں کہ ہر ایک رکن میں کون کون تغیرات واقع ہوتے ہیں اور فروع ہر رکن کے کس قدر ہیں زحافات مفاعیلن کے تیرہ ہیں قبض کف خرم خرب تبر شتر حذف قصر ہتم جب زلل تسبیغ اذالہ ۔ اور فروع سترہ ہیں مقبوض مفاعلن مکفوف مفاعیل و بضم لام اخرم مفعولن اخرب مفعول و بضم لام ابتر فع اشتر فاعلن محذوف فعولن مقصور مفاعیل بسکون لام اہتم فعول بسکون لام مجبوب فعل ازل فاع مسبغ مفاعیلان مقبوض مذال مفاعلان اخرم مقصور مفعول بسکون لام اخرم مسبغ مفعولان اشتر مذال فاعلان محذوف مسبغ فعولان زحاف فاعلاتن گیارہ ہیں خبن کف شکل قطع حذف قصر تشعیث جحف تسبیغ تبر ربع فروع سولہ ہیں مخبون فعلاتن بکسر عین مکفوف فاعلات و بضم تا مشکول فعلات و بکسر عین وضم تا مخبون محذوف فعلن بکسر عین محذوف فاعلن مقصور فاعلات یا فلان مشعث مفعولن مجحوف فع مسبغ فاعلیان ابتر یا مقطوع یا مشعث محذوف فعلن بسکون عین مربوع فعل بفتحتین مقصور مخبون فعلان بکسر عین مقطوع مسبغ یا ابتر مسبغ فعلان بسکون عین مجحوف مسبغ فاع مخبون مسبغ فعلیان مشعث مسبغ مفعولان زحاف مستفعلن گیارہ ہیں ۔ خبن طے خبل قطع خلع خذذ اذالہ رفع ترفیل قصر عرج فروع اٹھارہ مخبون مفاعلن مطوی مفتعلن مخبول فعلتن مقطوع مفعولن مخلع فعولن مخذوذ فعلن بسکون عین مذال مستفعلان مرفوع فاعلن فل مستفعلاتن مخبون مذال مفاعلان مطوی مذال مفتعلان مرفوع مذال فاعلان محذوذ محذوف فع مخبول مذال فعلتان مخبون مرفل مفاعلاتن مطوی مرفل مفتعلاتن اخذ مقصور فاع اعرج مفعولان زحاف مفعولات دس ہیں خبن طے وقف کسف صلم رفع خبل جذع نحر کشف بشین معجمہ اور فروع سولہ ہیں مخبون مفاعیل بضم اللام مطوی فاعلات و بضم التاء موقوف مفعولان مکسوف مفعولن اصلم فعلن بسکون عین مرفوع مفعول بضم لام مخبول فعلات بضم تا مجدوع فاع منحور فع مخبون موقوف مفاعیل بسکون لام مطوی موقوف فاعلات بسکون تا مکشوف بشین معجمہ فاعلن مخبول موقوف فعلات بسکون تا مخبول مکسوف فعلن بکسر عین مخبون مکسوف فعولن مکشوف مذال فاعلان زحاف مفاعلتن آٹھ ہیں عصب عضب عقل قطف قصم جمم عقص نقص فروع آٹھ ہیں معصوب مفاعیلن اعصب مفتعلن معقول مفاعلن مقطوف فعولن اقصم مفعولن اجم فاعلن اعقص مفعول منقوص مفاعیل زحاف متفاعلن ساٹھ ہیں اضمار وقص قطع جزل حذذ اذالہ ترفیل

فروع ستره ہیں مضمر مستفعلن موقوص مفاعلن مقطوع فعلاتن مجزول مفتعلن اخذ فعلن بکسر عین مذال متفاعلان مرفل متفاعلاتن اخذ مضمر فعلن بسکون عین مقطوع مضمر مفعولن اخذ مذال فعلان بکسر عین اخذ مضمر مذال فعلان بسکون عین مخزول مذال مفتعلان مضمر مذال مستفعلان مضمر مرفل مستفعلاتن موقوص مذال مفاعلان موقوص مرفل مفاعلاتن مخزول مرفل مفتعلاتن زحاف فعولن کے سات ہیں قبض قصر حذف ثلم ثرم تبر تسبیغ فروع آٹھ ہیں مقبوض فعول وبضم لام مقصور فعول بسکون لام محذوف فعل بسکون لام اثلم فعلن اثرم فعل بضم لام ابتر فع اسبغ فعولان اثلم مسبغ فعلان بسکون عین زحاف فاعلن کے چھ ہیں قطع خبن خلع حذذ ترفیل اذالہ فروع آٹھ ہیں مقطوع فعلن بسکون عین مخبون فعلن بکسر عین مخلع فعل بفتح عین وسکون لام محذوذ فع مرفل فاعلاتن مذال فاعلان مخبون مذال فعلان مقطوع مذال فعلان بسکون عین زحاف فاع لاتن منفصل کے چھ ہیں کف قصر حذف تسبیغ سلخ طمس فروع بھی چھ ہیں مکفوف فاعلات بضم التا مقصور فاعلات ساکن الآخر محذوف فاعلن مسبغ فاع لاتان مسلوخ فاع مطموس فع زحاف مس تفع لن منفصل کے تین ہیں خبن قصر شکل فروع چار ہیں مخبون مفاعلن مقصور مفعولن مشکول مفاعل وبضم لام مخبون مقصور فعولن۔

فصل چہارم تقطیع کے بیان میں۔ تقطیع اصطلاح میں وہ ہے کہ اجزائے شعر کو اجزائے ارکان[1] اس بحر کے ساتھ اس طرح مقابل قطع کرنا متحرک مقابل متحرک کے اور ساکن مقابل ساکن کے واقع ہو اور اتفاق نوعیت حرکت کا ضرور نہیں یعنی اگر مقابل فتح کے کسرہ یا ضمہ ہو تو مضائقہ نہیں علیٰ ہذا القیاس مثلاً مرے دلبر اور سخن کہنا دونوں بروزن مفاعیلن اور تقطیع میں حروف ملفوظی معتبر ہیں غیر ملفوظ شمار میں نہیں آتے پس جو حروف کہ تلفظ میں آتے ہیں اور کتابت میں نہیں وہ یہ ہیں اول الف ممدودہ کہ بجائے دو الف کے گنا جاتا ہے جیسے آیا ہے بروزن مفعولن اور سوائے الف اور الفاظ زبان عربی کے بھی درحالت اشباع حرکت بجائے حرف شمار کیے جاتے ہیں جیسے الف رحمٰن اور اللّٰہ اور سموٰات اور طٰہٰ اور ہٰذا و ذٰلک کا اور واو یا الفاظ لہٗ بہٖ میں دوم تنوین جیسے ایضاً و علمٌ بروزن فعلن سوم حرف مشدد بجائے دو حرف شمار کیا جاتا ہے جیسے فرّخ بروزن فعلن چہارم ہمزہ بھی ایک حرف گنا جاتا ہے جیسے جاؤ بروزن فعلن پنجم یائے اشباع کسرہ جیسے اضافت شین آتش کی آتش ...

[1] خواہ اجزا مستقل خواہ غیر مستقل ۱۲

ع ہر قدم پہ جاے گرد اک آتش محشر اُٹھا ٭ اور جو کتابت میں ہیں اور تلفظ میں نہیں آتے۔
اول الف وصل بعض الفاظ مثل اس اُس اَب اک وغیرہ کا جبکہ ملفوظ نہ ہوگا تقطیع میں بھی
شمار نہوگا جیسے الف لفظ اک کا اس مصرع میں۔ آتش ع ہر قدم پہ جاے گرد اک آتش محشر اُٹھا+
کبھی الف آخر لفظ کا بھی ملفوظ نہیں ہوتا جیسے ع رہا دل غمسے بیقرار سدا ٭ اور الفاظ عربی میں
الف اکثر نہیں پڑھا جاتا جیسے ایہا النّاس اور انا الحق اور ابا الحسن اور عبد المجید وغیرہ دوم
یا بعض الفاظ کی بھی تلفظ میں نہیں آتی جیسے ع مجھے اب طاقت گفتار نہیں + اور بعض الفاظ عربی
میں مثل فی الجملہ اور غازی الدین اور ابی الفضل اور اولی الالباب اور ذوی الروح وغیرہ اور
یا لفظ میں کی جیسے ع میں جاں بلب ہوں گلا کاٹو یا گلے سے لگو + سوم واؤ بھی بعض مواقع
میں تلفظ میں نہیں آتا جیسے واؤ جو کو تو وغیرہ کا کہ بعد الفاظ یک حرفی کے حرف اظہار حرکت کے
واسطے بڑھایا گیا ہے۔ ع یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہیں + اور واؤ معدولہ جیسے خود اور خویش
اور اوس کا کہ تقطیع میں خد اور خیش اور اُس گنا جائے گا اور الفاظ عربی میں جیسے ابو الحسن اور ابو الہوس
اور اولو العلم اور واؤ عطف کا جیسے واؤ اول وسوم اس مصرع میں ع دل وجان و قرار وہوش نہیں+
اور واؤ رسم الخط کا جیسے عمرو میں چہارم حرف مخلوط التلفظ جیسے کیا۔ گھر۔ کچھ۔ مجھ۔ منھ۔ ہنسنا کہ تقطیع میں
کا۔ گر۔ کچ۔ مج۔ مہ۔ ہسنا گنا جاتا ہے۔ ی۔ ہ۔ ن۔ خارج از تقطیع ہیں پنجم ہائے مختفی آخر بعض الفاظ
کے بھی کبھی شمار میں نہیں آتی جیسے خندہ وگریہ وکہ وچہ نسیم شعر اب خامہ سے واشگاف یوں ہے+
دل ملنے کی راہ صاف یوں ہے + آخر مصرع میں واقع ہو تو بجاے حرف شمار میں آتی ہے۔ ولہ
شعر مانگا کاغذ دوات خامہ پہ لکھا گلچیں کے نام نامہ+ اور ہا حالت اضافت میں ہمزۂ ملینہ سے بدل
جاتی ہے تب حرف کے شمار میں آتی ہے اور درحالت اشباع اضافت دو حرف کے شمار میں آتی ہے جیسے
ع نالۂ دل عرش پہ پہونچا مرا+ ع نالۂ دل عرش پہ پہنچا مرا+ ششم نون غنہ بعد حرف علت[1] جیسے
کہاں کہیں کہوں یوں ووں جہاں زمیں وغیرہ میں (مثال شمار دو حرف ۱۲) البتہ اگر آخر مصرع میں ہوگا بجاے حرف ساکن
گنا جائےگا۔ ناسخ شعر رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں ٭ جس سر زمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں[2]+
قاعدہ دیگر جب کوئی دو حرف ساکن سواے نون غنہ بعد حرف علت کے وسط مصرع میں واقع
ہوں تقطیع میں ساکن دوم متحرک کیا جاتا ہے مگر آخر مصرع میں دونوں بحال رہتے ہیں۔

---

[1] ۔ وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان اور فاعلن بھی درست ہے بسبب ملفوظ نہ ہونے نون کے ۱۲
[2] کیونکہ اوزان شعر میں دو ساکن درمیان مصرع میں جمع نہیں ہو سکتے ۱۲

غالب شعر خون ہے دل خاک میں احوال بتاں پریعنی + اُن کے ناخن ہوئے محتاج حنا میرے بعد + حرف کاف لفظ خاک کا متحرک ہوگا اور دال لفظ بعد کا بحال رہے گا اور اگر تین ساکن جمع ہوں پس اگر وسط مصرع میں ہیں تو اول کو بحال دوسرے کو متحرک تیسرے کو ساقط کرتے[1] ہیں اور اگر آخر مصرع میں ہیں تو ایک کو ساقط باقی کو بحال ع ہے[2] دوست وہ جو دوست کی خاطر جلائے دل۔ غالب شعر آمد خط سے ہوا ہے سرد جو بازار دوست + دود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست[3] + الفاظ جو اوپر لکھے گئے بطور نمونے کے تھے اسی طرح جاننا چاہیے کہ حروف ملفوظ معتبر اور غیر ملفوظ ساقط ہوتے ہیں اب ایک شعر کی تقطیع بطور مثال لکھی جاتی ہے۔ میر حسن شعر کروں پہلے توحید یزداں رقم + جھکا جس کے سجدے کو اول قلم + بروزن فعولن فعولن فعولن فعل ہے اس طرح کرو یہ فعولن لتوحی فعولن دیزدا فعولن رقم فعل + جھکا جس فعولن کسجدے فعولن ک اول فعولن قلم فعل + اور یاد رہے کہ تقطیع میں جاننا بحور اور ارکان کا ضرور ہے تاکہ تقطیع حقیقی اور غیر حقیقی میں تمیز ہو مثلاً ع نہ اُس سے مایوس امیدوار + کہ بحر تقارب میں بروزن فعولن فعولن فعولن فعول ہے وزن غیر حقیقی میں بھی یوں تقطیع ہوسکتا ہے۔ نہ اُس فعولن سمایوس مفاعیل امیدوار مستفعلان[4] اور جب ایک بحر دوسری بحر کے ساتھ مشتبہ ہو تو جس سے بے تکلف حاصل ہو اُس بحر سے سمجھنا چاہیے۔ غالب شعر روانہ مرے گھر سے جب صنم ہوا + ستم ہوا ستم ہوا ستم ہوا + کہ تقطیع اُس کی چھ مفاعلن سے ہے اگر مفاعلن کو منقول مستفعلن مخبون کا سمجھیں بحر رجز مسدس مخبون ہوگی۔ اور اگر مفاعیلن مقبوض اعتبار کریں بحر ہزج مسدس مقبوض ہوگی لیکن مفاعلن مستفعلن سے بعد نقل حاصل ہوتا ہے اور مفاعلن مقبوض ہے بدون نقل لہذا اس کو بحر ہزج سے سمجھنا بہتر ہے۔

فصل پنجم مثال بحور اور اوزان مستعملہ شعرائے اُردو میں واضح ہو کہ بحور دائرہ مختلفہ یعنی طویل و مدید و بسیط و بحور دائرہ مؤتلفہ یعنی وافر و کامل[5] مستعمل شعرائے عجم[6] نہیں اور شاذ قابل اعتبار نہیں اور دائرہ مشتبہ میں سے مقتضب کم مستعمل ہے۔ **بحر ہزج مثمن سالم** مفاعیلن آٹھ بار۔ ناسخ شعر مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا + طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا + اس وزن میں اگر کوئی رکن سالم اور کوئی مسبغ لائیں تو جائز ہے

---

[1] کیونکہ تین ساکن کا اجتماع وزن شعر میں ممتنع ہے ۱۲ [2] دوست کی (ت) تقطیع میں ساقط ہوگی اور سین متحرک ہوگا [3] سین بحال رہے گا تے ساقط ہوگی ۱۲ [4] یا بروزن مفاعیل مستفعلن فاعلان ۱۲ [5] سوائے ایک دو وزن کے بحر کامل میں متاخرین میں سے پہلے مولوی جامی نے شعر کہا ہے تب سے مستعمل ہے مگر صرف سالم ۱۲ [6] یعنے فارسی و ترکی و اُردو ۱۲

لطف شعر دکھادیں بے ستون چرخ کا عالم تجھے فرہاد ٭ جو بن جائے ہیں بھی کار فرما کوئی شیریں سا + مثمن مقبوض مفاعلن آٹھ بار - بہادر سنگھ کا تم بدایونی شعر یہ تھوڑی تھوڑی سے نہ دے کلائی موڑ موڑ کر ٭ بھلا ہو تیرا ساقیا پلادے خم نچوڑ کر + مثمن اخرب مفعول[1] مفاعیلن مفعول مفاعیلن - امانت شعر بھولا ہوں جہاں کو میں سرشار اسے کہتے ہیں ٭ مستی سے نہیں غافل ہشیار اسے کہتے ہیں + مثمن اخرب مکفوف مقصور الآخر یا محذوف الآخر مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل - یا فعولن اجتماع دونوں وزن کا ایک شعر میں جائز ہے - ذوق شعر ہے بادہ کشوں کے لیے اک غیب[2] تائید ٭ زاہد جو دعا مانگتا باراں کے لیے ہے + اس وزن میں اگر صدر یا ابتدا اخرم اور اس کے بعد اخرب یعنے مفعولن مفعول لاویں تو جائز ہے - ظفر شعر مستغنی تو کونین سے رکھ اپنے ظفر کو ٭ محتاج نہ کر حیدر کرار کسی کا + مثمن مقصور محذوف مفاعیل مفاعیل مفاعیل فعولن - لمؤلفہ شعر اگر دل ہے ترا صاف تو کیوں مجھ سے خفا ہے ٭ مجھے صاف یہ بتلادے کہ کیا میری خطا ہے + اس وزن میں اگر سب مفاعیل آویں جائز ہے اور اگر بجائے مقصور کے مکفوف یعنی مفاعیل بضم لام آئے جائز ہے جیسے مثال مذکور میں باقی اوزان ہزج مثمن کے رباعی کی بحث میں درج ہیں - مسدس مقصور العروض والضرب یا محذوف الاخیرین یعنی مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولن اجتماع ان دونوں کا ایک شعر میں جائز ہے - راحت شعر شب فرقت میں بیتابی سے ہردم ٭ جلا کرتا ہوں مثل شمع کا فور + مسدس مقصور محذوف مفاعیل مفاعیل فعولن - ہوشیار شعر ہوا رشک شکر کا ہے ترا لب ٭ کرے کا مسیحا ہے ترا لب + اگر سب مفاعیل آویں تو جائز ہے مسدس اخرب مقبوض محذوف الآخر یا مقصور الآخر و مسدس اخرم اشتر محذوف یا مقصور الآخر یعنی مفعول مفاعلن فعولن - یا مفاعیل ومفعولن فاعلن فعولن - یا مفاعیل اجتماع ان چاروں کا جائز ہے - نسیم شعر انسان کا سرود ٭ رقص کیا ہے ٭ پریوں کا ناچ دیکھنا ہے + ولہ شعر خالق نے دیے تھے چار فرزند ٭ دانا عاقل ذکی خردمند + مصرع اول و دوم و سوم و چہارم وزن اول و سوم و دوم و چہارم پر ہے بحر رجز مثمن سالم مستفعلن آٹھ بار - ناسخ شعر زنداں میں بھی کوچہ ترا اے یار آتا ہے نظر ٭ بلبل قفس میں ہے ولے گلزار آتا ہے نظر + مثمن مطوی مخبون مفتعلن مفاعلن چار بار -

---

[1] صدر ابتدا اخرب ہے عروض وضرب سالم حشو میں ایک رکن اخرب ایک سالم ۱۲ [2] بعض شعرائے فارسی نے اس کو مضاعف مستعمل کیا ہے یعنی ۱۶ رکن کا شعر مگر اردو میں مستعمل نہیں ۱۲

جرأت شعر پھرتا ہوں تجھ بغیر میں ہو کے دوانہ ہو بہو ✽ شہر بشہر دہ بدہ خانہ بخانہ کو بکو +
بحر رمل مثمن سالم فاعلاتن آٹھ بار۔ ظفر شعر ہم ظفر ہیں اُس پہ مفتوں خوار و رسوا زار و محزوں ✽
وہ یہ مانے یا نہ مانے وہ یہ جانے یا نہ جانے + مثمن مخبون فعلاتن آٹھ بار۔ ظفر شعر
پئے دنیا یونہیں یک بار کے عبث جان کھپائی + نہ دیا منزل عقبیٰ کا مجھے رستہ دکھائی + اس میں
اگر صدر و ابتدا سالم آوے تو جائز ہے مثمن محذوف یا مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فاعلن یا فاعلات۔ منیر شعر اس طرح دل کو محبت تجھ سے ہے اے شعلہ رو ✽ جس طرح آتش سے
رکھتا ہے سمندر اختلاط + عروض محذوف ضرب مقصور ہے مثمن مشکول فعلات فاعلاتن
چار بار۔ انشا شعر مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اُلٹا ✽ کہ پڑا ہے آج خم میں قدح
شراب اُلٹا۔ مثمن مخبون مقصور یا محذوف یا مسبغ مقطوع یا ابتر یعنی فاعلاتن فعلاتن
فعلاتن فعلات۔ یا فعلن بکسر عین یا فعلان بسکون عین یا فعلن بسکون عین۔ لا اعلم شعر گر اُٹھائے
مردے دفن پہ وہ تکبیر کے ہاتھ ✽ چوم لوں اُس بُتِ رعنا کے کفن چیر کے ہاتھ + ذکی شعر شہر سے
گاہ نکل جاتا ہوں صحرا کی طرف ✽ صورتِ سیل کبھی جاتا ہوں دریا کی طرف۔ ولہ شعر راہ پر لائیے
جس کو وہی رہزن ہو جائے ✽ دوستی کیجئے جس سے وہی دشمن ہو جائے + جرأت شعر
چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا ✽ دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا + ان چاروں کا
اجتماع جائز ہے اور ان میں اگر صدر و ابتدا مثل حشو کے مخبون آ جائے تو جائز ہے۔ امانت
شعر نہ کسی بحر لطافت پہ کرے چشم کو وا ✽ حلقۂ گیسوئے محبوب ہے گرداب بلا + صدر مخبون ہے
مسدس مقصور یا محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + یا فاعلن اجتماع جائز ہے۔ غالب
شعر پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال ✽ پھر مہ و خورشید کا دفتر کھلا + مسدس مخبون مقصور
یا محذوف یعنی فاعلاتن فعلاتن فعلات۔ یا فعلن۔ غالب شعر کچھ تو دے اے فلکِ نا انصاف ✽
آہ فریاد کی رخصت ہی سہی + اور عروض و ضرب اگر ابتر یا مسبغ مقطوع لائیں صدر و ابتدا بھی اگر
مخبون لائیں جائز ہے۔ ولہ شعر قطع کیجے نہ تعلق ہم سے ✽ کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی +
عروض ابتر ہے۔ ولہ شعر غلطی ہائے مضامین مت پوچھ ✽ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں + صدر
مخبون اور ضرب مسبغ مقطوع ہے۔ بحر سریع مطوی موقوف یا مکسوف مفتعلن مفتعلن فاعلات
یا فاعلن۔ غالب شعر ہم نے کیا تجھ پہ دل و جاں نثار ✽ تو نہ ہوا ہائے دل و جاں سے یار + ذوق شعر
دیکھا دمِ نزع دلآرام کو ✽ عید ہوئی ذوق دمِ شام کو + اجتماع جائز ہے اور اگر بجائے

بحر رمل

بحر سریع

ایک یا دونوں مطوی یعنی مفتعلن کے مقطوع یعنی مفعولن آئے جائز ہے۔ لمؤلفہ شعر پوچھ نہ کچھ مجھ سے کہ ہے کیا ہوا + دل مرا تجھ پہ ہے شیدا ہوا + رُکن حشو مقطوع ہے اور اگر مصرع دوم یوں ہو۔ ع دل مرا تجھ پر شیدا ہوا + تو دونوں مقطوع ہیں۔ اور اسی تغیر کو عوام سکتہ کہتے ہیں۔ مطوی مقطوع مجدوع[1] مفتعلن مفعولن فاع۔ طالب شعر ہے سراپا حسن اور ناز + میں ہوں مجسم سوز و گداز + اس وزن میں بجائے مقطوع یعنی مفعولن کے لانا مکفوف یعنی مستفعل مضموم اللام کا جائز ہے جیسے مصرع ثانی میں اور نیز بجائے مجدوع یعنی فاع کے منحور یعنی فع لانا جائز ہے مخبون مکسوف مستفعلن مستفعلن فعولن۔ لا اعلم شعر اے دل نہ جا زلفوں میں اُس صنم کی + ہر چین اُس کی قید ہے ستم کی۔ بحر منسرح مثمن مطوی موقوف مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات + سودا شعر سننے سمجھنے کو بات حق نے دیے گوش و ہوش + حق بطرف جس کے ہو آج نہ رہیو خموش + اس وزن میں اگر بجائے مفعولات مطوی موقوف یعنی فاعلات کے مکشوف بشین معجمہ یعنی فاعلن واقع ہو تو جائز ہے جیسے مصرع دوم کے حشو میں اور اگر رکن مستفعلن میں بجائے مطوی یعنی مفتعلن کے مقطوع یعنی مفعولن کسی جگہ واقع ہو تو جائز ہے اور اگر بجائے مفتعلن کے مفاعلن آوے تو جائز ہے۔ لا اعلم شعر حال دل خستہ آہ میں نے جو اُن سے کہا + تو بولے یہ چپ ہی رہ سننے کی طاقت کہاں + مصرع دوم کا وزن یہ ہے۔ مفاعلن فاعلن مفتعلن فاعلان۔ مثمن مطوی منحور مفتعلن فاعلات مفتعلن فع۔ غالب شعر آکہ مری جان کو قرار نہیں ہے + طاقت بیداد انتظار نہیں ہے + اگر عروض و ضرب بجائے منحور یعنی فع کے مجدوع یعنی فاع لائیں جائز ہے۔ اور اگر بجائے مطوی یعنی مفتعلن کے مقطوع یعنی مفعولن آوے تو بھی مضائقہ نہیں۔ بحر مضارع مثمن اخرب مفعول فاع لاتن چار بار۔ ذوق شعر ہم ہیں غلام اُن کے جو ہیں وفا کے بندے + اس کو یقین جانو گر ہو خدا کے بندے + اس میں اگر عروض ضرب مسبغ آئے یعنی فاعلیان تو جائز ہے۔ میر درد شعر مرتا نہیں ہوں کچھ میں اُس سخت دل کے ہاتھوں + پستا ہوں آپ اپنے کمبخت دل کے ہاتھوں + اور اگر اس وزن میں رکن فاع لاتن کا حشو میں ایک جا سالم اور ایک جا مکفوف یعنی فاعلات اور بجائے مفاعیلن مفاعیل آئے جائز ہے۔ طالب شعر ظالم نہیں ہے الفت دل میں ترے ذرا بھی + رحم آیا کچھ نہ تجھ کو ترے عشق میں مرا بھی۔

بحر منسرح

بحر مضارع

[1] یہ بحر سریع مطوی مقطوع مجدوع یعنی مفتعلن مفعولن فاع متقارب مثمن اثرم یعنی فاع فعولن فاع فعول سے ہم وزن ہے اور فرق ایک حرکت کا ہی وہ دونوں میں جائز ہے ۱۲ [2] بحر مضارع میں یا دونوں میں مراقبہ ہے یعنی ثبوت یا سقوط دونوں کا معًا جائز نہیں ۱۲

بروزن مفعول فاعلات مفاعیلُ فاع لاتن مثمن اخرب اخذ مفعول فعلن چار بار - انشا شعر دست جنوں سے اے واے ویلا ٭ سونے نہ پاے لٹک پانوں پھیلا - مثمن اخرب مکفوف محذوف یا مقصور - مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن یا فاع لات - غالب شعر کیوں جل گیا نہ تاب رخِ یار دیکھ کر ٭ جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر + ذوق شعر ہوں طائرِ خیال نہ پر ہیں نہ میرے بال ٭ پر اُڑکے جا پہونچتا کہیں سے کہیں ہوں میں + اجتماع جائز ہے اور اگر فاع لاتن اور مفعول دونوں حشو میں سالم لائیں جائز ہے لمولفہ شعر یہ ظلم اُس کے دل پہ اُٹھانا ہمیشہ آہ ٭ میرا جگر تو دیکھو اللہ کی پناہ[1] ٭ مثمن مکفوف مقصور یا محذوف مفاعیلُ فاعلات مُفاعیل فاعلات، یا فاعلن - لا اعلم شعر جو اس میں ہے کب ہے زہر ولا دیکھ مار میں ٭ پنجا زلف یار میں پنجا زلف یار میں - بحر مجتث[2] مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن - غالب شعر عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے ٭ کہ اپنے سایے سے سر پانوں سے ہے دو قدم آگے + بجاے فعلاتن کے مفعولن جائز ہے اور یہ سکتہ ہے - مثمن مخبون محذوف یعنی مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن - اگر عروض و ضرب ابتر یعنی فعلن بسکون عین یا مخبون مقصور یعنی فعلان بحرکت عین یا مقطوع مسبغ یعنی فعلان بسکون عین آئے تو مضائقہ نہیں - شرر شعر ہوا ہوں زرد یہ غم سے کہ لوٹتا جو کبھی ٭ تمام سبزہ بیاباں کا زعفراں ہوتا + غالب شعر نہیں ہے سایہ کہ سن کر نوید مقدم یار ٭ گئے ہیں چند قدم پیشتر در و دیوار + اگر حشو میں بجاے فعلاتن کے مفعولن آوے تو جائز ہے - لا اعلم شعر حضورِ داغ سوزاں ہے آفتاب خجل ٭ اور اشک سے بھی ہے رنگ شرابِ ناب خجل + مصرع اول کے حشو میں مفعولن ہے + بحر خفیف مخبون فاعلاتن مفاعلن فعلاتن + طالب شعر سوز دل شرح گر کردن سر محفل ٭ دامن شمع تر کردن سر محفل + مخبون محذوف یعنی فاعلاتن مفاعلن فعلن - عروض و ضرب اگر ابتر یعنی فعلن بسکون عین یا مخبون مقصور یعنی فعلان بحرکت عین یا مخبون مقصور مشعث یعنی فعلان بسکون عین آئے تو جائز ہے - غالب شعر دل ہواے خرام ناز سے پھر ٭ محشرستان بیقراری ہے + ذوق شعر واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد ٭ کہ شراب کباب کی باتیں + بحر مقتضب مثمن مطوی فاعلات مفتعلن چار بار - لمولفہ شعر تجھ بغیر رشکِ پری کب خوش آے سیر چمن ٭ گل ہیں خار دل کو مرے دیتے ہیں زیادہ الم +

---

[1] اِسے اُس کو سکتہ کہتے ہیں ۱۲ [2] بحر مجتث کے مس تفع لن میں سین اور نون میں معاقبہ یعنی دونوں معًا ساقط نہیں ہوتے ۱۲

مثمن مطوی مقطوع ع فاعلات مفعولن چار بار۔ رنگین شعر عشق میں تیرے میرا رنگ زعفرانی ہے + ضعف ہے رفیق اپنا یار نا توانی ہے + اس بحر میں کبھی کبھی ایک حرف حشو میں زائد آجاتا ہے اس کو مرحوف مروج کہتے ہیں جیسے ع کر رہا ہوں میں فریاد کوئی بھی نہیں سنتا۔ حرف دال زاید ہے بحر کامل مثمن سالم متفاعلن آٹھ بار + جرأت شعر جو چمن میں گذرے تو اے صبا تو یہ کہیو بلبل زار سے ؛ کہ خزاں کا دن بھی ہے سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے + اگر عروض و ضرب مذال ہو مضائقہ نہیں۔ وحشت شعر تری چشم کے جو مریض ہیں جز اجل کے اُن کی دوا نہیں ؛ ہو مسایح اُن کا مسیح بھی تو اُنھیں امید شفا نہیں + اور اگر کسی جگہ بجاے متفاعلن سالم کے مضمر یعنی مستفعلن آجاوے مضائقہ نہیں۔ مثمن مضمر متفاعلن مستفعلن چار بار۔ طالب شعر نہ ہوئی کبھی مجھ سے خطا نہ ہوا کرو مجھ پر خفا ؛ نہ دیا کرو تم گالیاں نہ کیا کرو مجھ پر جفا + اس میں اگر عروض و ضرب مضمر مذال ہو تو جائز ہے۔ بحر بسیط مثمن سالم مستفعلن فاعلن چار بار۔ ولایت علی گویا شعر میں نے کہا آصنم اپنے نہ گھر جا صنم + تو ہے خفا کیا صنم میری قسم کھا صنم۔ بسیط مثمن مخبون مفاعلن فعلن چار بار۔ ولہ شعر دکھا دے شکل ذرا صنم برائے خدا ؛ یہ ہر سوال مرا گلا رہے نہ ذرا۔ یہ مسدس مطوی مفتعلن فاعلن مفتعلن۔ ولہ شعر دیکھ کے تجھ کو پری ایک ذری ؛ آگئی مجھ کو وہیں بیخبری۔ بحر طویل مثمن سالم فعولن مفاعیلن چار بار۔ طالب شعر نہیں ہے زبان ہمدم کریں کیا گلا یعنی ؛ کہاں ہے دہن اُس کے جو بولے کبھو جانی۔ بحر وافر مثمن سالم مفاعلتن آٹھ بار۔ طالب شعر ڈر کے کہا کبھلا ہے بھلا خفا جو ذرا ہوا وہ صنم ؛ مرا بھی ذرا گلہ نہ رہا ہنسا جو گیا مجھے یہ ستم + اگر دو ایک جگہ بجاے سالم کے معصوب یعنی مفاعیلن لادیں مضائقہ نہیں مگر سب جگہ نہ چاہیے ورنہ بحر ہزج سے شبہ ہو جاوے گی بحر متقارب مثمن سالم فعولن آٹھ بار۔ ذوق شعر جبیں تو نے افشاں جو اے مہ جبیں ہے ؛ ستاروں میں کیا کیا چناں اور چنیں ہے + مثمن مقصور یا محذوف فعولن فعولن فعولن فعول۔ یا فعل۔ میر حسن شعر کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار ؛ مرا غم سے دل ہو گیا خار خار + اجتماع جائز ہے۔

بحر کامل

بحر بسیط

بحر طویل

بحر وافر

بحر متقارب

سلہ جو لوگ اس وزن کو ہزج مثمن اشتر سمجھے ہیں غلطی پر ہیں کیونکہ اس شعر مہری شیرازی میں شعر در فراق او مہری فرض کن کہ شبہا را ؛ میتواں بسر آورد روز را کسے چہ کند + کی تقطیع میں رکن آخر مفاعلتن آتا ہے نہ مفاعیلن کہ بجاے مفاعلتن کے مفاعیلن آسکتا ہے اور بجاے مفاعیلن کے مفاعلتن غیر ممکن ۱۱ سلہ اگر عروض و ضرب مسبغ آوے مضائقہ نہیں۔ سرسبز شعر میں روتا ہوں سرسبز آتی ہے جب یاد ؛ وہ صورت سبجھے پیاری پیاری کسی کی ۱۲

متقارب مثمن اثلم فیلن فعولن چار بار۔ طالب شعر اے واے قسمت دیکھا نہ تجھ کو ٭ حسرت رہے گی تا مرگ مجھ کو ٭ مثمن مقبوض اثلم مقصور فعول فعلن چار بار + ولہ شعر تڑپ رہا ہوں میں نیم بسمل ٭ خبر لے میری شتاب قاتل + بحر متدارک مثمن سالم فاعلن آٹھ بار۔ ولہ شعر کیا کروں میں گلا یار نے کیا کیا ٭ دل مرا چھین کر مفت ہی میں لیا لیا۔ بعض رکن کا مذال آنا درست ہے جیسے ع شب کو رشک زلف سے مہ کو رنج رہے۔ مثمن مخبون فعلن بکسر عین آٹھ بار۔ ظفر شعر مرا دشمن اگرچہ زمانہ رہا ٭ ترا یوں ہیں میں دوست یگانہ رہا۔ مثمن مقطوع فعلن بسکون عین آٹھ بار۔ طالب شعر ہر دم کرتا ہوں زاری ٭ دیکھی بس بس تیری یاری۔ **فائدہ** بعض شعرائے عجم اور فصحائے ہند نے آٹھ سے زیادہ رکن کے بھی اشعار کہے ہیں جیسے شعر ظفر کا معشر یعنی دس رکن کا۔ شعر ہو کے خاک اپنا مٹا دینا جسے منظور ہو وہ خاکسار ٭ خاک رہ ہو خاک پا ہو یہ بھی ہو اور وہ بھی ہو اور کچھ نہ ہو + بروزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات۔ یا فاعلن اور بعض بحور کا مضاعف استعمال کیا ہے جیسے بحر ہزج مثمن سالم مضاعف لا اعلم شعر چمن میں وہ نگار سبز خط گیسو پریشاں راست قد خوش چشم مہ سیما جو آکر جلوہ گر ہوئے ٭ بنفشہ جا پڑے سودا میں سنبل پیچ کھائے پا بگل شمشاد نرگس زرد گل چاک جگر ہوئے۔ رمل مثمن مخبون مضاعف یعنی فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن ع آہ وہ یار ستمگار جفا جو ہے کہ جوں باد بہار آن کے اک آن میں لیتا ہے چھپا رو + متقارب مثمن سالم مضاعف۔ ذوق شعر تمنا نہیں ہے کہ امداد دل کو طپش کا صلہ ہو کہ مزد قلق ہو ٭ یہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل ترے پاؤں پہ جاں بحق ہو + متقارب مثمن مقبوض اثلم مضاعف۔ ہوس شعر سوائے اندوہ و یاس و حرماں ہوا نہ حاصل جہاں سے ہم کو ٭ اٹھائیں کاندھے پہ بار ہستی سفر ہے بہتر یہاں سے ہم کو + فعول فعلن آٹھ بار۔ متقارب مثمن اثلم مضاعف بطور دیگر۔ لمولفہ شعر سنبل پیچاں ہیں ترے گیسو نرگس شہلا ہیں تری آنکھیں ٭ لالہ حمرا ہے ترا عارض سرو خراماں ہے ترا قامت + متدارک مثمن مخبون مضاعف۔ شر شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ٭ گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے + فعلن سولہ بار متدارک مثمن مقطوع[1] مضاعف فعلن ساکن العین سولہ بار۔ میر تقی شعر دور بہت بھاگو ہو ہم سے سیکھے طریق غزالوں کا ٭ وحشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھوں والوں کا۔

[1] یہ بحر یعنی متدارک مثمن مقطوع صورت ناقوس سے ملقب ہے جابر عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ چلے جاتے تھے ایک ترسا ناقوس بجاتا تھا حضرت نے فرمایا کہ ناقوس کہتا ہے حقا حقا حقا حقا ٭ صدقا صدقا صدقا صدقا اور بھی چند شعر بے اعتباری دنیا میں پڑھے ۱۲

بحر متدارک

اس میں بعض جا مخبون آیا ہے۔ منسرح مطوی مقطوع منحور مضاعف تر آب شعر باد خزاں کے قدموں سے باغ ہوا تھا خارستاں ٭ دم سے ترے اے بادِ صبا آگ لگی گلشن میں ہے + عوام اکثر بحور مضاعف کو بحر طویل کہتے ہیں۔

فصل ششم سوائے بحور شانزدہ گانہ مذکور الصدر کے دیگر بحور کہ ایجاد متاخرین ہیں چونکہ اکثر غیر مستعمل اور بحور قدیم سے بادنیٰ تفاوت حاصل ہوسکتی ہیں لہذا مشرح بیان اُن کا نہیں کیا مجملاً نام اُن کے لکھتا ہوں۔ **اول قریب** مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن دو بار **دوم جدید یا غریب** فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن دو بار **سوم متشاکل** فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن دو بار سوائے اسکے بعض اہل عروض نے دائرہ مختلفہ سے سوائے **طویل** مدید بسیط کے بحر عریض و عمیق کو انفکاک کیا ہے یعنی مفا سے شروع کرکے مفاعیلن فعولن چار بار عریض اور لن فعو سے شروع کرکے لن فعولن مفاعی بر وزن فاعلن فاعلاتن چار بار بحر عمیق اور بعض اہل عروض پارسی مثل بہرام سرخسی و بزرجمہر قسمی وغیرہ نے بحور نوزدہ گانہ مذکورسے نو بحریں[1] اور استخراج کی ہیں اور کہتے ہیں کہ دائرہ اُس کا عبداللہ قرشی نے ایجاد کرکے منعکسہ نام رکھا۔ **اول صریم** مفاعیلن فعلاتن فعلاتن دو بار۔ **دوم کبیر** مفعولات مفعولات مستفعلن دو بار۔ **سوم بدیل** مستفع لن مستفع لن فاع لاتن دو بار۔ **چہارم قلیب** فاع لاتن فاع لاتن مفاعیلن دو بار **پنجم حمید** مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار **ششم صغیر** مستفع لن فاع لاتن مستفع لن دو بار **ہفتم صمیم یا اصم** فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن **ہشتم سلیم** مستفعلن مفعولات مفعولات دو بار **نہم حمیم** فاع لاتن مستفع لن مستفع لن دو بار اور سوائے اس کے عاشق صادق نامی ایک شخص نے ہمعصران امیر خسرو دہلوی سے رسالہ جامع الصنائع مصنفہ اپنے میں تین بحریں اور ایجاد کی ہیں اور دو رکن بھی تازہ پیدا کئے ہیں متفاعلتن اور مفعولاتن اور غور سے معلوم ہوگا کہ متفاعلتن اجتماع دو فعلن بکسر عین کا ہے اور مفعولاتن دو فعلن بسکون عین کا کہ متدارک مخبون اور مقطوع ہیں وہ تین بحریں یہ ہیں۔ **اول رکفت** متفاعلتن آٹھ بار **دوم زلل** مفتعلاتن آٹھ بار **سوم اوفر** مفعولاتن آٹھ بار اور علاوہ ازیں اور بھی بحریں ہیں **خبب** مفعول فعلان چار بار **مواسع** فاعلتن مفعول فعولن چار بار۔ **مرکن** مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن فعلاتن دو بار

بروزن مدور ۱۲

---

[1] مفصل بیان ان کا کتب متداولہ مثل غایت العروضین بہرام سرخسی و رسالہ محمد بن عیش عروضی میں موجود ہے و بمن شاء ان یطلع علیہ فلیرجع الیہ ۱۲ —

باب پنجم علم قوافی میں

فصل اول تعریف قافیہ وحروف قافیہ کے بیان میں واضح ہو کہ قافیہ[1] اصطلاح میں عبارت ہے ایک[2] یا چند حروف معین غیر مستقل[3] سے کہ اُن کو آخر مصرع[4] یا بیت[5] میں الفاظ[6] مختلفہ[7] میں لائیں اور وہ نو حرف ہیں اول روی[8] کہ اصل قافیہ ہے یعنی روی قافیہ میں ضرور ہوگا اور حرف نہ ہوں اور چار حرف یعنی ردف قید تاسیس دخیل روی سے قبل آتے ہیں اور چار حرف یعنی وصل خروج مزید نائرہ بعد روی کے واقع ہوتے ہیں[9] پس ردف[10] عبارت ہے حروف مدہ یعنی الف و واؤ ویاے تحتانی سے کہ بدون واسطہ حرف متحرک کے قبل روی سے واقع ہو اور حرکت ماقبل اُن کے مطابق یعنی ماقبل الف فتح اور ماقبل واؤ ضمہ اور ماقبل یا کسرہ مثلہ غالب شعر جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آئے ؛ جاں کالبد صورت دیوار میں آئے ؛ ولہ شعر نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا ؛ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا + ولہ شعر شب کہ وہ مجلس فروز خلوت ناموس تھا ؛ رشتۂ ہر شمع خار کسوت فانوس تھا[11] + اور اگر درمیان ردف اور روی کے ایک ساکن واقع ہو بعض اُس کو داخل ردف سمجھ کر ردف زائد یا مرکب کہتے ہیں اور محقق طوسی نے داخل روی سمجھ کر اُس کو روی مضاعف لکھا ہے اور وہ چھ حرف ہیں س ش ر ف خ ن س کی مثال جیسے راست کاست دوست پوست زیست چیست علیٰ ہذا القیاس باقی حروف جیسے گوشت کارد کوفت تاخت چاند[12] اور قافیہ ردف واو ویاے معروف ومجہول[13] کا بعض اساتذہ فارسی کے کلام میں

---

[1] قافیہ مشتق قفا اور قفو سے ہے جسکے معنی لغت میں پیچھے کسی کے جانا ۱۲ [2] ابو یعقوب سکاکی نے مفتاح میں اقوال مختلف تعریف قافیہ میں لکھے ہیں منجملہ انکے قول خلیل ابن احمد کا ہے کہ حد قافیہ کے حرف آخر بیت سے ہے اُس ساکن تک جو اُس سے قبل در نزدیک ہو اور اُس ساکن کے ماقبل کا متحرک بھی داخل حروف قافیہ ہے اور قول ابو الحسن اخفش کا ہے (کلمہ آخر بیت کا تمام داخل قافیہ ہے) اور بعض کے نزدیک صرف حرف روی قافیہ ہے مگر قول خلیل کا مرجح ہے ۱۲ [3] غیر مستقل کی قید اس لیے ہے کہ اگر مستقل ہو تو ردیف ہو جاوے گی ۱۲ [4] آخر میں تب جبکہ ردیف نہو اور بحالت ردیف قبل ردیف کے جو حکم آخر میں ہے ۱۲ [5] مثنوی یا مطلع غزل وقصیدہ کے ہر مصرع میں اور دیگر ابیات غزل وقصیدہ کے ہر بیت کے آخر میں ۱۲ [6] الفاظ ہموزن میں نہ مختلف لوزن میں جیسے کار و خبر ۱۲ [7] الفاظ مختلفہ خواہ بحسب لفظ ومعنی دونوں کے مختلف ہوں جیسے شہر و ہنر خواہ صرف لفظ میں مختلف معنی میں متحد جیسے زبان و لسان خواہ صرف معنی میں مختلف جیسے قرار بمعنی عہد و آرام ۱۲ [8] بفتح راے مہملہ وکسر واؤ ویاے تحتانی مشدد نام اُس رسی کا ہے جس سے بار شتر کا باندھتے ہیں اور نیز بمعنے برہم تابندہ ریسمان ۱۲ [9] روی اکثر حرف اصلی ہوتا ہے جیسے دال درد و زرد کی کبھی حرف زائد کو حکم اصلی میں اعتبار کرتے ہیں جیسے قافیہ یاری و زاری کا اگرچہ دوم میں یاے اصلی ہے اور اول میں زائد مگر چونکہ مقابل اصلی کے واقع ہے لہذا اُسکو روی اعتبار کیا اور روی سے اول کے چار حرف بھی حروف اصلی کلمہ کے ہوتے ہیں اور بعد کے چار حرف زائد ۱۲ [10] ردف بکسر را وسکون دال مہملتین جو چیز پیچھے کسی چیز کے ہو ۱۲ [11] اور ایسی ردف کو ردف مفرد یا حروف اصلی کہتے ہیں ۱۲ [12] محقق طوسی نے سوا ان چھ حروف مذکورہ کے ثاء مثلثہ کو بھی شمار کیا ہے مثال اُس کی فشرک یعنی عشق پیچہ اور غژد بدال مہملہ مضارع غژیدن بمعنی نشست لکھی ہے ۱۲ [13] بعض نے الف میں بھی معروف ومجہول لکھا ہے جیسے قافیہ خواب وتاب کا کیونکہ خواب میں فتحہ میں ضمہ کی بھی بو ہے ۱۲

پایا جاتا ہے[1] لیکن احتراز بہتر ہے اور شعراے اُردو میں تو محض ناجائز۔ سودا **شعر** کرتے اُس کو لگی نہ ذرہ دیر ٭ جہرومہ کو بشکل نان و پنیر + ولہ **شعر** ہوا دیکھ حیران صغیر وکبیر ٭ جب آگے سے اُٹھ بھاگے قالین کے شیر + ذوق **شعر** گر لکھوں مضمون اپنے نالۂ پرشور کا ٭ لوں صریر خامہ سے میں کام بانگ صور کا + **قید**[2] اور کوئی حرف سواے حروف مدہ کہ قبل روی سے ساکن واقع ہو جیسے ابر صبر ستر چتر نشر کشر اجر فجر بحر نحر (بمعنی قربانی شتر) تخت تخت - صدر - قدر - عذب جذب - درد - مرد - دزد - مزد - مست - پست - چشم - پشم - وصل فصل - وضع - رضع - نطع - قطع - نظم - کظم - جعد - رعد - مغز - نغز - ہفت - رفت - عقل نقل ذکر - فکر - حلم - علم - امر - جمر - پند - بند - دور - جور - قہر - زہر - سیر - خیر - واضح ہو کہ مثال واؤ و یا میں ماقبل کو حرکت موافق اُن کے نہیں ورنہ ردف ہو جاتا **حرف تاسیس**[3] وہ الف ساکن ہے کہ قبل روی سے آئے اور مابین اُس کے اور روی کے ایک متحرک جس کو **دخیل**[4] (یعنی درمیان میں آنیوالا ۱۲) کہتے ہیں واسطہ ہو جیسے کاہل و شاہل و تجاہل و تساہل - نسیم **شعر** مشرق سے رواں ہوا دلاور جس طرح افق سے شاہ خاور + واؤ حرف دخیل ہے اور اختلاف ردف کا جائز نہیں اور اختلاف تاسیس و دخیل کا اہل عجم کے نزدیک مضائقہ نہیں بلکہ التزام ان کا از قسم صنعت لزوم مالایلزم ہے کیونکہ قافیہ کاہل و بسمل کا اور قافیہ عاقل و جاہل و شامل کا جائز ہے - سودا **شعر** لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر٭ بولا اُس وقت ڈیوڑھی کا ناظر + مگر عربی میں رعایت حرف دخیل کی واجبات سے ہے - اور اختلاف حرف قید کا بھی اگرچہ جائز نہیں مگر شعراے عجم نے استعمال کیا ہے - سحر لکھنوی **شعر** نقشے جمے ہیں دل پہ مرے نقش ہے وہی ٭ اب دل کشا وہی ہے فرح بخش ہے وہی + خصوصاً بلحاظ قرب مخرج کے **شعر** اُمڈا ہے آنسوؤں کا مری آنکھ سے وہ بحر٭ ہیں جس کے آگے سات سمندر بھی ایک لہر + احتراز واجب ہے - **حرف وصل** بے فاصلہ بعد روی کے آتا ہے - اور اُس کو متحرک کر دیتا ہے جیسے ہاے نسبت[4] اور یاے مصدری اور حروف اضافت و جمع یا علامات صیغ وغیرہ اور علی ہذا القیاس وصل کے بعد خروج اور اُسکے بعد مزید[5] اور پھر نائرہ[6] بترتیب

---

[1] مگر جامی کے نزدیک عیب ہے ایسی جگہ مجہول کو بھی معروف پڑھنا چاہئے مگر جو یا کہ امالہ الف سے پیدا ہوئی ہو اُس کا قافیہ ناجائز ہے ۱۲ [2] محقق طوسی نے قید کو بھی ردف میں داخل کیا ہے اور تعریف ردف کی یہ لکھی ہے کہ حرف ساکن جو قبل روی سے بیواسطہ ہو خواہ مدہ خواہ غیر مدہ ۱۲ [3] تاسیس بنیاد رکھنا ۱۲ [4] زبان فارسی میں وصل کے دس حرف ہیں ا - ہ - ش - ی - س - م - ک - ن - و - ش - جیسے خدا وندا گو یہ علامت شرابی شام ست دلم مرد کہ گفتن کردہ ولش ہیں ۱۲ [5] مزید یعنی زیادہ کردہ شدہ ۱۲ [6] نائرہ لغت میں بمعنی رمیدہ گویا یہ حرف درمیان قوافی سے بھاگ کر کنارے پر مقیم ہوا ۱۲

آتے ہیں اور جو حرف بعد نائرہ کے آئے وہ داخل نائرہ ہے اور بقول خواجہ نصیر الدین طوسی کے وہ داخل ردیف ہے خواہ کلمہ مستقل ہو خواہ غیر مستقل مگر باتفاق اکثر علما اردو ردیف میں (مابعد کے حروف داخل ردیف ہیں اور حق یہ ہے کہ اردو و فارسی میں یہ حروف بعد وصل قابل اعتبار نہیں ۱۲) مستقل ہونا کلمے کا شرط ہے جیسے جلا دیگا گلا دیگا۔ اس میں لام حرف روی الف وصل و واؤ خروج یا مزید کاف والف نائرہ۔ شعر شعر کیا تجلی ہے ترے چاند سے رخساروں پر ٭ چاندنی چھٹکی ہے گھر کی تری دیواروں پر + رسے حرف روی واؤ وصل نون خروج پر ردیف اور اختلاف ان چاروں حرف کا ناجائز اور علامت شناخت حرف روی و حرف وصل کی یہ ہے کہ وصل کے حذف سے لفظ با معنے رہتا ہے اور حذف روی سے مہمل۔

فصل دوم حرکات حروف قافیہ میں اور وہ چھ ہیں۔ رس[1] اشباع توجیہ حذو مجری نفاذ رس حرکت فتحہ حرف ماقبل تاسیس کو کہتے ہیں اور اشباع[2] حرکت حرف دخیل کو۔ شعر شعر کیا ہو قمر اس حور شمائل کے برابر ٭ ہیں جوتی کے تارے مہ کامل کے برابر + حرکت فتحہ میم و کاف رس اور حرکت کسرۂ یا و میم اشباع ہے اور حذو[3] حرکت حرف ماقبل ردف اور قید کو کہتے ہیں مثال حذو ردف۔ غالب شعر دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں ٭ یعنی ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں + مثال حذو قید۔ ولہ شعر ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن ٭ ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھ کر عذر مستی ایک دن + اور توجیہ[4] حرکت ماقبل روی کو کہتے ہیں بشرطیکہ روی ساکن ہو اور کوئی حرف حروف قافیہ سے اُس کے ساتھ نہ ہو۔ ولہ شعر یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں ٭ کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں + حرکت دال با توجیہ ہے اور حرکت حرف روی کو مجری[5] کہتے ہیں جیسے حرکت تا شعر غالب مثال حذو قید میں اور حرکت حرف وصل کو نفاذ[6] کہتے ہیں۔ سرور شعر غیروں کے ساتھ تم کو وہاں ہمکناریاں ہیں ٭ یاں درد پہلو و دل اور بیقراریاں ہیں + اور حرکت خروج و مزید و نائرہ کو بھی نفاذ[7] ہی کہتے ہیں اور اختلاف کسی حرکت کا اردو میں بہتر نہیں مگر بعضوں کے نزدیک جبکہ حرف روی متحرک ہو یعنی مع حرف

---

[1] رس لغت میں ابتدا کرنا اور اول تپ اور کسی پوشیدہ چیز کا ظاہر کرنا اور چاہ کہنہ و خراب کے بھی معنی ہیں اور اسی سے ابتدا حرکات حرف قافیے کی ہے ۱۲ [2] اشباع سیر کرنا [3] حذو بجائے حطی و ذال معجمہ برابر کرنا دو چیز کا ۱۲ [4] توجیہ منھ پھیرنا [5] مجری بالفتح جائے رواں شدن ۱۲ [6] نفاذ بفتح نون و فا و آخر دال حملہ بمعنی سپری شدن و قبل بذال معجمہ بمعنی جاری کردن فرمان ۱۲ [7] مگر متحرک ہونا نائرہ کا شاذ ہے ۱۲

وصل ہو تو اختلاف حذو[۱] و قید[۲] و توجیہ[۳] و اشباع کا جائز ہے جیسے[۴] آہستہ و دستہ سکندری عنصری برابری شاطری اور اختلاف توجیہ کا بطریق معروف و مجہول کے جائز ہے جیسے قافیہ ابرو اور ذو کا ۔

فصل سوم القاب قافیہ میں روی اگر ساکن ہو اُس کو **مقید** اور متحرک ہو[۵] اُس کو **مطلق** کہتے ہیں اور یہ دونوں دو دو قسم ہیں یعنی اگر سواے روی کوئی دوسرا حرف[۶] قافیے میں نہو اُس کو مجرد کہتے ہیں اور اگر اور حرف بھی ہو تو قافیے کو اُس سے منسوب کرتے ہیں مثلاً مقید مجردہ یا مردفہ[۷] یا موسسہ یا موصولہ علیٰ ہذا القیاس مطلق مجردہ یا مردفہ یا موسسہ یا موصولہ آور واضح ہو کہ قافیہ اگر حرف قید کے ساتھ ہو اُس کو بھی مردفہ کہتے ہیں اور اگر مشتمل خروج اور مزید و نائرہ پر ہو اُس کو بھی موصولہ ہی کہتے ہیں ۔

فصل چہارم تقسیم القاب قافیہ میں باعتبار حروف ساکن اور متحرک کے اور وہ پانچ قسم ہے مترادف متواتر[۸] متدارک[۹] متراکب[۱۰] متکاوس[۱۱] **مترادف** وہ کہ آخر قافیے میں دو ساکن بلا فصل واقع ہوں ۔ غالب **شعر** نالہ جز حسن طلب اے ستم ایجاد نہیں ٭ ہے تقاضاے جفا شکوۂ بیداد نہیں +
متواتر وہ کہ مابین دو ساکن کے ایک متحرک واقع ہو ۔ ولہ **شعر** ہا گر کوئی تا قیامت سلامت ٭ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت + **متدارک** وہ کہ درمیان دو ساکن کے دو متحرک ہوں ۔ میر حسن **شعر** کروں پہلے توحید یزداں رقم ٭ جُھکا جس کے سجدے کو اول قلم + **متراکب** وہ کہ درمیان دو ساکن کے تین متحرک واقع ہوں ۔ طالب **شعر** تیغ ابرو سے جو حذر نہ کرے ٭ اُس کی آئی ہے موت کیوں نہ مرے + **متکاوس** وہ کہ درمیان دو ساکن کے چار متحرک واقع ہوں اور یہ ثقیل اور مخصوص عرب[۱۲] ہے ۔

---

[۱] بعض نے اس حالت پر اختلاف حذو ردف کا بھی جائز لکھا ہے جیسے قافیہ طوسی و فردوسی کا شاعر قدیم لکھتا ہے شعر ہر در بہ دُفتی دشاعر کہ آں طوسی بود ٭ چوں نظام الملک غزالی و فردوسی بود ۱۲ [۲] مگر اس حالت میں اس کو توجیہ نہ کہنا چاہیئے کیونکہ توجیہ اس حالت میں کہی جاتی ہے جب روی ساکن ہو پس یوں کہنا چاہیئے کہ درحالت حرکت روی اختلاف حرکت حرف ماقبل روی کا جائز ہے ۱۲ [۳] ناسخ شعر مجھ کو خوش چشموں سے رم شیں غزال جستہ ہے ٭ دام گیسو سے گریزاں پ دل دالبستہ ہے + صبح اُٹھ کر آئینہ دیکھا تو یہ کہنے لگا ٭ صاف اس سے تو ہمارا چہرۂ ناشستہ ہے + سبزۂ خط نے یہ بدلا ہے لب جاناں کا رنگ ٭ پیش ازیں عناب جو تھا اب تو وہ پستہ ہے + منشی شعر وگر نہ پہونچتی تھیں کب شہی ٭ میسر نہ آتی یہ فرماں دہی + سعدی شعر اے بادشاہ وقت چو وقتت فرا رسد ٭ تو نیز با گداے محلت برابری + سوزنی گماں مبر کہ بسر پنجہ است وکتف ٭ تا نفس اگر برآئی دانم کہ شاطری ۱۲ [۴] بسبب شوق وصل کے ۱۲ [۵] قبل کا خواہ بعد کا ۱۲ [۶] مردف بسکون ر و دال مفتوح ۱۲ [۷] دت باہم شدن تواتر پیا پے شدن تدارک دریافتن تراکب برہم نشستن تکادس اتبوہ ہے ۔ [۸] اور یہ تقسیم پنجگانہ ظاہرا حسب مذہب خلیل بن احمد کے ہے کہ اُس کے نزدیک حد قافیہ کے حرف آخر سے ساکن اول ماقبل تک ہے لیکن اس صورت میں حصر حروف قافیہ کا تو نہیں ہوتا بلکہ زائد چاہیے مثلاً قافیہ قیامت و حضرت میں الف و میم و ضاد و را داخل حروف قافیہ ہیں اور ان کا بھی نام کچھ چاہیئے تھا حالانکہ کسی کے نزدیک ان کا کچھ نام نہیں فتامل ۱۲

فصل پنجم - عیوب قافیہ میں اول **غلو** یعنی روی ایک جگہ ساکن دوسری جگہ متحرک لانا شعر
نہ پوچھ مجھ سے کہ رکھتا ہے اضطراب جگر ٭ نہیں ہے مجھ کو خبر دل سے لیکے تا بہ جگر + دوم اکفا[1] یعنے
اختلاف حرف روی کا - میر حسن شعر تعجب سے پوچھا کہ سچ مچ ہے یہ ٭ دیا چھیڑنے کو مرے کچھ ہے یہ +
علی شعر دھیان میں لاتے ہیں جب ابھری کسی کی گات ہم ٭ مارتے ہیں تب دہیں چھاتی پہ دونوں
ہاتھ ہم + خواہ قافیہ حرف فارسی اور عربی یا ہندی کا جیسے شک و سگ و لب و تپ مور - پھوڑ
وغیرہ - جرأت شعر سخت ہم پر غضب عشق ہے آج ٭ یوم بحران تپ عشق ہے آج +
رفیع السودا شعر ساق سیمیں کو ترے دیکھ کے گوری گوری ٭ شمع محفل میں ہوئی جاتی ہے تھوڑی
تھوڑی + خواہ دونوں حرف قریب المخرج ہوں جیسے نکاح - گناہ - الغیاث - التماس -
شعر دل کو زبس تصور جاناں سے ربط ہے ٭ تصویر یار آئینۂ دل پہ ثبت ہے + از عشرت
شعر اگر آہن کا ہو معشوق کا دل ٭ یہ عاشق کا اگر ہے جذب کامل + وہ آہن کو بھی بالتخصیص کھینچے
برنگ سنگ مقناطیس کھینچے + واجب الاحتراز ہے - سوم سناد[2] یعنی اختلاف ردف اور یہ فارسی
ہندی میں محض ناجائز ہے البتہ اہل عرب ردف یا اور ردف واؤ کا قافیہ درست رکھتے ہیں جیسے
جمیل و نزول و منیر و بدور اور نیز اختلاف ردف زائد کا جیسے گوشت و پوست **چہارم اختلاف**
حذو ردف مثلاً قافیہ نور بالضم و جور بالفتح کا - میر حسن شعر محبت سنے یہ چاشنی اور دی ٭
کہ میرے تئیں جیتے جی گور دی **پنجم اختلاف حرف قید** خواہ بعید المخرج خواہ قریب المخرج
جیسے عمرو و شعر و بحر و شہر مثال فصل اول میں گذری **ششم اختلاف اشباع** جیسے
تجاہل و کامل اور ان تینوں عیب کو بھی بعض داخل سناد کہتے ہیں **ہفتم اقوا**[3] یعنی اختلاف
توجیہ و حذو قید کا مثلاً قافیہ دَر اور دُر اور مَست اور سُست کا - سودا شعر لکھ دیا مجنوں کو سر شتہ[4] ٭
کہہ دیا مستقی سے جا قصد کر + و لہ شعر ترے کوچے سے جو میں آپ کو چلتے دیکھا ٭ جی کسی
تن سے نہ اس طرح نکلتے دیکھا + تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرتے ہیں ٭ لبوں کو زخم کے دن
رات میں ہلتے دیکھا + و لہ شعر ساقی چمن میں چھوڑ کے مجھ کو کدھر چلا ٭ پیمانہ میری عمر کا
ظالم تو بھر چلا + عالم تو مر رہا ہے ہر اک آن پر تری + تیغ و سپر تو لے کے یہ کس پہ پھر چلا +

---

[1] اکفا بر وزن افعال ٹیڑھا کرنا اور منہ پھیرنا [2] سناد یا اسناد اس کا مادہ مجرد سند بالکسر ہے بمعنی مردم حرام زادہ اور نیز سناد بالکسر اختلاف و پریشان عقل ہونا اور نیز کسی کے ساتھ یار ہونا ۱۲ [3] اقوا لغت میں تمام ہو جانا توشے کا ہے اور کھل جانا اینٹھ رسی کا [4] سر شتہ بفتحتین ۱۲

ہشتم تعدی یعنی حرف وصل ایک جگہ متحرک دوسری جگہ ساکن لائیں اور بقول سکاکی کے تعدی جب مخل وزن ہو عیب ہے ورنہ نہیں مگر شعرائے عجم کے نزدیک عیب ہے **نہم ایطا**[1] جس کو فارسی میں شایگان کہتے ہیں قافیے میں معنی واحد پر تکرار کلمے کی کرنا اور وہ دو قسم ہے خفی اور جلی **خفی** وہ کہ تکرار بادی النظر میں معلوم نہ ہو جیسے دانا بینا حیران سرگردان آب گلاب۔ ظفر **شعر** دیکھے گر چشم تری اے گل شاداب حباب ٭ شرم کے مارے وہیں بحر میں ہو آب حباب + میر حسن **شعر** جہاں راستی چاہیئے راستی ٭ کجی جس جگہ چاہیئے واں کجی + **جلی** وہ کہ تکرار ظاہر ہو جیسے دردمند۔ حاجتمند۔ ستمگر۔ کارگر۔ چلو۔ رہو۔ بکری۔ مرغی۔ جانا۔ رونا۔ جاتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ نیکوتر۔ زیباتر کیونکہ زوائد یعنی علامت جمع تانیث یا علامت کسی صیغے کی آخر سے دور کی جائے تو قافیہ درست نہیں رہتا مثلاً درد اور حاجت یا چل اور رہ یا جا اور رو اور دیکھ کا قافیہ نہیں ہوسکتا اور ایطائے خفی متقدمین نے غزل اور قطعے میں بعد سات بیت کے اور قصیدے میں بعد چودہ بیت کے جائز رکھا ہے اور متاخرین کے نزدیک بعد بیس و تیس بیت کے جائز ہے اور اگر لفظ واحد کو معنی مختلف پر لائیں تو داخل صنائع ہے۔ امانت **شعر** آبیاری سے جو ملو نظر آیا وہ گلا ٭ رشک کی برف سے کیا جسم صراحی کا گلا + **دہم تکرار قافیہ معمول** وہ دو قسم ہے ترکیبی و تحلیلی **ترکیبی** وہ کہ دو لفظ مرکب قافیے دوسرے لفظ کے واقع ہوں۔ آباد **شعر** رنج پہونچاتی ہے فرقت میں کلائی مجھ کو + آج کل کیا نہیں مدت سے کل آئی مجھ کو + خواہ ردیف میں۔ ظفر **شعر** تم ترا جبکہ دل نشیں ہو جائے ٭ دل میں پھر کس کے رحبیں ہو جائے + **تحلیلی** وہ کہ ایک لفظ کے دو ٹکڑے کر کے ایک کو داخل قافیہ دوسرے کو داخل ردیف رکھیں۔ نسیم **شعر** موسیٰ کا عصا تھا لٹھ جوان کا ٭ ایک ہی لاٹھی سے سب کو ہانکا + کبھی ترکیب و تحلیل کو جمع کرتے ہیں یعنی قافیہ میں تحلیل ردیف میں ترکیب۔ لمؤلفہ **شعر** داغ سینہ یاں سے ہم پھولوں کی جالے جائیں گے ٭ گلشن ہستی میں کیا آئے تھے کیا لے جائیں گے + بزم میں اس کی کبھی تو دخل ہوگا تمھارا ٭ کوئی دن تو خیر نقل سے نکالے جائیں گے + اور قافیہ معمول تمام غزل میں ایک دو قافیہ مقبول ہے اگر مطلع میں ہو تو بھی مضائقہ نہیں[2]۔ **یازدہم تضمین** یعنی قافیہ ایسا ہو کہ معنی مصرعۂ آئندہ پر موقوف ہوں۔ طالب **شعر** کس رو سے نجاسے دل سے غم یار اگر ٭ تو مجھ کو دکھائے اپنا رخسار مگر + دیکھے نہ رقیب تجھ کو زنہار وگر ٭ دیکھے بھی نہ کر اس کی طرف یار نظر + اور واضح ہو

---

[1] ایطا بروزن افعال پامال کرنا شایگان لغت میں بیگار یعنی کار بیمزد ۱۲ [2] لیکن کلام اساتذہ میں ایسے قافیے پانچ چھ تک پائے جاتے ہیں ۱۲

کہ ان دو عیب کو متاخرین صنعت جانتے ہیں **دوازدہم** تغیر یعنی تبدل قافیہ کا ایک غزل یا قصیدے میں مثلاً قافیہ جسم تم وغیرہ کا ہے بعد چند شعر جام و نام قافیہ کردیں[1] -

فصل ششم - ردیف[2] کے بیان میں واضح ہو کہ ردیف کہ ایجاد شعرائے عجم[3] ہے ایک یا زیادہ کلمہ مستقل کو کہتے ہیں کہ اُس کو آخر مصرع یا بیت کے بعد قافیے کے اکثر لاتے ہیں[4] اور محقق طوسی کے نزدیک کلمہ غیر مستقل بھی ردیف ہوسکتا ہے اور بقول محقق مذکور اگر ایک کلمہ معنی مختلف پر کئی جگہ واقع ہو وہ بھی ردیف ہے[5] لیکن باتفاق جملہ علما ردیف میں لفظ مستقل اور واقع ہونا سب جگہ معنی واحد پر شرط ہے اور جائز ہے کہ تمام مصرع مشتمل قافیہ اور ردیف پر ہو۔ طالب شعر گھر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے ÷ زر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے + پہلے ہی میں کر چکا ہوں طالب قربان ÷ سر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے + اور اگر ردیف درمیان دو قافیے کے واقع ہو اُس کو حاجب کہتے ہیں میر شعر کہیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا ÷ کہیں دل میں جنون ہو کے رہا +
بمعنی پردہ ۱۲

باب ششم اقسام نظم و نثر کے بیان میں

واضح ہو کہ کلام دو قسم ہے نثر اور نظم نثر تین قسم ہے - مسجع - مرجز - عاری - اور نظم دس قسم ہے - فرد - غزل - قصیدہ - تشبیب - رباعی - قطعہ - مثنوی - ترجیع بند - مخمس - مستزاد - فرد عبارت ہے ایک شعر سے جس میں دو مصرع ہوں خواہ مقفیٰ خواہ غیر مقفیٰ لیکن کسی غزل یا قصیدے وغیرہ کی نہ ہو ورنہ قسم علیحدہ شمار نہ کی جاتی اور بقول صاحب دریائے لطافت بے قافیہ ہونا اُس کا بھی ضرور ہے کیونکہ وجہ تسمیہ اُس کی خالی ہونا قافیے سے ہے اور متضمن کسی مثل وغیرہ مضمون خاص کے ہو اور اکثر شعرائے متقدمین فرد کہتے تھے - **ذوق فرد** جس جگہ بیٹھے ہیں بادیدۂ نم اُٹھے ہیں ÷ آج کس شخص کا مُنھ دیکھ کے ہم اُٹھے ہیں +

[1] لیکن اگر تبدیل قافیہ کی طرف اشارہ کردیں تو عیب نہیں جیسا متاخرین اکثر تبدیل قافیہ سے غزل ثانی لکھنے کی طرف اشارہ کرتے ہیں علی ہذا القیاس تبدیل ردیف پر بھی ظفر شعر ظفر بدل کے ردیف اور تو غزل وہ سنا ÷ کہ جس کا تجھ سے ہر ایک شعر انتخاب ہوا + جگر کا دود سیاہی میں گر سحاب بنا ÷ تو دل کا داغ بھی تابش میں آفتاب بنا ۱۲ [2] ردیف لغت میں اُس شخص کو کہتے ہیں جو پیچھے سوار کے بیٹھا ہو ۱۲ [3] اشعار عربی میں ردیف نہیں ہوتی ۱۲ [4] لانا ردیف کا شعر میں ضرور یا ت سے نہیں بلکہ محسنات سے ہے بخلاف قافیہ کے کہ لانا اس کا ضرور ہے اور شعر ردیف دار کو مردف کہتے ہیں اور اختلاف ردیف کا جائز نہیں مگر بشرطیکہ اشارہ کردیں [5] یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے - جیسے متاخرین میں شائع ہے آباد شعر ابر فرقت میں نظر آگئی جس دم بدلی ÷ دل سے مطلق نہ ہوا اُلم و غم بدلی + اشک برسانے میں شرط آنکھوں نے باہم بدلی ÷ صاف رونے میں ہے یہ دیدۂ پُرنم بدلی -

سودا فرد تو تاک جگر تو مرے مرغ نامہ بر کا دیکھ ؛ وہاں اُڑے ہے جہاں پر جلیں فرشتوں کے +

غزل[1] اُن اشعار متفق الوزن و القوافی کو کہتے ہیں کہ بیان حُسن و عشق و صفت خط و خال معشوق و محاورات و مکالمت محبوب و حدیث وصال و ہجر و عدم صبر و قرار و جور و جفاے یار و ذکر شراب و آوارگی و شوریدگی و شکوہ کا الم مفارقت و جفاے فلک وغیرہ میں ہو اور سواے اس کے اور قسم کے مضامین مثل نصیحت و معرفت و وعظ و پند وغیرہ جو بعض متاخرین لکھتے ہیں بیجا ہے اور شعر اول کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہو اور اُس کو مطلع کہتے ہیں باقی اشعار کے مصرع دوم میں قافیہ ہو مصرع اول میں کچھ ضرور نہیں اور شعر دوم کو حسن مطلع یا زیب مطلع کہتے ہیں[2] اور متاخرین شعر آخر غزل میں تخلص یعنی نام فرضی اپنا ضرور ذکر کرتے ہیں گو متقدمین میں کچھ یہ قید نہ تھی اور اُس کو مقطع کہتے ہیں بعض شعر مطلع میں بھی تخلص ذکر کرتے ہیں[3] اور مقطع میں مکرر اس طرح لاتے ہیں کہ معنی دیگر مفہوم ہوں - جرأت شعر کہاں ہے مجھ میں وہ جرأت کہ تم کو جانے نہ دوں ؛ پر اس رُکھائی سے مجھ سے نہ تم چھڑاؤ ہاتھ + اور تعداد اشعار غزل کی پانچ[۵] - سات[۷] - نو[۹] - گیارہ[۱۱] - تیرہ[۱۳] و پندرہ[۱۵] - سترہ[۱۷] - اُنیس[۱۹] ہے اور بعض نے ادنیٰ تین بیت اور انتہا ۲۵ شعر لکھی ہے مگر متاخرین فارسی کے کلام میں چالیس سے بھی زیادہ اشعار کی غزل پائی جاتی ہے - اور یہ بھی لکھا ہے کہ اشعار طاق ہوں جفت نہ ہوں اور غزل کا مضمون ہر شعر کا جدا گانہ ہوتا ہے - یعنی اگر ایک شعر میں وصال اور دوسرے میں ہجر کا مضمون ہو یا ایک میں فخر دوسرے میں عجز تو جائز ہے لیکن قدما اکثر صرف ایک ہی مضمون میں غزل کہتے تھے[4] اور یاد رہے[5] کہ اشعار[6] فارسی اور اردو میں عشق مرد کا مرد پر اور ہندی بھاکھا میں عشق عورت کا مرد پر بیان کیا جاتا ہے پس اگر زبان ریختہ[7] میں دلبر آئی لکھیں ناجائز ہے دلبر آیا لکھنا چاہیئے اور اگر کوئی بھی شخص عاشق عورت لکھے

---

[1] غزل معنی لغوی عورتوں اور کنیزوں سے بات کرنا منقول ہے کہ غزل نام ایک شخص کا ہے کہ کمال سماع دوست و عشق باز تھا تمام عمر عشقبازی زنان اور رند مشربی میں صرف کرتا اور مضامین عاشقانہ اور ذکر حسن و عشق کرتا رہتا غزل اُسی سے منسوب ہے مگر یہ قول کچھ قابل اعتماد نہیں ۱۲ [2] بعض نے زیب مطلع کے دونوں مصرعوں میں ہم قافیہ ہونے کی شرط لگائی ہے [3] تیر شعر ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے ؛ اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوے - [4] جیسے مسلسل کہتے تھے - آتش شعر شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا ؛ بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا + بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے ؛ یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا - ظفر شعر جہاں ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھر یاں تھے ؛ شغال اب ہیں جہاں رہتے کبھی بستے بشر یاں تھے ۱۲ [5] سنسکرت و عربی میں عشق مرد کا عورت پر ۱۲ [6] انشا نے جو ۱۸۰۵ء یا سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں موجود تھا شعر زبان اُردو بے بیگمات میں عشق عورت کا مرد پر ایجاد کیا ہے اور اُس کو ریختی نام لیا اور دیوان ترتیب دیا اگرچہ رحیم و خسرو نے پیشتر اس قسم کے اشعار لکھے تھے ۱۲

تو یہ امر خاص ہے فقط مثال غزل - جرأت غزل بشکل مہر ہی گردش ہے ہم کو سارے دن ٭ جو تم پھر آؤ تو پیارے پھریں ہمارے دن + نہیں ہے تیرے مریضان ہجر کا چارہ ٭ اب اپنی زیست کے بھرتے ہیں یہ بچارے دن + کب اُس سے ہوگی ملاقات میں یہ پوچھوں ہوں ٭ ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن + بوصل کیونکہ مبدل ہوں ہجر کے ایام ٭ مگر خدا ہی یہ بگڑے ہوے سنوارے دن + لگا یا روگ جوانی میں کیوں میاں جرأت ٭ ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن + قصیدہ[1] بعینہٖ مثل غزل کے ہے صرف فرق یہ ہے کہ غزل میں خصوصیت مضمون کی ہے اور قصیدہ میں عام ہے خواہ حمد خواہ نعت خواہ مدح یا ہجو خواہ حکایت خواہ پند و نصائح خواہ شکایت روزگار وغیرہ ہو اور قصیدہ کم پچیس[۲۵] اور بقول بعض بیس[۲۰] اُنیس[۱۹] یا پندرہ[۱۵] یا بارہ[۱۲] بیت سے نہیں ہوتا اور حد قصیدے کی نہیں لیکن متاخرین عجم نے ایک سو[۱۲۰] بیس اور بقول[2] بعض ایک سو[۱۷۰] ستر بیت مقرر کی ہے اور اُس میں اشعار معانیِ دقیق بلیغ اور صنائع و بدائع لفظی و معنوی بیان کیے جاتے ہیں کہ جس سے زور طبیعت اور قصد تمام شاعر کا معلوم ہو اور قصیدہ مدح میں دو تین چار مطلع بھی علٰحدہ علٰحدہ لاتے ہیں اُس کو ذو المطالع کہتے ہیں اور یہ محسنات قصیدہ سے ہے اور اکثر قصیدہ اپنے مضمون سے موسوم ہوتا ہے یعنی اگر ذکر عشق میں ہے تو عشقیہ اگر ذکر بہار میں ہے تو بہاریہ اگر شکایت گردش زمانہ میں ہے تو حالیہ اگر اپنی تعریف میں ہے تو فخریہ یا حرف ردیف سے موسوم ہوتا ہے جیسے ردیف جیم ہے تو جیمیہ اور اگر ردیف میم ہے تو میمیہ یا ردیف سے جیسے ردیف آفتاب ہو تو شمسیہ اور قصیدۂ مدحیہ کے آخر میں الفاظ دعائیہ اکثر ضرور لاتے ہیں تشبیب[3] بھی مثل غزل کے ہوتا ہے کہ اُس میں ذکر ایام شباب و شراب و کباب و شاہد و مستی و صحبت یار و موسم بہار باران و گلزار وغیرہ کا ہو پھر اُس سے کسی اور نظم خواہ مدح ممدوح خواہ تعریف معشوق وغیرہ کی طرف رجوع کریں غرض کہ تشبیب ایک خاص قسم تمہید کی ہے اور بعض اہل تحقیق جملہ تمہید کو خواہ اُس میں کوئی مضمون ہو تشبیب کہتے ہیں جس قصیدہ میں بعد تشبیب کے حُسن تخلص نہ ہو اُس کو مقتضب کہتے ہیں اور جس میں تشبیب ہی نہ ہو اُس کو مجدد مثال قصیدہ مع تشبیب -

[1] قصیدہ لغوی معنے سطبر اور بعض کہتے ہیں مشتق ہے قصد سے چونکہ قصیدہ میں قصد تمام شاعر کا پایا جاتا ہے یا مقصود اپنا لکھا جاتا ہے لہذا قصیدہ نام رکھا ۱۲ [2] اہل عرب کے نزدیک چنانچہ پانچ سو بیت سے زیادہ تک کہتے ہیں ۱۲
[3] تشبیب کے لغوی معنی ایام جوانی کا ذکر کرنا اور بعض نے تسبیب بسین مہملہ یعنی عورتوں کا ذکر کرنا صحیح کیا ہے ۱۲

اُٹھ گیا بہمن و دے کا چمنستاں سے عمل
تیغ اُردی نے کیا ملک خزاں مستاصل

سجدۂ شکر میں ہے شاخ ثمردار ہر اک
دیکھ کر باغ جہاں میں کرم عزوجل

قوت نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل

بار سے آب رواں عکس ہجوم گُل کے
لوٹے ہے سبزے پہ از بس کہ ہوا ہے بیکل

جوش روئیدگی خاک سے اب دور نہیں
شاخ میں گاؤ زمیں کے بھی جو پھوٹے کونپل

آب جو گرد چمن لمعۂ خورشید سی ہے
خط گلزار کے صفحے پہ طلائی جدول

کشت کرنے میں ہر اک تخم سے از فیض ہوا
گرتے گرتے بہ زمیں برگ و بر آتا ہے نکل

جوہری کو چمنستان جہاں میں اس فصل
آ گیا لعل و زمرد کے پرکھنے میں خلل

تا کجا شرح کروں میں کہ بقول عرفی
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

نسبت اس فصل کو پر کیا ہے سخن سے میرے
ہے فضا اُس کی تو دو چار ہی دن میں فیصل

اور میرا سخن آفاق میں تا یوم قیام
رہے گا سبز بہر مجمع و ہر اک دنگل

ہو جہاں کے شعرا کا مرے آگے سر سبز
نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل

ہے مجھے فیض سخن اُس کی ہی مداحی کا
ذات پر جس کی مبرہن کنۂ عزوجل

شیر یزداں شہ مرداں علی عالی قدر
وصی ختم رسل اور امام اول

خاک نعلین کی جس کے . مد و طالع سے
پہونچے اُس شخص کو جو شخص ہو اعمائے ازل

(مطلع ثانی)

مدح غائب سے کھلے اُسکے نہ مداح کا دل
روبرو مطلع ثانی سے ہو یہ عقدہ حل

دید تیری بہ دلی حق سے نگہ کا ہے خلل
ایک شے دو نظر آتی ہیں بچشم احول

مرضی حق تری مرضی سے ہے جوں جوہر فرد
اس یقیں میں نہ گماں کر سکے زنہار خلل

رائے تیری کے موافق جو نہ لکھے نسخہ
کرے تاثیر نہ عیسیٰ کا مُداوا بہ کسل

سائے میں دست کرم کے ترے ہر صبح و مسا
دولت ہر دو جہاں سے ہو غنی عبد اقل

وصف تجھ تیغ دو سر کا میں کہوں کیا شہ دیں
دل مجنوں کا جو میداں میں کرے ہے صیقل

نرم اور سخت مساوی ہے کسو پر آوے
خواہ بر روئے قزو خواہ وہ بر پشت جبل

اُس کو آسیب نہیں صورت شمشیر قضا
نہ جھڑے وہ نہ مڑے وہ نہ پڑے اسمیں بل

زیر راں ہے جو ترے رخش فلک سیر شہا
ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل

وصف تیرے کی ہر شایان زباں تیری ہی
سمجھے تو آپ کو یا تجھ کو خدا وند اجل

ملا کرنیں جگہ نون غلط لکھا ۱۲

مدح اپنی نہ سمجھ یہ جو کہا میں اس سے — رتبہ تجھ مدح کا اعلیٰ ہے سخن یہ اسفل
عرض احوال ہی اپنا ہے مجھے اس سے غرض — تا بہ آخر یہ جو موزوں میں کیا از اول
سو تو وہ کیا ہے رہا ہووے جو تجھ سے مخفی — نہیں راز دو جہاں آنکھ سے تیری اوجھل
پہ کروں کیا میں کہ ہے آٹھ پہر دل میرا — گردش چرخ میں جوں شیشۂ ساعت بیکل
کبھی جاتی نہیں وہ مجھ سے جو اس ظالم نے — کس طرح کی مری اوقات میں ڈالی ہل چل
اس ستمگار سے جب زور مرا کچھ نہ چلا — تب میں لاچار کبھی شکوے میں اسکے یہ غزل
داد کو کس کی فلک پہونچے کہ از روز ازل — صبح جب نکلے ہے خورشید تو لیکر مشعل
سامنے اس کے اٹھے دست تظلم اُس کا — جوہر عقل میں جس شخص کے آجائے خلل
راست کیشوں سے کجی اتنی ہے اس ملعوں کو — کہ دیا سرو کو اس نے نہ کبھی پھول نہ پھل
زہر اپنے کو جو ہیبت سے تری یا حیدر — آپ پیتا ہی گیا ہے بدن اسکا سب پھل
کرکے دریافت اس احوال کو اب یا مولا — تجھ سے یوں عرض کرے ہے یہ ترا عبد اقل
یہ نکر مجھ پہ گوارا کہ گزند اس کے سے — ہند کی خاک میں اجزائے بدن جاویں گل
جلد پہونچا بزمین نجف اس عاصی کو — کہ اسے عمر ابد ہے جو وہاں آلے اجل
میری قسمت کے موافق تو معین کردے — اپنی سرکار سے اب ما تحلّل کا بدل
طاقت طول سخن آگے بھی ٹک سودا کو — بخش اے قوت بازوے نبی مرسل
چاہتا ہے کرے آخر وہ دعائیہ پہ — نظم تجھ مدح کی بہتر ز کلام اول
تا ملے خلعت نوروز بہ بستان جہاں — پاوے تا نیر اعظم شرف از برج حمل
برگ پیدا کرے تا باغ میں ہر ایک نہال — پھوٹے تا نامیہ سے شاخ شجر میں کونپل
تا مسمیٰ رہے یہ نظم بہ باب الجنت — جب تلک اس سے بر آئے مری امید امل
نخل امید سے اپنے ہوں بر و مند محب — ہو محبت نہ تری جن کو نہ وہ پاویں پھل

رباعی جسی کو ترانہ اور دوبیتی اور جفتی اور چار مصراعی بھی کہتے ہیں چار مصراع متفق الوزن والقوافی ہیں مصرع سوم میں اگر قافیہ ہو مضائقہ نہیں نہ ہو تو ضرور نہیں[1] ایجاد رودکی[2] کی ہے محمد بن علیش نے رسالۂ عروض میں لکھا ہے کہ سنہ پانصدی میں ایک دن اُستاد رودکی غزنین میں چلا جاتا تھا راہ میں بیٹا امیر یعقوب بن لیث صفا کا کہ گیارہ سال کا اور حسین تھا

[1] اگر مصرع دوم میں قافیہ نہ ہو تو اس کو خصی بھی کہتے ہیں منسوب بخصی بفتح خائے معجمہ وصاد مہملہ بمعنی ناقص ۱۲ [2] نام شاعر عجم ۱۲

عید کے روز جوز بازی چند اطفال کے ساتھ کرتا تھا یعنی چند جوز کو ایک گڑھے میں ڈالنا چاہتا تھا ایک بار
چھ جوز گڑھے میں جا پڑے اور ایک باقی بھی گڑھے میں جا پڑا تب وہ خوش ہو کر کہنے لگا مصرع غلطان
غلطان ہمیرود تا لب گو۔ رودکی نے سن کر اس سے چوبیس وزن ایجاد کیے من بعد عروضیوں نے
اس سے بہت زیادہ دس ہزار تک اوزان رباعی کے شمار کیے ہیں[۱] اور رباعی بحر ہزج مثمن سے مخصوص
ہے اور نو زحاف یعنی خرم[۱] خرب[۲] قبض[۳] کف[۴] ہتم[۵] جب[۶] بتر[۷] شتر[۸] زلل[۹] واقع ہونے سے چوبیس وزن[۱] ا
پیدا ہوتے ہیں[۳] اُن میں سے بارہ وزن اخرب الصدر والابتدا ہیں اور بارہ اخرم الصدر والابتدا

خواجہ حسن قطان خراسانی نے اُس کے دو شجرہ بنائے ہیں بدین شکل

شجرۂ اخرب الصدر والابتدا　　　　شجرۂ اخرم الصدر والابتدا

[۱] جیسے مفعول مفاعلن فعولن فعلن بکسور العین و مفعول مفاعلن فعولن فعلات بکسور العین وساکن العین وغیرہ [۲] دس ارکان رباعی میں آتے ہیں صدر و ابتدا میں اخرم مفعولن[۱] - اخرب[۲] مفعول عروض و ضرب میں اہتم فعول[۳] مجبوب فعل[۴] ابتر فع[۵] زلل فاع[۶] حشو میں سالم مفاعیلن[۷]، مقبوض مفاعلن[۸]، مکفوف مفاعیل اشتر فاعلن[۹] اور ان کے سوا اخرم و اخرب حشو میں بھی آ جاتے ہیں اوزان ارکان کے بعد یکدیگر لانے کا قاعدہ اس مصرع میں مرقوم ہے ع سبب پے سبب است و وتد پے وتد است - یعنی اگر ایک رکن کے آخر میں سبب ہے تو رکن مابعد کی ابتدا میں سبب ہونا ضرور ہے علی ہذا القیاس وتد اس لحاظ سے ارکان کو جمع کرنے سے ۲۴ اوزان ظاہر ہوں گے [۳] ان اوزان کے اجتماع بایکدیگر سے بیت ناموزوں نہیں ہوتی ہے اور ان کے باہم دیگر فراہم کرنے سے بقول صاحب میزان الافکار ۲۴ یا ۲۵ قسم کی رباعی پیدا ہو سکتی ہے ۱۲

ان چھ رباعی عبدالعزیز خاں عزیز بریلوی کا ہر مصرع ایک وزن رباعی پر ہے تین رباعی اوزان اخرب کی اور تین اخرم کی یہ ہیں بہ ترتیب نشان نمبر **رباعی**

ہے شبنم حیران[۱] کو مجھ سے یہ حجاب ۸	آنکھوں کو کرے چار نہیں یہ اُسے تاب ۴
حیرت کو مری غور اگر کرتا ہے ۱	آئینے کی آنکھ میں بھر آتا ہے آب ۲
دیگر سرمایۂ غفلت ہر تماشائے جہاں ۳	بینا ہے وہ جو نہ وا کرے آنکھ یہاں ۱۲
ہر پردۂ دید ہے حجاب غفلت ۱۰	عارف کو ہی یہ کھلتا ہے راز پنہاں ۵
دیگر ہر اہل سخا سے چرخ دوں بر سر جنگ ۱۱	پایا ہے خسیسوں نے تاج و اورنگ ۶
غنچے سے چمن میں ہے یہ معلوم ہوا ۷	زر[۲] جس کی گرہ میں ہو وہی ہو دل تنگ ۹

اور رباعیات اوزان اخرم کی یہ ہیں

رباعی ہیں باغ عالم میں کیا کیا گل و خار ۸	لیکن ہے دیدۂ بصیرت درکار ۱۲
بینائی آنکھوں میں نرگس کے ہو ۵	گلشن میں تب کرے تماشائے بہار ۱۰
دیگر۔ لازم ہے انسان[۳] ہو سب سے جدا ۱	ہوتا ہے مشہور رہے جو تنہا ۳
وحدت سے ہے فروغ خورشید فلک ۹	شہرت عزلت میں ہے مثال عنقا ۱۱
دیگر۔ دُنیا میں ہنسنے سے بشر کون ہو پاک ۲	لیکن ہے دیوانہ اگر ہووے باک ۴
دیکھو تو گلشن میں گل نے یہ کیا ۷	ہنستے ہنستے دامن کر ڈالا چاک ۶

اور واضح ہو کہ اگرچہ اہل عروض قید اس امر کی کرتے ہیں کہ اوزان رباعی دائرۂ اول و دوم ایک رباعی میں باہم جمع نہ ہوں مگر شعرا کے کلام میں یہ قید پائی نہیں جاتی ۔ میر سوز

رباعی مدت ہوئی ہم کو جانفشانی کرتے	کیا ہو جاتا جو مہربانی کرتے
لخت جگر و کباب دل سے تھے تیار	تم آتے تو ہم بھی میہمانی کرتے

مصرعۂ دوم دائرہ اخرم کا باقی ہر سہ دائرہ اخرب کے ہیں۔ قطعہ[۴] عبارت ہے دو یا زیادہ ابیات متفق الوزن والقوافی سے مطلع ہو خواہ نہو اور مضمون سب ابیات کا متعلق ہو جدا گانہ نہو گویا کہ قطعہ کسی غزل یا قصیدے کا ٹکڑا ہے اور اشعار قطعہ اقل۔۲۔اور زیادہ۔۱۷۰۔تک ہیں اور بعض کے نزدیک حد نہیں۔ ذوق قطعہ میں نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا کہ رہا مدِ نظر حُسن کا آداب مجھے +

[۱] حیراں بنون غنہ پڑھنا چاہیئے ۱۲ [۲] واقعی مصرعۂ چہارم رباعی کی جان ہوتا ہے ۱۲ [۳] باعلان نون پڑھنا چاہیئے ۱۲ [۴] قطعہ لغوی معنے کسی چیز کا ٹکڑا ۱۲

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہے سوا	لیوے اس طرح سے زانو کے تلے داب مجھے

مثنوی[1] یا مزدوج ابیات متفق الوزن کہ ہر بیت کے مصرعے جداگانہ باہم مقفیٰ ہوں۔ میر تقی مثنوی

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال	ہر جگہ اس کی اک نئی ہے چال
کہیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا	کہیں سر میں جنون ہو کے رہا
گہ نمک اس کو داغ کا پایا	گہ پتنگا چراغ کا پایا

اور اس کے واسطے سات بحریں مخصوص ہیں اول متقارب مثمن مقصور یا محذوف الآخرین[2] اور یہ بحر مخصوص ہے ذکر جنگ سلاطین وغیرہ کے واسطے چنانچہ شاہنامہ اگرچہ میر حسن نے مثنوی سحر البیان میں قصہ عشقیہ اس بحر میں لکھا ہے دوم[2] ہزج مسدس[3] مقصور الآخر یا محذوف الآخر اور یہ مخصوص ذکر عاشق و معشوق کے واسطے ہے جیسے نلدمن و پدماوت و اعجاز عشق۔ سوم[3] ہزج مسدس اخرب مقبوض یا اخرم اشتر مقصور الآخر یا محذوف الآخر اس میں بھی خصوصیت ذکر عشق کی ہے جیسے گلزار نسیم چہارم[4] خفیف مخبون مقصور یا محذوف[4] اس میں معاملات نصائح و حکمت اکثر مذکور ہوتے ہیں اور مضامین عشقیہ بھی اکثر نے لکھے ہیں جیسے بہار عشق۔ فریب عشق۔ زہر عشق دریائے عشق۔ سراپا سوز۔ پنجم[5] رمل مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر اس[6] میں حکایات علماء و اولیاء و حقائق حکمت و نصائح وغیرہ زیبا ہے جیسے گلزار ابراہیم و ایجاد رنگین و گلزار نشاط اور حکایات عشق کا بھی مضائقہ نہیں ششم[7] رمل مسدس[8] مخبون مقصور یا محذوف الآخر اس میں بھی مضامین حکما اور اولیا وغیرہ کا زیبا ہے اس وزن کا موجد بعض شخص امیر خسرو دہلوی کو کہتے ہیں مگر غلط ہے کیونکہ اس[8] سے پیشتر کے شعرا کے اشعار پائے گئے ہیں ہفتم سریع مسدس مطوی مقصور یا محذوف الآخر[9] اس وزن میں سوائے ذکر عاشق و معشوق کے اگر اور کچھ ذکر ہو تو مضائقہ نہیں جیسے قصہ حضرت بلال اگر ان اوزان کے سوا اور وزن میں مثنوی کوئی شخص کہے تو دلچسپ نہیں ہوتی[10]۔ ترجیع بند اگر چند اشعار متفق الوزن

---

[1] مثنوی منسوب بہ مثنیٰ بمعنی دو ۱۲ [2] یعنی فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل ۱۲ [3] یعنی مفاعیلن مفاعیلن فعولن یا مفاعیل [4] یعنی مفعول مفاعلن فعولن یا مفاعیل و مفعولن فاعلن فعولن یا مفاعیل ۱۲ [5] یعنی فاعلاتن مفاعلن فعلن ۱۲ [6] یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلن [7] یعنی فعلاتن فعلاتن فعلان یا فعلن ۱۲ [8] محمد بن عیش خوارزمی نے اپنے رسالہ عروض میں یہ وزن لکھا ہے اور اشعار اساتذہ قدیم مثال میں لکھے ہیں اور وہ امیر خسرو سے پیشتر گزرا ہے [9] یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلات یا مفاعلن ۱۲ [10] چنانچہ سودا نے اس وزن پر مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن لکھا ہے شعر یار وہ خدا ہے وہ ایک دوسرے بر حق نبی + اور ہر لوح و قلم جس کے لیے ہیں بنی + اور میر کی مثنوی اسی وزن پر ہے شعر ضبط کرو دل میں کب تک آہ اب + چل لے خامہ بسم اللہ اب + اور میر نجات کی مثنوی گل کشتی شعر باز دل پر وزمی پر فن با تدبیرے + شیر اندام بتے تو چہ کشتی گیرے + مثنوی کی ہر اک داستان کے شروع میں تمہید بھی لکھتے ہیں اور دیباچہ میں حمد و نعت و مدح بادشاہ و تعریف سخن و سبب تالیف کتاب وغیرہ چند چیزیں بیان کرتے ہیں اور ان قواعد مثنوی کا موجد نظامی گنجوی ہے اس سے پیشتر شروع کتاب سے آغاز مطلب کرتے تھے جیسے تحفۃ العراقین خاقانی و مثنوی مولانا روم وغیرہ ۱۲

والقوافی مثل قصیدے وغزل کے بعد ایک شعر متفق الوزن ومختلف القوافی لائیں اُس کو بند کہتے ہیں اور اگر چند بند کے ہموزن اسی طرح جمع کیے جائیں بشرطیکہ شعر مختلف القافیہ ہر بند میں ایک ہی واقع ہو اُس کو ترجیع بند کہتے ہیں اور اگر اور اور شعر بعد ہر بند کے لائیں اُس کو ترکیب بند کہتے ہیں ترکیب بند دو قسم ہے ایک وہ کہ بند کی ہر بیت اجنبی کا قافیہ جداگانہ ہو کہ اُن کے اجتماع سے مثنوی بن جائے دوسرے وہ کہ سب اشعار سر بند ایک قافیہ کے ہوں ایسے کہ اُن کے اجتماع سے قصیدہ یا غزل کی صورت ظاہر ہو اور ہر بند کم - ۵ - بیت سے اور زیادہ گیارہ بیت سے نہو۔

مثال ترجیع بند از مومن

لو چھوڑ مجھے چلا گیا دل — ہے اُس سے زیادہ بیوفا دِل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز — افسوس کہ میرے پاس تھا دِل
یہ دشمنِ جاں تمھیں مبارک — یعنی نہیں میرے کام کا دِل
کیوں دعوئے دلربائی اتنا — مائل اُدھر آپ ہی ہوا دِل
دیتا ہوں دَم ایسے فتنہ گر پر — انصاف سے دیکھنا مرا دِل
اُس چشم نے کر دیا خراب آہ — تھا ورنہ بہت ہی پارسا دِل
کیسی مری جان پر بن آئی — اللہ بگڑ گیا ہے کیا دِل
گھوٹے ہے گلے کو کوئی ہمدم — کیا بات کروں کہ ہے خفا دِل
اے محرمِ راز کیا کہوں میں — کس آفتِ جان پہ آگیا دِل
اے مونس وغمگسار ہر دم — کیا پوچھے ہے کیونکہ لے گیا دِل

آں شوخ چناں ربود از من — گویا کہ دلم نہ بود از من

پردے میں ہے رشکِ ماہ میرا — کیونکر نہ ہو دن سیاہ میرا
کیا مرنے کے بعد پاؤں پھیلائے — ہے مقبرہ خوابگاہ میرا
بس آپ میں آؤ تم کہ شاید — ہو دل میں گذارگاہ میرا
اس سدِ سکندری کو توڑو — آئینہ ہے سنگِ راہ میرا
میں کشتہ شہید بے دیت ہوں — ہے شوقِ ستم گواہ میرا
دیکھا تو نے کہ رنگ بدلا — اے شوخ فسوں نگاہ میرا
اے دوستو ہاتھ سے چلا میں — قابو میں نہیں دل آہ میرا

مرنا نہیں اختیار کی بات — خود جرم ہے عذر خواہ میرا
اے چارہ گر اب تو پھیک تبرید — ہے حال بہت تباہ میرا
ناصح انصاف تو ہی کر یار — دل دینے میں کیا گناہ میرا

آن شوخ چناں ربود از من — گو یا کہ دلم نبود از من

مثال ترکیب بند از مومن

دل کی طرح سے یہ بھی چلی جاں کو کیا ہوا — دم میں نہیں ہے دم مرے جاناں کو کیا ہوا
سر پیٹتا ہے شانہ پڑا دونوں ہاتھ سے — کیا جانے اس کی زلفِ پریشاں کو کیا ہوا
پیتی ہے اپنا خونِ دل افسوس سے حنا — اس دست رشکِ پنجۂ مرجاں کو کیا ہوا
شبنم کو پھر ہے جانبِ خورشید التفات — شرمندہ سازِ مہرِ درخشاں کو کیا ہوا
دل ہیں شکن ہے زلفِ مسلسل کدھر گئی — برہم ہے حال کاکلِ پیچاں کو کیا ہوا
لذت فزا نہیں الم اس لب پہ کیا بنی — کچھ زخم بے مزہ ہے نمکداں کو کیا ہوا
بوئے قبائے یوسفِ گل ہے نسیم میں — اس کی شمیم عطرِ گریباں کو کیا ہوا
گردش پہ اپنی ناز ہے پھر روزگار کو — اس چشم رشکِ فتنۂ دوراں کو کیا ہوا
دعویٰ ہے شوخیوں کا غزالانِ دشت کو — اس خوش نظر کی جنبشِ مژگاں کو کیا ہوا
کتاں ہے سینہ چاک رُخِ ماہ دیکھ کر — اس روئے غیرتِ مہِ تاباں کو کیا ہوا

عیب حجابِ شمع رُخانِ جہاں گیا — وہ مہرِ آسمانِ نکوئی کہاں گیا

یہ گلستاں برائے تماشا نہیں رہا — وہ نو بہارِ گلشنِ دنیا نہیں رہا
افسوس کوئی پردہ نشیں پردہ در نہیں — وہ حُسن جس سے عشق ہو رسوا نہیں رہا
حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی — جس سے کہ زندگی کا مزہ تھا نہیں رہا
اے چرخ چاہنے سے ہے مہر و ماہ کو — کیا چاہیں روزگار تمنا نہیں رہا
اپنی خرابیوں کو کہاں جا کے روئیے — وہ شمع روئے انجمن آرا نہیں رہا
دل میں جگہ نہ ہونے کا کس سے گلا کروں — وہ قدر دانِ شکوۂ بیجا نہیں رہا
کس کو گلے لگائیے اے شوق ہم کنار — وہ خوش گلوئے سینہ مصفا نہیں رہا
کس سے نباہیے کہ سوائے وفا کیجے — دنیا میں ہائے نام وفا کا نہیں رہا
اب کس کو دیکھیے کہ کسی کو نہ دیکھیے — وہ پردہ سوزِ چشمِ تماشا نہیں رہا

اُس نورِ چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے ۔۔۔ آنکھوں میں جو رہے کوئی ایسا نہیں رہا
ہر دم جبین آئنہ آلودہ نم سے تھی ۔۔۔ یہ آب و تاب حسن اُسی مہ کے دم سے تھی

مثال ترکیب بند از امیر

جبتک کہ روز عید مسرت فزا رہے ۔۔۔ جبتک کہ کعبہ قبلۂ اہل صفا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے ۔۔۔ مسجود جب تلک حرم کبریا رہے
قرباں ہو تجھ پہ عید سعادت فدا رہے ۔۔۔ بالائے فرق سایۂ بال ہما رہے

مسجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر ۔۔۔ جبتک نمازیوں کے جھکیں مسجدوں میں سر
جبتک کہ معتکف رہیں محراب میں بشر ۔۔۔ جبتک وظیفہ خواں رہیں زہاد ہر سحر
یارب صف امام کا تو پیشوا رہے ۔۔۔ آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

مسمط[1] سات قسم ہے۔ مربع مخمس مسدس مسبع مثمن متسع معشر اور یہ اسما باعتبار تعداد مصاریع ہر بند کے ہیں پس چاہیئے کہ ہر قسم کے بند اول کے سب مصرع مقفٰے ہوں آیندہ ہر بند کا قافیہ جدا مگر آخر مصرع اصل قافیہ بند اول کی طرف راجع ہو اور واضح ہو کہ سوائے مخمس باقی اقسام اُسکے قدما میں رائج تھے اب کم مستعمل ہیں اور شعرائے زبان ریختہ نے قسم ہشتم یعنی مثلث جس کو اُن کی اصطلاح میں تکڑ کہتے ہیں ایجاد کیا ہے بصفت مذکور

مثال مثلث

برقع جو اپنے مُنھ سے صنم نے اُٹھا دیا ۔۔۔ سب کو خدا کے نور کا جلوہ دکھا دیا
سجدے کو مہر و ماہ نے بھی سر جُھکا دیا ۔۔۔ یوسف کا حُسن قصۂ پارینہ ہو گیا
دل اُسکے عکس نور سے آئینہ ہو گیا ۔۔۔ قامت نے اُسکے فتنۂ محشر جگا دیا

مثال مربع

اُس کو مجرا[2] ہے جو کہتا زار آگے جو رضا ۔۔۔ عشق میں دلبر کے ہوں بیمار آگے جو رضا
یار سے کہتا تھا یہ ہر بار آگے جو رضا ۔۔۔ آبرو رکھیو مری اے یار آگے جو رضا
اسقدر اپنی لگا دے اتو میرے دل میں چاہ ۔۔۔ جو نظر آئے تو ہی ماہی سے لے کر تا بہ ماہ
جس طرح کو آنکر چمکے تری برق نگاہ ۔۔۔ سر جھکاؤں واں میں سو سو بار آگے جو رضا

مثال مخمس

گر شاہ سر پہ افسر رکھ کر ہوا تو پھر کیا ۔۔۔ اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا

[1] تسمیط کے معنی پرونا موتی کا ڈورے میں ۱۲ [2] مصراع اول مصرع سلام کا معلوم ہوتا ہے ۱۲

ماہی علم مراتب پہ زر ہوا تو پھر کیا — نوبت نشان نقارہ در پہ ہوا تو پھر کیا
سب ملک سب جہاں کا سرور ہوا تو پھر کیا

یارکھ کے فوج ولشکر کی سلطنت پناہی — پھیری دُہائی اپنی لے ماہ تا بہ ماہی
جب آن کر فنا کی سیر پر پڑی تباہی — پھر سر رہا نہ لشکر نے تاج پادشاہی
دارا و جم سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

مثال مسدس

ہے دام بلا طرۂ طرار کسی کا — نادیدہ ہوا دل یہ گرفتار کسی کا
یاں ہجر سے جینا ہوا دشوار کسی کا — واں بات بھی کرنے کو نہیں بار کسی کا
یاں دیدہ تو تھا طالب دیدار کسی کا — واں بند ہوا روزن دیوار کسی کا

یاں لب پہ مرے آ کے پھر جان حزیں ہے — جو دم کہ گزرتا ہے دم بازپسیں ہے
واں اُس بت عیار کو پروا ہی نہیں ہے — غافل مرے احوال سے وہ پردہ نشیں ہے
کہتے ہیں جو کچھ لوگ جواب اُسکا نہیں ہے — کہنا نہیں سنتا ہے وہ زنہار کسی کا

مثال مسبع

افسوس اس چمن میں وہ سرو رواں نہیں — لطف بہار تازگی گلستاں نہیں
ایسا کوئی چمن نہیں جس میں خزاں نہیں — گل خندہ زن نہیں کہ وہ آرام جاں نہیں
سنبل میں بوئے کاکل عنبر فشاں نہیں — بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیاں نہیں
وہ چہچہے نہیں ہیں وہ شور و فغاں نہیں

سر پر اُڑاتی خاک ہے باد سحر کہیں — شبنم سرشک گرم سے ہے چشم تر کہیں
پتھر پہ باغباں پٹکتا ہے سر کہیں — بلبل کا آشیاں ہے کہیں بال و پر کہیں
لالے سے آشکار ہے داغ جگر کہیں — خالی پڑا ہے درد و مصیبت سے گھر کہیں
دل میں جگر میں آنکھ میں سر میں کہاں نہیں

مثال مثمن

قلق اُس سر کی جدائی کا ستاتا ہے مجھے — شمع ساں داغ دل خستہ جلاتا ہے مجھے
عشق اُس زلف کا دیوانہ بناتا ہے مجھے — مثل وحشی کے شب و روز پھراتا ہے مجھے
ڈوبنا ضعف سے مشکل نظر آتا ہے مجھے — موج کے ساتھ ہی دریا بھی ڈباتا ہے مجھے

قیس مجنوں جو کبھی آپ میں پاتا ہے مجھے	ناتواں جان کے سائے سے ڈراتا ہے مجھے
ہے تجھے زلفِ رسا کی قسم اے بادِ صبا	اگر اُس شوخ کے کوچے میں گزر ہو تیرا
کہیو پیغام یہ اُس ماہ لقا سے میرا	کہ بُرا حال ہے ظالم ترے سودائی کا
ہو گیا آج غمِ ہجر سے لاغر اتنا	کہ مرے سائے کا ہوتا ہے مجھے پردھوکا
جس طرح لیکے پرِ کاہ کو اُڑتی ہے صبا	رنگ چہرے کا اُڑائے لیے جاتا ہے مجھے

مثال مسبّع

ہو گیا زلفِ گرہ گیر کا سودا ہم کو	طوق و زنجیر سے بس اب تو ہے زیبا ہم کو
بیٹھنے دیتے نہیں آبلۂ پا ہم کو	پاؤں پڑ پڑ کے لیے جاتے ہیں صحرا ہم کو
کبھی ہنستے ہیں کہ اُس گُل نے رُلایا ہم کو	کبھی اُس ہنسنے پہ آجاتا ہے رونا ہم کو
زورِ وحشت نے دکھایا ہے تماشا ہم کو	آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہم کو

آپ ہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو

سنبلِ تر کی قسم زلفِ چلیپا کی قسم	شورِ محشر کی قسم قامتِ رعنا کی قسم
گلِ خنداں کی قسم عارضِ زیبا کی قسم	دلِ نالاں کی قسم بلبلِ شیدا کی قسم
چشمِ جادو کی قسم نرگسِ شہلا کی قسم	دُرِ دنداں کی قسم عقدِ ثریا کی قسم
غمِ مجنوں کی قسم عشوۂ لیلےٰ کی قسم	حُسنِ یوسف کی قسم عشقِ زلیخا کی قسم

کہ سوا تیرے کبھی اور نہ بھایا ہم کو

مثال معشّر

نہ اُسے پاس آشنائی ہے	نہ ہمیں طاقتِ جدائی ہے
مرگ نے دیر کیوں لگائی ہے	عمر جینے سے تنگ آئی ہے
بات قسمت نے یہ بڑھائی ہے	اپنے طالع کی نارسائی ہے
ورنہ مرنے میں کیا بُرائی ہے	زندگی سخت بے حیائی ہے
کوفت سے جان لب پہ آئی ہے	ہم نے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہے
اُس کے جور و جفا سے پیہم	نہ ہوا شوق اپنے دل سے کم
بوسۂ لعلِ لب سے وائے ستم	نہ ہوئے کامیاب مرتے دم
اُس دہن نے دکھائی راہِ عدم	آبِ حیواں تھا اپنے حق میں سم

کیا کہوں دوستو حکایت نجم	اُس کے کوچہ میں مثل نقش قدم
ہوگئے خاک سے برابر ہم	واں وہی ناز خود نمائی ہے

فائدہ واضح ہو کہ شعرائے متاخرین اکثر اقسام مسمط مسدس و مثمن وغیرہ کو بطور ترجیع بند و ترکیب بند کے استعمال کرتے ہیں اور مخمس میں اکثر غزل کسی کی تضمین کرتے ہیں ۔

مثال مسدس ترکیب بند از امانت

عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہو	پاؤں اس راہ میں رکھ کر کوئی گمراہ نہو
غرق بحر غم و اندوہ میں دل آہ نہو	حسن یوسف بھی نظر آئے تو کچھ چاہ نہو
مثل ہاروت اسیر چہ بابل ہوئے	دل مگر زہرہ جبینوں پہ نہ مائل ہوئے
عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہو	خاص میں شورش وحشت کی خبر عام نہو
انتہا سوچکے وارفتہ و خود کام نہو	ابتداء عمر میں الفت کا سرانجام نہو
نہ گرفتار قد غیرت شمشاد رہے	سرو کی طرح سے اس باغ میں آزاد رہے

مثال مسدس ترجیع بند ولہ

فراق میں یہ غم بے حساب ہے دل کو	کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتوں کو خواب ہے دل کو	خیال یار میں کیا اضطراب ہے دل کو
نہ اُس کا وصل ہی ممکن نہ تاب ہے دل کو	عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو
جدائی اُس کی خدایا بہت ستاتی ہے	علاج کیجیے کیا کچھ نہیں بن آتی ہے
اجل بھی ہجر میں صورت نہیں دکھاتی ہے	نہ یار آتا ہے مجھ تک نہ جان جاتی ہے
نہ اُس کا وصل ہی ممکن نہ تاب ہے دل کو	عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کبھی ایک مصرع بطور ترکیب بند اور ایک ترجیع بند ہوتا ہے - نظیر - شعر

دنیا میں کوئی خاص نہ کوئی عام رہے گا	نے صاحب مقدور نہ ناکام رہے گا
زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہے گا	شادی نہ غم گردش ایام رہے گا
نے عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہے گا	آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا
یہ چرخ جو کھاتا ہے پڑا گنبد ازرق[1]	یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہیں معلق
لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق	سب ٹھاٹھ یہ اک آن میں ہو جائیگا ہو حق

[1] ازرق بتقدیم معجمہ بر مہملہ بمعنی کبود ۱۲

آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا　　آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

مخمس مائل بتضمین غزل عشرت

غم فراق سے جو سینہ شق ابھی سے ہے　　سپید چہرہ برنگ اُفق ابھی سے ہے
جو جاؤں جاؤں کا اُسکو سبق ابھی سے ہے　　شب فراق میں دلبر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دُور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

دماغ دوستو اپنے جو کج کلاہ کا ہے　　نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے
ہراس دل میں سمایا ہوا جو راہ کا ہے　　گیا نہیں وہ ارادہ ہی سیر ماہ کا ہے
یہ نازکی کہ جبیں پر عرق ابھی سے ہے

مستزاد[1] اصل میں ایک جزو مقفیٰ وزن رباعی کا بعد ہر مصرع رباعی کے لانا ہے اور خوبی مستزاد کی یہ ہے کہ مضمون شعر کا اُس فقرے پر منحصر نہو اس صورت میں اُس کو مستزاد عارض کہتے ہیں اور اگر معنی فقرے پر منحصر ہوں تو اُس کو مستزاد الزم جیسے رباعی لمؤلفہ شعر

ہے جیسے مرے تجھ سے جدائی پیارے + ہے حال تباہ　　غم سے ہے جان لب پہ آئی پیارے + انا للہ
اے کاش جو جانتا یہ میں پہلے سے ۔ ہوگا یہ حال　　کرتا ہرگز نہ آشنائی پیارے + خالق ہے گواہ

و[2] رمتاخرین نے غزل کو بھی مستزاد کیا ہے جیسے جرأت شعر

جادو ہے نگہ چھب ہے غضب قہر ہے مکھڑا + اور قد ہے قیامت　　غارت گر دیں وہ بت کافر ہے سراپا + اللہ کی قدرت
ہیں بال بھی بکھرے ہوئے مکھڑے پہ دھواں دھار + جوں شعلہ پہ دود　　اور رنگ رُخ یار ہے گویا کہ بھبھوکا + اور اس پہ ملاحت

کبھی صرف مصرع دوم میں فقرہ مستزاد لاتے ہیں جیسے مستزاد

جب باغ میں وہ سروِ گل اندام نہیں ہے　　جس بزم میں وہ شمع دل آرام نہیں ہے + ویرانہ ہے گویا
پروا نہیں گر آتش جاں سوز جلائے　　عاشق کا تو جلنے کے سوا کام نہیں ہے + پروانہ ہے گویا

کبھی کئی فقرے مستزاد لاتے ہیں جیسے ۔ سراج شعر

تجھ زلف کی یہ باس گئی جب سے ختن میں + ہے نافہ آہو پریشاں خطا سے　　ہر غنچہ دل تنگ ہوا پھول چمن میں + اے شوخ سمن بو تجھ مکھ کی ہوا سے

کبھی مصرع غزل میں قافیہ نہیں بھی لاتے ہیں صرف قافیہ فقرہ مستزاد پر کفایت کرتے ہیں ظفر شعر

میں ہوں عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہیں + ہے یہی میری غذا　　تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہیں + کھائے غم تیری بلا
طلب بوسہ پہ کیوں اتنا بُرا مانتے ہو + ہمیں پہچانتے ہو　　دیکھو ہم ہیں وہی جانباز جنھیں مانتے ہو + کرتے ہیں جان فدا

[1] اس کو بضم تین و بفتحہ ثانی لکھا ۱۲　[2] ضرور ہے کہ فقرہ مستزاد وزن مزید علیہ کے مناسب ہو یعنی اسی کا ایک حصہ ہو یعنی اُسی وزن کے

واضح ہو کہ اقسام نظم یہی ہیں جو مذکور ہوئے آیندہ اکثر نظم اپنے مضمون سے موسوم ہوتا ہے
اگر تعریف ذات باری ہے تو حمد۔ اور تعریف پیمبر ہے تو نعت۔ اور تعریف بادشاہ و امرا کو
مدح اور صفت اصحاب و اہلبیتؑ کو منقبت کہتے ہیں۔ جس میں مذمت کسی کی ہو اُس کو ہجو اور
جس میں معشوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون اور دوسرے معشوق سے دل
لگانے کی چھیڑ لکھیں اُس کو واسوخت[1] کہتے ہیں واسوخت اکثر ترکیب بند مسدس یا مثمن ہوتا ہے
اور ذکر شہادت سید الشہدأ اور واقعۂ کربلا اگر قصیدے کے طور پر ہو اُس کو مجرا اور سلام کہتے ہیں
اور مطلع میں بھی لفظ مجرا اور سلام کا لاتے ہیں۔ اگر مستزاد ہو تو اُس کو اکثر نوحہ کہتے ہیں اگر مسدس
یا مثمن خواہ ترجیع بند یا ترکیب بند ہو اُس کو مرثیہ کہتے ہیں اور جو کلام شکایت انقلاب زمانہ میں
ہو اُس کو شہر آشوب کہتے ہیں اور جس میں سنہ کسی واقعے کے نکلتے ہوں اُس کو تاریخ کہتے ہیں
اقسام نثر۔ واضح ہو کہ نثر تین قسم ہے مسجع۔ مرجز۔ عاری۔ **مسجع** وہ ہے کہ جس میں کلمات
اواخر فقرتین مقفیٰ ہوں جیسے سبزے پر شبنم کے قطرے اس طرح نمودار جیسے زمرد کی تختی پر ہیرے
کے ٹکڑے جڑے ہوں اور ہر شاخ پر بیلے چنبیلی کی کلیوں سے وہ بہار جیسے سبز پری کے گلے
میں پھولوں کے ہار پڑے ہوں۔ اور اقسام سجع باب دوم میں مذکور ہوئے مرجز وہ نثر کہ
کلمات دونوں فقروں کے سب ہموزن ہوں مقفیٰ نہ ہوں جیسے قامت موزوں کے روبرو
سرو روان ناچیز ہے۔ اور کاکل پیچاں کے سامنے مشک ختن بے قدر ہے۔ نثر مرجز
قلیل الاستعمال ہے۔ **عاری** وہ کہ مسجع و مرجز کے شرائط اُس میں نہ ہوں لیکن سلاست فصاحت
الفاظ و متانت و بلاغت معنی رکھتی ہو اور واضح ہو کہ یہ تینوں قسم تین تین قسم ہیں سلیس دقیق رنگین
سلیس وہ کہ الفاظ مروج اور مانوس الاستعمال ہوں دقیق وہ کہ متانت اور دقت زیادہ ہو
اور مضمون تامل سے مفہوم ہو خواہ دقت لفظی ہو یا معنوی یا اصطلاحی یا تخئیلی یا استعارات
مشکلہ ہوں رنگین وہ کہ تلازم اور مناسبات اُس میں ہوں مثل تلازم باغ میں گل و بلبل
و غنچہ و شگوفہ و شاخ و باد وغیرہ لکھنا اور پھر تینوں تین قسم ہیں عالمانہ۔ شاعرانہ۔ منشیانہ۔
عالمانہ وہ کہ دقائق لفظی و معنوی از قسم لغات و استعارات کے ہوں۔ شاعرانہ وہ جس میں
تشبیہات و تمثیلات و تخئیلات ہوں۔ منشیانہ وہ جس میں ادائے مطلب بموجب محاورہ
روزمرہ کے مع شستگی و رفتگی تقریر کے ہو

---

[1] مشتق از واسوختن بمعنی بیزار شدن ॥

خاتمہ فصاحت کلام میں

فصاحت خالی ہونا کلام کا ہے عیوب مفصلۂ ذیل سے **اول تنافُر** یعنی لانا حروف قریب المخارج کا کلمات میں کہ تلفظ میں کراہت معلوم ہو۔ **شعر** جب کمان و تیر لے وہ ہاتھ میں ٭ اک کشش سے شیر سو کرے شکار + مصرع دوم کے الفاظ میں تنافر ہے یعنی اگر کوئی دو تین بار مصرع دوم کو پڑھے اغلب ہے کہ صحیح نہیں پڑھ سکے گا اور زبان میں لغزش آجائے گی۔ اور جیسے لفظ ڈبینٹ اس شعر میں سودا **شعر** وہم آسا ہے اُس پری وش کی ٭ مشرق سے تا بہ غرق ایک ڈبینٹ + **دوم اثقال** اور وہ آنا ایک حرف کا آخر کلمۂ اول اور اول کلمۂ آخر میں ہے جیسے نفع علم و صدق قول ایسی جگہ واسطے رفع ثقل کے نفع العلم لکھنا چاہیے **سوم** واقع ہونا حروف مشدد الآخر کا بلا اضافت و عطف کے جیسے فلاں کس ممد ہے اور ضد کرتا ہے لا اعلم **شعر** طوفان گریہ کی ہے مرے حد عمر نوحؑ ٭ دریا نہیں کہ آج چڑھا کل اُتر گیا + **چہارم تتابع** یعنے توالی اضافات جیسے **شعر** لوٹ دیتی ہے صفیں عشاق کی اک آن میں ٭ جنبش ابروے شوخ دشمنِ جانِ حزیں **پنجم ضعف تالیف** اور وہ لانا ترکیب کلام کا ہے خلاف استعمال فصحا کے **مصرع** دلبرے مہر جان عاشق ناشاد سوز + لفظ جان سوز میں فصل ہونا ضعف تالیف ہے۔ آمیر **شعر** وہ صفائی مجھے حاصل ہے کہ ہر دل ہوں عزیز ٭ جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر + ہر دل عزیز ہوں چاہیے اور ترکیب لفظ ہندی و فارسی کی بکسرۂ اضافت جیسے چوٹی مشکیں یا بہ عطف واؤ جیسے ہاتھ و پانوں یا ترکیب الفاظ عربی و فارسی کی الف لام کے ساتھ جیسے گنج العرش وغیرہ بھی اسی میں داخل ہیں **ششم غرابت استعمال** ایسے لغات کا کلام میں لانا کہ غیر مروج[1] اور اکثر اشخاص اُس سے واقف نہ ہوں اور حاجت کتاب لغت کی پہونچے جیسے ملماس بمعنی قلم و نیز جان بجاے گرگٹ یا کلمۂ غیر مانوس الاستعمال لانا جیسے خدا کو بجاے کریم سخی یا ناطق لکھنا یا بجاے سرمہ لگانے کے سرمہ دینا وغیرہ۔

---

[1] شعر ایک خورشید لقا طرفہ جوان ارشق مہتاب رخسار قلق سرخیے رخسار شفق + کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار باندھ کر کھینچ لے دل زلف مسلسل کی دہق + سواے ارشق و قلق و دہق کے حدق جمع حدقۃ العین صیغہ التفضیل عمق نام شاعر یعنی مچھر دیگر ابیات میں لایا ہے شعر بخت جگر سے خالی مژگاں یہ کدر ہے ہیں ٭ یہ چھوٹے چھوٹے پودے پھولوں سے لد رہے ہیں + کدہ بجاے کیب غیر مانوس الاستعمال ہے ۱۲

ہفتم **مخالفت قیاس** لانا ایسے لفظ کا جو قیاس[1] لغوی یا قاعدہ صرف کے خلاف ہو جیسے نسیم **شعر** مصئون وہ قضا سے اسقدر ہے ٭ اُس بستی کا نام امر نگر ہے + لفظ مصئون غلط ہے مصون بلا ہمزہ صحیح ہے اور[2] فکِ اضافت یا زیادہ آنا اضافت کا۔ امانت **شعر** اس پہ راضی ہو تو قرآن اُٹھا لاؤں میں + رکھ تو اے مصحفِ رو ہاتھ قسم کھاؤں میں + لفظ مصحف میں اضافت غلط واقع ہے اور اسقاط عین وہاے غیر ہاے مختفی وحاے حطی وغیرہ اس میں داخل ہے۔ آزاد **شعر** ہو کے[3] خاک عالم میں تیرے کشتگاں پھرنے لگے ٭ مصر میں جیسے غبار کارواں پھرنے لگے۔ ولہ **شعر** تجکو چاہا تو ہمیں تونے ستایا سچ ہے ٭ حاصل ہوتی ہے بدی دہر میں نیکی کے بدل[4] + ہشتم **اخلال** یعنی چھوڑ دینا کسی لفظ یا حرف کا کلام سے کہ معنی بدون اُس کے تمام نہ ہوں **شعر** دو بوسے دیجئے نہیں آتے مجھے پسند ٭ ایسے ہزار بوسے جو تم ناخوشی سے دو + دو بوسے خوشی سے دیجئے لانا ضرور تھا جس کے بغیر شعر نا مکمل ہے نہم **تکلف** کہ الفاظ مصنوعی غیر جائز لائیں یعنی جو الفاظ استعمال فصحا میں نہیں اپنی طبیعت سے ایجاد کر کے لکھیں جیسے **ملبّب** بجاے **لبالب** اور سترکش بجاے تراشیدہ لفظ فارسی سے اشتقاق بطور عربی ناجائز ہے آتش **شعر** کلفت ایام سے پروا نہیں کچھ حُسن کو ٭ خوب رویوں کو مزیب ملگجی پوشاک ہے + مزیب بجاے زیبا۔ دہم **تکرار** کہ ایک لفظ معنی واحد پر چند جگہ لائیں جیسے **شعر** کامیابی پر مرے کچھ آسماں کو رشک ہے ٭ اس سبب مجھ پہ ستم کرتا ہے ہر دم آسماں + تکرار لفظ آسماں فضول[5] ہے یازدہم **تخلیع** وزن نا مطبوع و ناخوش دارکان ثقیل میں شعر لکھنا دوازدہم **تضمین** ایسا شعر لکھنا کہ مضمون اُسکا منحصر شعر دوم پر ہو جیسے قطع بند اشعار پس یہ سابق زبان عربی میں عیب تھا اب اکثر شعرا کے کلام میں قطعات پائے جاتے ہیں سیزدہم **ابتذال** یعنی الفاظ

---

[1] جو بعض الفاظ خلاف قیاس لغت یا قاعدہ صرف محاورہ فصحا میں بکثرت مستعمل ہو گئے ہیں اُن کو مخل فصاحت نہ سمجھنا چاہیے جیسے نشا بحرکت شین بجاے ساکن کے اور کافرو صائب بفتح ثالث بجاے مکسور کے ۱۲ [2] اور تذکیر تانیث کی غلطی بھی اسی میں داخل ہے شعر خلق یکجا ہوئی کنارے پر ٭ حشر برپا ہوئی کنارے پر + حشر کو خلاف جمہور مونث لکھا ۱۲ [3] خاک ہو عالم میں اور ہوتی حاصل ہے لکھنا چاہیے تھا اور جیسے جرأت شعر اُس آئینہ رخ پہ جو بالی کا پڑا عکس ٭ بالی کا کبھی عالم ہے اب عالم سے دوبالا + ملا ظہوری کے اس شعر ساقی نامہ پر لوگوں نے اسقاط عین کا اعتراض کیا ہے شعر بدستم دہ آں رشک یاقوت را ٭ کہ سازم علاج عقل فرتوت را + مگر فی الواقع تحریف کاتبان ہے اصل نسخہ بجاے عقل جوان ہے کیونکہ جوان ساختن محاورہ ہے یا علاج ساختن نہ علاج کردن علاوہ ازیں لفظ فرتوت لفظ جوانکو چاہتا ہے ۱۲ [4] اور جیسے ظفر شعر دیکھے گر چشم تری اے گل شاداب حباب ٭ شرم کے مارے وہیں بحر میں ہو آب حباب + لفظ حباب مکرر بیفائدہ ہے ۱۲ [5] اور نیز قافیہ موقوفہ لکھنا۔ کما عرفت فی عیوب القافیہ ۱۲

عامہ کہ خواص اُسکے استعمال سے احتراز کرتے ہیں کلام میں لانا جیسے **شعر** آب حیات مے سے
وہ کہتا ہے مے نہ پی ۔ زاہد کی پارسائی کو مارے ہیں لندپر + یا وہ کلام کہ اشتباہ معنی مبتذل کا
رکھتا ہو لا اعلم **شعر** وہ گرم گرم آکے مرے گھر چلا گیا ۔ میں کیا کہوں کہ یاروں مجھے غش سا آگیا + **چہاردہم**
تغیر یعنی لفظ کو بصورت دیگر استعمال کریں واسطے درستی شعر یا قافیہ جیسے آتش **مصرع** درد درماں سے
المضاف ہوا + لفظ المضاعف کے بجائے المضاف لکھا۔ **پانزدہم حشو** اور صرف حشو قبیح داخل
عیوب ہے جیسے **مصرع** جفا معشوق اور محبوب کی سہتے ہیں سب عاشق + بعض الفاظ میں حشو
استعمال فصحا میں داخل ہے جیسے مکتب خانہ اور حرم گاہ وغیرہ اور نیز حشو مفسد یعنی ایسا لفظ
لائد جو اصل مراد میں خلل پیدا کرے عباس علیخاں بیتاب **شعر** سحر نہ دیکھنی ہم کو نصیب ہو
یارب ۔ شب وصال بھی اپنی یہی دعا ہوگی + یہی فضول ہے اور مخل مطلب ظفر **شعر**
تجھے دیکھیں تو پھر اوروں کو کن آنکھوں سے ہم دیکھیں ۔ یہ آنکھیں پھوٹ جائیں گرچہ ان آنکھوں
سے ہم دیکھیں + چہ فضول ہے **شانزدہم تناقض** کہ کلام میں ایک معنی خلاف دوسرے
معنی کے لکھیں جیسے کسی صفت میں ستمگر اور با وفا دونوں لفظ لکھیں حالانکہ ستمگر با وفا نہ ہوگا
ہفتدہم لکھنا ایسی صفت کا کسی چیز کے واسطے جو اُس میں نہ ہو جیسے شراب شیریں
ہشتدہم تقدیم و تاخیر یہی جس کا ذکر اول چاہیے آخر میں کرنا اور جو آخر میں
چاہیئے اُس کو اول۔ لمیلفہ **شعر** مرنے کے قریب ہوگیا ہوں ۔ ہوں بسکہ تری حضور سے دور +
مضمون مصرعہ آخر اول میں چاہیے تھا + حسین **شعر** آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئے گی ۔
بیقراری تو مجھے اُس کے تو در تک پہونچا + اُس کے در تک تو چاہیے تھا۔ **نوزدہم تعقید**
اور یہ دو قسم ہے لفظی اور معنوی اگر بہ سبب تقدیم و تاخیر الفاظ کے کلام غیر ظاہر الدلالۃ مراد
قائل پہ ہو وہ تعقید لفظی ہے جیسے سودا **شعر** بارسے آب رواں عکس ہجوم گل کے ۔
لوٹے ہے سبزے پہ از بسکہ ہوا سے بیکل + اصل عبارت یوں ہے کہ عکس ہجوم گل کے
بارسے سبزے پہ آب رواں لوٹے ہے[1] تعقید لفظی جب مخل فہم معنی ہو یعنی زیادہ تعقید ہو تو عیب ہے
ظفر **شعر** یارو اُس نو خط کی تم مشق ستم مثل قلم ۔ سر ہمارا اُس نے تھا جس دم تراشا دیکھتے +
تعقید معنوی یا اغلاق وہ کہ معنی کلام کے بعید الفہم ہوں بسبب حذف بعض الفاظ کے جیسے مومن
شعر خیال خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا ۔ وہ کافر گور میں بھی اب مرا شانہ ہلاتا ہے +

[1] تنقیح شعر شام کو جب یاد تیری گات آتی ہے ہمیں ۔ نیند کافر ہوں جو ساری رات آتی ہے ہمیں ۱۲

مطلب یہ ہے کہ علاج اس بدگمانی کا کیا ہے کہ وہ کافر گور میں بھی مجھے جگاتا ہے اُس کو خواب راحت کا
خیال ہے بسبب حذف لفظ کیا ہے کے مطلب شعر جلد مفہوم نہیں ہوتا یا بسبب کثرت لوازم وغیرہ کے
مومن شعر یہ عذر امتحانِ جذب دل کیسا نکل آیا ٭ ہم الزام اُس کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا + معنی یہ
کہ معشوق سے جو شکایت نہ ملنے کی کی تو عذر اُس نے کیا کہ میں تمھارے جذب دل کا امتحان کرتا ہوں
اُس کو یہ عذر خوب نکل آیا پس یہ اپنے ہی جذب دل کا قصور ہے اُس کو الزام نہیں۔ لا اعلم شعر
تصویر یار بہر نکیرین پاس ہے ٭ رکھ دینا میری قبر میں شیشہ گلاب کا + مطلب یہ کہ جب نکیرین مجھ سے
حال عشق کا پوچھیں گے اور اُن کو میں تصویر معشوق کی دکھلاؤں گا وہ غش کر جائیں گے اُنکے ہوش میں
لانے کے لیے شیشہ گلاب میری قبر میں رکھ دینا پس شعر اول کہ جس میں اغلاق کم اور طبیعت عشاق کی
اُسکے مضمون کو سمجھ سکتی ہے معیوب نہیں اور شعر دوم کا مضمون از قسم معما داخل عیب ہے بستم سرقہ وہ
ہے کہ دوسرے شاعر کا کلام چُرا لیا جائے خواہ صرف الفاظ خواہ معانی خواہ دونوں اور واضح ہو کہ
اگر دو شاعر کسی شخص کو سخاوت یا شجاعت وغیرہ میں تعریف کریں یا ہجو کریں تو یہ سرقہ نہیں ہے البتہ
تشبیہ واستعارہ کنایہ وغیرہ اگر موافق ہوں تو البتہ سرقہ ہے سوائے بعض تشبیہات واستعارات مشہورہ
کے مثل تشبیہ شجاع کی شیر اور رستم کے ساتھ اور سخی کی دریا وغیرہ اور رخسار معشوق کی گل کے ساتھ
اور قد کی سرو کے ساتھ وغیرہ اور سرقہ تب ہی کہلائے گا کہ ایک شاعر کلام شاعر دیگر پر واقف ہو
ورنہ توارد[1] ہوگا + اور سرقہ دو قسم ہے ظاہر اور غیر ظاہر۔ سرقہ ظاہر تین قسم ہے انتحال یا نسخ۔ اغارہ یا مسخ۔
المام یا سلخ۔ انتحال و نسخ وہ کوئی شعر بالکل مع الفاظ و معنی اپنے نام کر لی جائے جیسے شعر خدا کے ننھ(؟)
تمھیں میرے حال سے واقف ٭ نہ ہو مزاج مبارک ملال سے واقف + آتش و رند دونوں کے دیوان
میں موجود ہے۔ اغارہ و مسخ وہ کہ معنی مع بعض الفاظ کے لے لیے جائیں اور بعض الفاظ تبدیل کر دیے
جائیں جیسے محمد یار بیگ سائل شعر شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہیں ٭ اپنی ہر جنبش مژگاں سے
گہر جھڑتے ہیں۔ رنگین شعر یوں سرشک مژہ اب شام و سحر جھڑتے ہیں ٭ شاخ پُر میوہ سے جس طرح
ثمر جھڑتے ہیں + ذوق شعر ہم اور غیر دونوں یکجا بہم نہوں گے ٭ ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہوں گے ہم نہونگے +
آزاد شعر اغیار تیرے گھر میں اور ہم بہم نہ ہوں گے ٭ یا آج وہ نہونگے یا آج ہم نہ ہوں گے + سودا
شعر سننے بھی پائے نہ لب سے ترے دشنام تمام ٭ جنبش لب ہی سے اپنا تو کیا کام تمام +

---

[1] یعنی ممکن ہے کہ جو معنی ایک شاعر کے خیال میں گزرے اُسی نے شاعر دوم کے ذہن میں بھی خطور کیا ہو کمال الدین اسمٰعیل شعر گر توارد خاطر
کہ در مجاری آں ٭ شد ممکن است کہ کس معترض شود بر شے + دو راہ رو کہ بیک جادہ رو نہند بیک سمت ٭ عجیب نباشد اگر اوفتند پے بہ پے ۱۲

مصحفی شعر سُننے پائے نہ ذہن اُسکے سے دُشنام تمام ؛ جنبش لب ہی میں اپنا تو ہوا کام تمام + خواہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کردینا بلاتفاوت۔ لااعلم شعر بہار بے سپر جام یار میگذرد ؛ نسیم ہمچو خدنگ از کنار میگذرد + سودا شعر بہار بے سپر جام یار گزرے ہے ؛ نسیم تیر سی چھاتی کے پار گزرے ہے + لااعلم شعر آلودہ ز قطرات عرق دیدہ جبین را ؛ اختر ز فلک سے نگرد روئے زمین را + سودا شعر آلودہ قطرات عرق دیکھ جبیں کو ؛ اختر پڑے جھانکیں ہیں فلک سے زمیں کو + سلخ وہ کہ معنی بالکل لے لیں اور الفاظ بالکل تبدیل کردیں۔ جرأت شعر مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے ؛ سبھوں سے پوچھتا ہے کس نے اس کو مار ڈالا ہے + لااعلم شعر مجھے قتل کرکے رقیبوں سے پوچھا ؛ یہ کس کا پڑا یاں پہ تازہ لہو ہے + کسی نے کہا جس کا وہ سر پڑا ہے ؛ کہا کیا مری بھول جانے کی خو ہے + رند شعر چھڑک دے پیس کے زخم جگر پہ او جراح ؛ اگرچہ مشک گراں لون کا تو کال نہیں + ذوق شعر زخم دل پر میرے کیوں مرہم کا استعمال ہے ؛ مشک اگر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے + صبا شعر چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں ؛ کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں + ذوق شعر ہزار جور جو ہیں ہر ستم میں جاں کے لیے ؛ ستم شریک ہوا کون آسماں کے لیے + سرقہ غیر ظاہر وہ ہے کہ معنی کو قلب کردیں یا اور پیرائے میں ادا کریں اور التباس لفاظ میں بھی کم ہو۔ بست و یکم عدول از جادہ صواب یعنی صحت وزن اور درستی قافیہ کے واسطے تغیر دینا لفظ اصلی کا خواہ بحرکات خواہ بسکنات خواہ بزیادت حروف خواہ بکمی حروف واضح ہو کہ محمد بن علیش عروضی خوارزمی نے کہ ۶۱۵ ہجری میں ایک عالم عروض و قوافی کا ہوا ہے اپنے رسالۃ المعجم فی اشعار العجم میں لکھا ہے کہ اُستادوں نے دس عیب صحت وزن اور درستی قافیہ کے لیے شعر میں جائز رکھے ہیں۔ وصل قطع تخفیف تشدید قصر مد اسکان تحریک منع صرف۔ صرف منع وصل زیادہ کردینا کسی حرف کا لفظ میں جیسے الف آباد آبے او آئے میں اور بائے موحدہ بکردار و بسان وغیرہ میں اور واؤ برومند و تنومند وغیرہ میں اور ہائے ہوز جیسے شعر میں سودا کے شعر سجود در سے ترے بہرہ ور ہوں اہل زمیں ؛ رہے رکوع میں تا قامت سپہر دوتاہ + اور قطع کوئی حرف حروف اصلی لفظ میں سے ساقط کردینا۔ سودا شعر کس طرح شہر کا نہ ہو یہ حال ؛ شیدی کا فور سا جو ہو کتوال + بجائے کوتوال۔ ولہ شعر بدرنگ جیسے لید ہے بدبو ہے چوں پشاب ؛ (بجائے پیشاب ۱۲) بر لمین یہ کہ اصطبل او جز کرے ہزار + سید مرتضیٰ علی یزدانی شعر طیر چمن بے ہواس نسترن و نسترن ادا اس ؛ کیوڑے میں ہے بو نہ باس مشک کے اوسان خطا + تخفیف حرف مشدد کو مخفف لانا۔ جیسے لفظ تنور و غم وصف وغیرہ کہ مشدد الاصل ہیں اکثر مخفف استعمال کرتے ہیں۔ لااعلم

شعر نوحہ کے اُس تنور کا پوچھا جو اُس سے ماجرا ۔ دیدۂ تر سے اُس گھڑی رو کے دکھا دیا کہ یوں ۔ تشدید یعنی مخفف کو مشدد لانا جیسے زر و پر وغیرہ اکثر مشدد آیا ہے ۔ مومن شعر ایک ہی جلوۂ مہرد میں ہوا سو ٹکڑے ۔ جامۂ صبر جسے کہتے ہیں کتاں ہوگا ۔ قصر الف ممدودہ کا مقصورہ لانا ۔ سودا شعر کہا اُس سے کہ بھر کے آفتابہ ۔ محل کی جا ضرور میں رکھوا ۔ مد مقصورہ کو ممدودہ لانا جیسے آستر[1] و آبرہ ۔ سودا شعر ہوتا نہ رنگ اطلس گردوں جو مالتی ۔ خیمے کے آستر کو ترے تھا یہ جامہ دار ۔ اسکان حرف متحرک کو ساکن کر دینا ۔ امانت شعر شدت جوش جنوں پا کے مری نس نس میں ۔ فصدیں کھلوائیں مری دینے کے لہو کی قسمیں ۔ لفظ قسم بفتح سین ہے قسمیں بسکون سین لکھا ۔ منت شعر پھر اُس لب جاں بخش کی میں بات سناؤں ۔ عیسیٰ بھی جو کچھ بولیں تو صلوات سناؤں ۔ اور جیسے حیوان ۔ دوران ۔ ہذیان وغیرہ ۔ تحریک حرف ساکن کو متحرک کر دینا ۔ سودا شعر بنیے کا دیوال بند ایک قرضدار تھا ۔ اُسکے ادا کرنے میں سخت وہ لاچار تھا ۔ قرض بفتحتین لکھا ۔ ولہ شعر ہے مجھے فیض سخن اُسکی ہی مداحی کا ۔ ذات پر جس کی مبرہن کُنہہ عز و جل ۔ کُنہہ بفتحتین لکھا ۔ مومن شعر تو تو کہتا تھا نہیں تجھ بن مجھے آرام و چین ۔ اب جدائی میں مری کیونکر صبر پیدا ہوا ۔ واضح ہو کہ عیوب یا اغلاط کلام تین قسم ہیں ۔ لفظی ۔ معنوی ۔ ترکیبی ۔ لفظی وہ جس میں لفظ غلط ہو جیسے نادر شعر ہوں جس نقش قدم رسول پاک عیاں ۔ میں رکھ لوں چوم کے نادر وہ سنگ سینے پر ۔ قدم کی جمع اقدام چاہیئے ۔ معنوی وہ جس میں معنی غلط اور خلاف مقصود حاصل ہوں جیسے شعر دو بوسے دیجیے نہیں آنکے مجھے پسند ۔ ایسے ہزار بوسے جو تم ناخوشی سے دو ۔ ترکیبی جس کی ترکیب غلط ہو ۔ آباد شعر آرزو یہ ہے اسے کاٹے شب مقراض وصل ۔ بڑھ گئے ہیں حد سے گیسو ورنہ ہجر یار کے ۔ مقراض شب وصل چاہیئے تھا ۔ فقط

قطعہ تاریخ اتمام کتاب از مؤلف

رسالہ جب کہ یہ پہونچا بہ اتمام ۔ ہوئی تالیف سے تب مجھ کو فرصت
جو پوچھی دل سے میں نے اسکی تاریخ ۔ کہا کہہ ہے یہ معیار البلاغت

۱۸۹۶

خاتمۃ الطبع

خدا کے فضل و کرم سے اس زمانۂ خیر و برکت میں رسالہ معیار البلاغت مصنفہ منشی دیبی پرشاد سحر بدایونی باہتمام بی ۔ پی کپور سپرنٹنڈنٹ بماہ جنوری ۱۹۴۵ء مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں چھپکر شایع ہوا

[1] آستر اصل میں بالف مقصورہ ہے کذا فی غیاث اللغات ۔

نام کتاب	قیمت
مواہب عظمی - خان آرزو کی ادبی کوشش کی ایک قابل قدر یادگار ہے -	/۰۴
کتب علم ادب و بلاغت اردو	
بحر الفصاحت - ادب اردو میں یہ ایک جدید اضافہ ہے جسکو مولوی نجم الغنی صاحب رامپوری نے تصنیف فرما کر اردو پر احسان کیا ہے اسمیں شعر اور اسکی ماہیت شعر گوئی کے جواز و عدم جواز پر مکمل بحث کرکے صنائع بدیع لفظی معنوی علم عروض اور ضمنا شعراء اردو کا تذکرہ کیا گیا ایسی جامع کتاب اس علم میں ابتک کوئی شایع نہیں ہوئی چھپائی صاف خوشخط کاغذ رسمی -	صہ/
کتب علم صرف (عربی)	
نوادر الاصول - علم صرف کے بہت مسائل کا اسمیں ذکر کیا گیا ہے مطبوعہ مطبع یوسفی -	عہ/
زنجانی - اصول و قواعد صرف علم عربی کی حاوی ہے از تصنیف عماد الدین عبد الوہاب داخل درس -	شہ/
مراح الارواح - علم صرف کی ابتدائی تعلیم میں نہایت کارآمد اور مفید طلبا ہے شافیہ مطبوعہ مطبع ... از ابن حاجب	/۳

نام کتاب	قیمت
متن بخط نسخ حواشی بخط نستعلیق -	/۸
کتب علم صرف (فارسی)	
میزان الصرف مع منشعب ابتدائی درسی کتاب عربی کی ہے -	/۰۴
شرح میزان الصرف بچوں کے پڑھانے اور میزان الصرف کے مطالب کو سمجھانے کے لئے مفید ہے -	/۳
پنج گنج و زبدہ محشی - اسمیں جو دیگر رسائل شامل ہیں وہ اور زیادہ کارآمد مفید عام ہیں -	/۵
جامع تعلیلات - طلبا صرف کیلئے بہت ہی مفید ہے -	/۱۰
شرح سلالہ مصنفہ مولوی احمد علی چریاکوٹی اصل کتاب عربی شرح فارسی -	/۰۱
دستور المبتدی - مسائل صرف بطریق سوال و جواب داخل درس -	/۰۳
فصول اکبری - اسپر بھی نہایت مفید حواشی چڑھے ہوئے ہیں - آخر میں رسالہ گوہر منظوم مولوی ہادی علی اشک شامل ہے	/۰۶
شرح فصول اکبری محشی بحواشی مفید مصنفہ مولوی علاء الدین احمد صاحب مرحوم فرنگی محلی حال المتن -	/۱۴

نام کتاب	قیمت
رکاز الاصول - فصول اکبری کی حاشیہ شرح از تصنیف مولوی حمایت علی صاحب کاکوروی -	۱۲؍
کافیہ شرح شافیہ مسمی بہ سعدیہ از ملا محمد سعد شافیہ کے نکات کو آسان اردو میں کردیا گیا ہے -	۸؍
جواہر منظوم - مسائل صرف اور نحو کے ابواب کو نہایت دلکش نظم میں بیان کیا ہے اسمیں رسالہ مراۃ الصرف بھی شامل ہے -	۶؍
پیرا گر عربی - عربی سیکھنے والوں کے واسطے نہایت کارآمد رسالہ -	۱؍
کتب علم صرف زبان اردو	
اصول عجیبہ - مسائل علم صرف کا بیان از مولانا محمد جمال الدین خان صاحب مرحوم	۳؍
مصدر رشیق - قواعد علم صرف و نحو [illegible] داخل درس -	۵؍
ضیاء القواعد - [illegible] کے اصول [illegible]	۳؍
[illegible]	۸؍
[illegible]	

نام کتاب	قیمت
کی ہے اور آخر میں ایک نقشہ بھی شامل کیا ہے	۴؍
قواعد [illegible] از پنڈت [illegible] صاحب	۳؍
گلدستہ عجم صرف و نحو فارسی کے قواعد	۴؍
مفتاح اللسان - فارسی قواعد کی اردو میں تشریح -	۴؍
علم نحو زبان عربی	
شرح ملا جامی - کافیہ کی متعدد شرحیں لکھی گئیں مگر ان سب میں [illegible] مقبولیت عام ملا عبدالرحمن جامی کی شرح کو نصیب ہوئی [illegible] کو نحو کی [illegible] طلباء کے درس میں داخل ہے مطبوعہ مطبع [illegible]	۱۲؍
مجموعہ نحو میر [illegible] - داخل درس طلباء [illegible] رسالہ نحو [illegible]	
[illegible]	۳؍
شرح مائۃ عامل - [illegible]	۳؍

المشتہر

منشی نول کشور [illegible] لکھنؤ